



**DELHI UNIVERSITY  
LIBRARY**

## DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No.

Ac. No.

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped  
below. An overdue charge of 0.5 nP, will be charged for each  
day the book is kept overtime.

---



# فسانہ جمیل

اس فسانہ دلچسپ کو ایک لائق مصنف مسی ار نیلڈ نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا ہے

اب اُسکو

منشی حامد حسن صاحب مترجم ہائی کورٹ الہ آباد نے اُردو زبان میں ترجمہ کیا

اس دلچسپ دلاویز فسانہ میں آخر عمدہ بانگیا بادشاہ میں

خفیہ مقتولوں کی تحقیقات کے تفصیل کا فسانہ نہایت عجیبی

کے ساتھ مندرج ہے تحقیقات کامل ہونا بذریعہ جمیل

جو کہ آخر میں شاہجہان بادشاہ کے نام سے منسوب ہوا

اس قصہ کو اگر کوئی شخص کچھ بھی اقل میں ملاحظہ کرے تو بلا پڑھے پوری کتاب کے

ہاتھ سے نہ چھوڑے

واسطے مطالعہ صحاب فوق اور سرور بار بار شوق کے

بہار کمپنی داس پبلیشرز کلکتہ

مطبع نامی منشی نول کشو لکھنؤ میں چھپا

۱۹۲۴ء

اعلان حق تصنیف اس فسانہ ہر دفعہ پڑھنے والے کو دلچسپ و دلکش محسوس ہوگا

# طالع

بفضلہ تعالیٰ المطبع ہذا میں ہر قسم کی کتب کا ذخیرہ کافی تعداد میں ہمیشہ موجود رہتا ہے جس فن کی کتب آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اسی فن کی اور بہت سی کتب بھی یہاں موجود ہیں جنکی فہرست درج ہے نسبتاً دوسرے مطبع سے ہمیشہ یہاں قیمت کم ہوتی ہے یہ ایک مختصر فہرست ہے بڑی فہرست جس میں ہر قسم کی کتب کے نام وغیرہ درج ہیں ہر شائق کو ایک اطلاعی خط آنے پر مفت روانہ کیجاتی ہے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ناول مرغوب دل	۱۲	کرشن کا تاحصہ اول	۱۲	آلف لیلہ شہر زاد۔ بطرز	۱۲
آندرمہی حصہ اول	۱۲	عیارہ اور ساحرانہ	۱۲	ناول	۱۲
حصہ دوم	۱۲	کارروائیان وغیرہ وغیرہ	۱۲	ایضاً معروف بونا زاد	۱۲
حصہ سوم	۱۲	ایضاً حصہ دوم	۱۲	از مرزا حیرت دہلوی	۱۲
حصہ چارم	۱۲	نیرنگ فرنگ تاریخی ناول ہے	۱۲	شہید جفا۔ دنیا کے انقلاب	۱۲
کھجک کی کھوئی عورت	۱۲	جس میں بونا پاٹ کے احوال	۱۲	کا حیرت خیر نظارہ۔	۱۲
بازی اطفال تہذیب منشی	۱۲	مرج ہیں۔	۱۲	تندر شانشا۔ اس قدر	۱۲
کوہ ارا کا پرشاد آفت	۱۲	شمس دہر۔ درو انگیز عاشق	۱۲	دلچسپ ہے کہ اول سے	۱۲
بزم اکبری حصہ اول تاریخی	۱۲	دلچسپ ناول۔	۱۲	پڑھ کر آخر تک آپ	۱۲
ناول قابل دید ہے۔	۱۲	خوالعین کامل۔ عند	۱۲	چھوڑ نہیں سکتے۔	۱۲
ایضاً حصہ دوم	۱۲	۱۰۰۰ کا تاریخی واقعہ ہے	۱۲	حصہ اول	۱۲
مکاری کا پتلہ عیارانہ	۱۲	دو حصوں میں	۱۲	ایضاً حصہ دوم	۱۲
کارروائوں کا مخزن	۱۲	خوبی قسمت مصیبت اور ہجر	۱۲	ایضاً حصہ چارم	۱۲
بادشاہ سلامت ناول	۱۲	وصال کا حصہ	۱۲	خون ناحق	۱۲
ماتا۔ اردو۔	۱۲	اسرار ہند۔ قیافہ شناسی	۱۲	تجلیہ سرا غرسانی	۱۲
چابک سوار۔ معشوقہ	۱۲	یہ پولیس کے دلچسپ کالمے	۱۲	حصہ اول و دوم	۱۲

# فسانہ جمیل

اس فسانہ دلچسپ کو ایک لائق مصنف مسیحی رینلڈ نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا ہے

اب اسکو

منشی حامد حسن صاحب مترجم ہائی کورٹ الہ آباد نے اردو زبان میں ترجمہ کیا

اس دلچسپ دلاؤیز فسانہ میں آخر عمر جاگیر بادشاہ میں

خفیہ مقتولوں کی تحقیقات کے تفصیل کا افسانہ نہایت غیبی

کے ساتھ مندرج ہے تحقیقات کا بل ہونا بذریعہ جمیل

جو کہ آخر میں شاہجہان بادشاہ کے نام سے منسوب ہوا

اس قصہ کو اگر کوئی شخص کچھ بھی اول میں ملاحظہ کرے تو بلا پڑھے پوری کتاب کے

ہاتھ سے نہ چھوڑے

باہتمام کسریٰ اس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبوعہ منشی نعل کیشور لکھنؤ چھپا

بار سوم ۱۹۲۲ء

اعلان حق تصنیف فسانہ ہر لغز کا حق نو کشور پر بس محفوظ ہے۔



سبب ترجمہ و تالیف داستان - ایک روز میں اپنے مغز مہربان مولوی عبد المجید صاحب بیرسٹر کی ملاقات کو گیا تھا انکے یہاں ذیل جہاں مشہور و معروف مصنف کی کتاب لوز آف حرم *Loves of Harem* میری نظر سے گذری میں نے اس کتاب کو لا کر پڑھا اور اسکو دلچسپ پا کر حسب خواہش اپنے ایک پیارے عزیز کے ۱۱ جولائی ۱۹۸۶ء سے سلیس اردو میں کہ عام فہم ہو لکھنا شروع کیا۔ تاکہ قصہ دلچسپ اور ہندوستانیوں کے سمجھنے کے لائق ہو جائے اصل کتاب کے الفاظ کی پابندی نہیں کی گئی ہے بلکہ جہاں جہاں مناسب معلوم ہوا اپنی طرف سے ٹکڑے بھی ملے یا ہوا اور اشعار موقع مناسب پر استعمال کیے ہیں خدا کے فضل سے ۱۱ ستمبر ۱۹۸۶ء کو اس قصہ کی تحریر سے فراغت پائی۔ اور اب ناظرین پر تکمیل کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے مصرعہ مگر قبول افتد زہے عز و شرف فقط

مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۶ء  
الہ آباد  
محلہ دوندی پور

راقم  
حامد حسن مترجم  
ہائی کورٹ الہ آباد



اگرچہ اگلے قصہ لکھنے والوں نے بہت سی حکایتیں اور داستانیں لکھی ہیں مگر آل ان قصوں کا بخیر حیرت انگیزی اور جنون خیزی کے اور کچھ نہیں دیکھنے میں آیا۔ میں نے بخلاف ان مصنفوں کے ایک ایسی داستان لکھنے کا قصد کیا ہے جو نہ صرف دلچسپ ہو بلکہ رفاه عام کے لیے جادو بھری تقریر کا اثر رکھتی ہو۔

## آغاز داستان

اکہی شوخی برق تجلی دہ زباںم را قبول خاطر موسیٰ کلامان کن ہایم را

۱۲۵ھ میں جبکہ مرزا سلیم عرف جہانگیر اکبر آباد کا فرمان روا تھا تو ایک مرتبہ یہ بات مشہور ہوئی کہ دریا سے جتنا کے کنارہ پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اس خبر نے لوگوں کے دلوں میں انوار و اقسام کے خیالات پیدا کیے کسی نے تو یہ سوچا کہ فیصل شاید ظالم شوہروں نے اس غرض سے کیا ہو کہ اپنی غیر قانع بیویوں اور بیوفا لونڈیوں سے چھٹکارا پا جاوین۔ مگر ساتھ ہی اسکے ان لوگوں کو یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسا ہوتا تو ہمیشہ لاشیں پائی جاتیں غرض یوں ہی ہر شخص اپنے اپنے خیالی بلاؤں بچایا کیا اور لاشوں کا ملنا دو سال تک بند نہوا جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ واقعہ ناگہانی نہیں بلکہ



لڈوامی سا معلوم ہوتا ہے تو انکا ذہن اس پہلو پر آیا کہ شاید کسی خاص مقام پر  
 شجوں یا قتل عام ہو اگر تاہو جس سے آئے دن یہ لاشیں دریا میں ملا کرتی ہیں۔  
 لاشیں جو دیکھی گئیں تو عورتوں کی نہ تھیں بلکہ مردوں کی تھیں اس سے  
 لوگوں کا پہلا خیال تو غلط ہوا۔ اور اسکے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس لیے  
 کہ اُس زمانہ میں ظالم شوہروں اور آقاؤں کی یہ ایک عام عادت تھی کہ جب  
 وہ اپنی بیویوں کو نرے سموت دیا چاہتے تھے تو ایک بورہ میں کسکروریا میں  
 پھکوا دیا کرتے تھے اور اگر یوں بھی نہیں تو کسی خفیہ طور پر گلا گھونٹ کر مار دالتے  
 تھے مگر یہ لاشیں نہ تو بورہ میں کسی تھیں نہ گلا گھونٹی ہوئی تھیں بلکہ ان کی  
 گردنوں پر ایسے دو چار زخم دکھائی دیتے تھے کہ گویا کسی نے یک بیک چھپے  
 سے آنکر ان بیچاروں کا کام تمام کیا ہے یہ بیچارے مقتول خاص ایک  
 ہی قوم کے آدمی نہ تھے بلکہ ان میں ہندو مسلمان پارسی کشمیری سب ہی  
 تھے رہا یہ خیال کہ انہر کسی نے چھا پا مارا ہو یہ اس بات سے غلط ہوا جاتا تھا  
 کہ جو کچھ مال و متاع تھا سب انکے پاس موجود تھا اور جب یہ بھی معلوم ہوا  
 کہ سب کے سب ایک ہی ہتھیار سے مارے گئے ہیں تو اس میں کوئی شک  
 باقی نہ رہا کہ سب ایک ہی مقام میں بھی مارے گئے ہونگے خلاصہ کلام یہ کہ  
 دو برس تک یوں ہی یہ خبر مشہور رہا کی اور اس درمیان میں ایک تلو سے  
 زیادہ نوجوان ناکردہ گناہ مارے گئے اس واقعہ جانکاہ سے امیر و غریب  
 چھوٹے بڑے سب کے گھروں میں تلک سا تھا اور جب اس قتل کا وقوع  
 ترقی پذیر ہوا۔ اور اکثر شفا بھی قتل ہونے لگے۔ تو یہ خبر عام ہو گئی اب پھر عوام  
 یہ سوچنے لگے کہ قتل شاید تعصب مذہبی کی وجہ سے ہوتا ہو مگر جب انھوں نے  
 یہ دیکھا کہ اس میں ہر مذہب ملت کے لوگوں کی لاشیں پائی جاتی ہیں تو اس خیال سے

بھی باز آئے غرض اس باجرے میں شہر کے اُمراء سے فقر تک سب ہی پریشان تھے  
لوگوں نے اسکی تحقیقات تو چھوڑ دی اور امیر و غریب سب اپنی جان کی خیر نہانے  
لگے اُس زمانے کے منتظان ملکی نے بھی بہت سر مارا لیکن بالکل بے سود ہوا قتل  
کا پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ کیسے کب اور کہاں ہوتا ہو چونکہ یہ قاعدہ ہو جس کے  
ملک میں سلطنت شخصی ہوا کرتی ہو تو وہاں کی رعیت بجاالت مجبوری بادشاہ  
کی طرف رجوع لاتی ہو ناچار سب متفق ہو کر بادشاہ وقت جہانگیر شاہ کی  
خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے اُنکی اس فریاد کو سنکر بہت بڑی رحم دلی کو  
وغل دیا اور ساتھ ہی اُنکے دیوان عام میں ایک بڑا دربار کیا اور قاضی القضاۃ  
کو بلایا واضح رہے کہ قاضی القضاۃ کا نام ابو العادل تھا یہ ایک نہایت عمر  
اور سن آدمی تھا عمر تو اُسکی قریب ساٹھ برس کے تھی مگر اُنکے بشرے سے  
اس اعلیٰ درجہ کی تیزی اور مدد تبری معلوم ہوتی تھی کہ جس سے ہر کوئی سمجھ سکتا  
تھا کہ واقعی یہ کوئی جلیل القدر شخص ہو گا۔ قاضی القضاۃ فوراً حاضر ہوا اور  
دربار میں آتے ہی تاثر کیا کہ آج بادشاہ سلامت کو کسی خاص وجہ سے غصہ ہو  
یا کوئی ہم ملکی پیش ہو خیر حسب معمول آداب خسروانہ بجا لا کر نہ میں بوس ہوا اور  
دست بستہ کھڑا ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے ابو العادل افسوس ہو کہ تو میرے  
قلمرو کا اتنا بڑا حاکم ہو اور تیرے زمانہ حکومت میں ایسے ایسے واقعات  
ہمارے سلطنت میں ہوں یہ سننے ہی ابو العادل کا خون خشک ہو گیا  
اور تمام بدن میں لرزہ سا آ گیا بعد تھوڑی دیر کے دست بستہ عرض کی کہ  
جہاں پناہ قبل اطملاع حضور کے اس امر کے انسداد میں غلام نے ہر طرح کی  
کوشش کی مگر سب بیجا گئیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ان یہ سچ ہو مگر میری  
رعیت بیوجہ شاکی نہیں جو یہ ظلم اس انتہا کو پہنچ گیا ہو کہ غنیمت فتنہ خاں نازل

ہو حکم شاہی یہ ہوتا ہو کہ تو آٹھ دن کی ہملت میں اس قتل کا سراغ لگا ورنہ نوین روز تو جان سے مارا جاویگا یہ حکم پاتے ہی ادھر تو ابو العدل حالت اضطراب میں اپنے گھر آیا ادھر بادشاہ بھی دربار عام سے اٹھ کر کچھ سرسیمیا اپنے محل میں گیا اور اپنے دو دنوں لڑکون شہر باراد خرم کو بلا کر اس واقعہ کو اُن سے بیان کیا لڑکون نے بادشاہ کی تسلی کی کہ جہاں پناہ کے اقبال سے یہ کام بہت جلد ہو جائے گا ہم سب اس باب میں بدل و جان کوشش کریں گے حضور نے کسی بزرگ کا یہ مقولہ نہیں سنا ہو بیت

بہر کار سے کہ بہت بستہ گردو	اگر خار بے بود گل دستہ گردو
-----------------------------	-----------------------------

سامعین کو واضح ہو کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اپنے مکان اور محلوں سے کہیں باہر نہیں نکلنے پاتے تھے۔ اور اس وجہ سے عام واقعات شہر سے بالکل ناواقف رہا کرتے تھے تاہم جو کچھ متصل مکان ہوا کرتا تھا اسکی خبر انکو رہا کرتی تھی اس لیے اس ماجرے کی بھی انکو خبر تھی غرض کہ ابو العدل جو وقت اپنے گھر آیا تو اپنے بال بچوں سے صرف اتنی بات آبدیدہ ہو کر کہی کہ آج کے نوین دن میں مارا جاؤنگا لیکن مارے جانے کی کوئی وجہ نہ بیان کی ابو العدل کی بی بی اور اسکی لڑکی نے باصرار تمام پوچھا کہ آخر کیوں مارے جاؤ گے کوئنا ایسا شاہی کام ہو جو آپ سے سراخام نہوگا۔ ابو العدل نے کہا کہ مجھے آٹھ دن کی ہملت میں ایک قتل کا سراغ لگانا ہو اور یہ کام ایسا اہم ہو کہ اُسکے انجام دہی میں تمام اراکین سلطنت بہت کوشش کر چکے ہیں مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا ابو العدل کی لڑکی نے جبکا نام محمودہ تھا اپنے باپ سے کہا کہ کاش یہ کام انجام نہوا تو کیا آپ کا کوئی ایسا صاحب اختیار دوست نہیں ہو جو بادشاہ سے آپ کی معافی خون کی سفارش کرے اسپر محمودہ کی مان

نے کہا کہ میرا بھائی بادشاہ کا وزیر ہو وہ تیرے باپ کی ضرور سفارش کریگا  
ابو العدل نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا کہ بادشاہ اندون ایسا شنگین ہو رہا  
ہو کہ کوئی اسکا غصہ فرو کرنے والا دکھلائی نہیں دیتا۔ تھوڑی دیر بعد ابو العدل  
کی بی بی نے اپنے شوہر کے کان میں یہ بات کہی کہ آخر تم نے بھی تو کسی زمانے میں  
ایک شخص کے ساتھ سلوک کیا تھا شاید وہی ایسے نازک وقت میں تمہارے کام  
آوے ابو العدل کو اس بات سے خوشی ہوئی اور کہنے لگا کہ ہاں اگر وہ ہو تو  
ضرور سفارش کرے لیکن اب وقت تھوڑا باقی ہو اور بادشاہ کے مزاج کی اصلاح  
کے لیے کئی روز درکار ہونگے۔ اس لیے اسکو جلد خط لکھنا چاہیے ابو العدل  
کی بی بی نے کہا کہ ہاں جلد ہی کرو اور خط لکھ کر محمود کے حوالہ کرو یہ اُسے  
یہجائیگی جسوقت ابو العدل نے اپنی لڑکی کو خط دیا تو اسکو اس بات کی  
نمائش کی کہ تو اس شخص کے سامنے بے حجابانہ خط لکھا تو اس وجہ سے کہ وہ بھی  
ایک مغز آدمی ہو اور تو اس کے پاس فریادی ہو کر جاتی ہو غالباً وہ تیری  
بھولی بھالی صورت کو سرا سیمہ اور پریشان دیکھ کر رحم کرے محمود اُسی وقت  
ڈولونڈیوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی یہ خوبصورت لڑکی اگر آباد کی سڑکوں پر  
ہوتی ہوئی بادشاہ کے محل کی طرف پھری۔ اور وہاں پہونچ کر اپنی ٹونڈیوں سے  
کہا کہ تم دروازے کے باہر کھڑی رہو میں تھوڑی دیر کے لیے اندر جاتی ہوں یہ  
کہہ کر اندر گئی اور تھوڑی دور جا کر اُس نے دیکھا کہ ایک حبشی دروی پہنے ہوئے  
دربان کی جگہ پر کھڑا ہو قرینہ سے معلوم ہوا کہ شخص خواجہ سراؤن کا سردار  
ہو محمود نے اُس سے اپنا مطلب کہا پہلے تو اُس نے انکار کیا پھر تامل کے ساتھ  
محمودہ کو اُس شخص کے پاس لے گیا ایک گھنٹہ بعد وہ اس قاصدی کے کام  
کو انجام دیکے پھر اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہوئی محمودہ اسی بشارت

کی حالت میں آئی کہ اُسکے چہرے سے والدین اُسکے سمجھ گئے کہ شاید وہ کامیاب  
 آئی ہو بعد ازاں اُسنے کل حال جو محل میں گذرا تھا بیان کیا اُسپر اُسکے والدین نے  
 اُسکی بہت تحسین و آفرین کی تھوڑی دیر بعد محمودہ نے کہا کہ مجھے اس راز کے اظہار  
 کرنے کی ممانعت کی گئی ہو اور سوائے آپ لوگوں کے اور کسی سے کہنے کا حکم نہیں  
 ملا ہو اُسپر ابو العدل نے کہا کہ بس اب خاموش رہنا مناسب ہو ہمارے اس امر  
 کے پتہ لگانے میں کوشش کرنی چاہیے اگر کامیاب ہوے تو فہوا المراد ورنہ  
 آج کے نوین روز ایک سچے مسلمان کی طرح ہم مرنے پر تو آمادہ ہیں ہی یہاں تک  
 تو ابو العدل اور اُسکی کوششوں کا حال ہو چکا۔ اب آگے سنیں کہ اسی روز  
 شام کو جب یہ واقعہ گذرا لوگوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان جو بصورت مسلمان کہ  
 جسکی عمر کوئی ۲۲ برس سے زیادہ نہوگی شہر اکبر آباد کی سڑکوں پر سیر کر رہا تھا  
 اُسکی وضع اور صورت یہ تھی لمبے قد کا آدمی بڑی بڑی آنکھیں سر پہ نہایت سیاہ  
 اور عورتوں کے ایسے گھونگر والے بال تھے دائرہ منڈی ہوئی تھی اور دو چین  
 سپاہیانہ وضع کی اوپر چڑھی ہوئی تھیں شخص سڑکوں پر ایسا آہستہ آہستہ ٹہل رہا  
 تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کی تلاش میں ہو آخر کاجس محلہ میں فہر کے  
 کشمیری رہتے تھے اُسی سمت کو وہ چلا اور سے ایک مکان میں اُسکو کچھ روشنی  
 معلوم ہوئی وہ سمجھا کہ یہ کسی کا مکان ہوگا مگر جب قریب گیا تو دریافت ہوا کہ یہ  
 قہوہ خانہ ہو اور اُسی کی گھر کی سے یہ روشنی معلوم ہوتی ہو چنانچہ شخص اُس مکان میں گیا  
 اور وہاں کے کارپرداز سے ایک پیالی قہوہ اور حقہ مانگا اس جوان نے دیکھا کہ  
 اُس مکان میں انڈین اور بیٹھے ہیں جو ظاہر کشمیری معلوم ہوتے ہیں وہ دونوں  
 شخص بھی اُسی کے ہم عمر تھے اور وہاں بیٹھے ہوئے قہوہ پی رہے تھے اُن لوگوں  
 نے جب اس جوان کو دیکھا تو بہت اخلاق سے پیش آئے اور محبت آمیز باتیں

کرنے لگے یہ جوان بھی اُنکے پاس تھوڑی دیر کے لیے غم غلط کرنے کو بیٹھ گیا غرض کہ  
ان تینوں میں ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں یہ جوان اُنکی باتوں کا بہت  
شائستگی سے جواب دیتا تھا اور جو کچھ وہ دریافت کرتے تھے اُسے بکثارت پیشانی  
بتلاتا تھا اس جوان کو باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں کسی زمانہ میں ہم مکتب  
تھے اُن میں سے ایک کا نام تو لڑم کشن اور دوسرے کا ہر ناتھ تھا۔ وہ بھی دونوں  
قریب قریب ہم عمر تھے اور وضع دونوں کی کشمیریوں کی تھی اُنہیں ایک نہایت  
قیمتی کپڑے پہنے ہوئے اور ایک خنجر بھی کمر میں لٹکائے ہوئے تھا۔ اثنائے گفتگو میں  
یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دونوں خاندانی آدمی ہیں اور یہ پہلی دفعہ اکبر آباد  
میں باجارت اپنے والدین کے سیر کی غرض سے آئے ہیں اُن دونوں نے  
اس جوان مسلمان سے پوچھا کہ بھائی تمہارا کیا نام ہے اور اس شہر کی کیفیت تو  
بیان کرو اُسے جواب دیا کہ میرا نام تو جمیل ہے مگر اس شہر کے حالات سے  
بالکل ناواقف ہوں اسوجہ سے کہ آپ لوگوں کو آئے ہوئے کچھ دن بھی ہوئے  
ہونگے اور میں آج ہی صبح کو اس شہر میں وارد ہوا ہوں یہ مسلمان جوان  
نے پوچھا کہ بھلا آپ نے اس شہر کی کچھ سیر بھی کی یا نہیں اس وجہ سے کہ مجھ کو  
آج یہاں کی ایسی خبر و حشت ناک سنائی دی ہے کہ اگر دو تین گھنٹے پیشتر سے  
معلوم ہوتی تو میں ہرگز اس شہر میں قیام نہ کرتا اُن دونوں نے جواب دیا  
کہ آپ اس بات کو تمہا میں نہ کہیے ہم لوگ اس بار سے بخوبی واقف ہیں  
لیکن اُسکے دریافت کرنے میں ہلکے کوشش کرنی چاہیے کیونکہ سرکار نے  
اُسکے انعام کے واسطے اشتہار دیا ہے واقعی وہ انعام ایسا کثیر التعداد ہے کہ  
اُسکا پانے والا امیر ہو جائیگا جمیل نے کہا نہ تو مجھ کو روپیہ کی پرواہ ہے کیونکہ  
اللہ نے مجھ کو بہت کچھ دیا ہے اور نہ میرے دماغ میں خلل ہے کہ خواہ مخواہ اُسکے

دریافت کرنے میں دردمسرمول لون بقول شخصے غم نداری خبر بخر را کم کشن نے  
 کہا کہ بھائی جب ہم اس شہر میں آئے تو ایک عجیب واقعہ گذرا اگر میں جانتا کہ ایسا ہوگا  
 تو ہرگز اس شہر میں نہ آتا جمیل نے پوچھا کہ کیا ہوا ذرا میں بھی تو سنوں را کم کشن  
 نے کہا کہ میں اور سہزادہ گھوڑوں پر سفر کرنے کی وجہ سے تھک گئے اور چونکہ سہزادہ  
 گھوڑے پرست گر بھی پڑا تھا اور اس کے چوٹ لگی تھی اس لیے وہ تو گھر میں رہا میں تنہا  
 سیر کو نکلا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک ضعیفہ آفت کی پرکال سے دوچار ہوا اُس نے مجھے  
 پوچھا کہ میں فلاں مکان کو جایا جاتی ہوں تم اُسکا پتہ بتا دو میں نے کہا کہ میں اس  
 شہر میں چنبی ہوں اور اُس مکان کا پتہ نہیں جانتا تب اُس نے اور لگاؤ کی  
 باتیں شروع کیں اور اپنا گفتگو میں میری تقریر کے کہنے لگی کہ تمھاری تقریر اور  
 جادو بیانی کی تعریف میں کس زبان سے کروں اگر میری بی بی تمھاری تقریر دلاؤ تو  
 سنستی تو بہت خوش ہوتی میں نے ہنس کر پوچھا کہ تمھاری بی بی کون ہے کیونکہ میرے  
 دل میں بیشبہ پیدا ہوا کہ کسی بی بی کو شاید بیاہ کرنا منظور ہے اور مجھ کو دیکھنے کے  
 لیے بلایا ہے پس میں نے اُس سے سنا کہ جانے پر متعد تھا۔ اجمیل مجھ کو اس وقت تک  
 اس راز سے بہت سے مطلق آگاہی نہ تھی جبکہ تم نے ذکر کیا ہے جمیل نے کہا اُس راز کو  
 اس قصہ سے کیا تعلق ہے اگر تعلق ہوتا تو پھر تم کہیں اور ہوتے یہاں قصہ کہنے کو  
 نہ آتے اُس کے بعد را کم کشن نے سلسلہ سخن یوں شروع کیا جب میں نے اُس ضعیفہ سے  
 نام اُس بی بی کا دریافت کیا تو وہ خاموش ہو رہی اور کہنے لگی کہ چپ چپ اگر تم  
 زیادہ خواہش ظاہر کرو گے تو تم پر کچھ بھی اعتبار نہ کیا جاوے گا میں نے کہا کہ میں اُس  
 بی بی کی دلجوئی اور خاطر داری ہمیشہ مد نظر رکھوں گا مگر میری ملاقات اُس سے  
 کرنا دو چنانچہ پہلے تو اُس ضعیفہ نے تامل کیا پھر مجھے میرے حالات دریافت کیے  
 کہ کہاں کے رہنے والے ہو۔ اور یہاں کس غرض سے آئے ہو میں نے ان باتوں کا

جواب دیکر اُسکا اطمینان کیا تب اُسنے کہا کہ اچھا مجھے علیحدہ پیچھے چلے آؤ  
 میں چلا تو چلتے چلتے دریا کے کنارے اُسکے ساتھ پہونچا وہاں کڑو حبشی مع کشتی کے  
 موجود تھے وہ ضعیفہ کشتی میں سوار ہوئی اور مجھ سے بھی سوار ہونے کو کہا ہم دونوں  
 جب سوار ہوئے تو حبشیوں نے کشتی کو کھینا شروع کیا یہاں تک کہ قریب محلات  
 بادشاہی کے پہونچے میں اُسوقت عجب حالت میں تھا اور نہ جانتا تھا کہ کہاں  
 ہوں اور کہاں جاتا ہوں۔ جمیل نے کہا کہ بھلا تمکو کچھ خوف معلوم ہوا تھا  
 یا نہیں کیونکہ گو تم نے اس خفیہ قتل کا حال نہیں سنا تھا تاہم یہ تو تم بخوبی جانتے  
 تھے کہ محل بادشاہی میں جانا خالی از خطر نہیں ہو رام کشن نے کہا کہ اچھا  
 فی الحقیقت مجھکو تصورِ اساخطرہ ہوا تھا اور میں اپنی بیوقوفی پر افسوس ہستی  
 کرتا تھا۔ لیکن چونکہ بہت دور چلا آیا تھا اسلئے وہاں سے واپس آنا مشکل تھا  
 یہ مجھکو معلوم تھا کہ اُس ضعیفہ کو کسی خاص مکان پر جانا منظور نہ تھا بلکہ مکان  
 کا پتہ دریافت کرنے سے اُسکی غرض یہ تھی کہ اسی جیل سے مجھ سے اور اُس سے  
 باتیں شروع ہوں چنانچہ پھر میں نے خیال کیا کہ چونکہ عورتیں اس شہر کی  
 بوجہ پردہ نشینی کے باہر نہیں نکلتی ہیں اسلئے مجھکو بطور شوہر کے پسند کرنے کو  
 کسی بی بی نے بلایا ہو پھر ناتھ نے ہنس کر کہا کہ اچھا فضول باتیں چھوڑو  
 اور مطلب کی بات کہو رام کشن نے کہا کہ ایک باغ کے دروازے پر کشتی ٹھہری  
 میں اور وہ ضعیفہ کشتی سے اُتری اُسوقت اُس ضعیفہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھو  
 بہت ہو غیاری سے چلو کچھ شور نہو اس باغ میں ایک عمارت تھی اور ایک  
 دروازہ اُسکا دریا کے مقابل تھا۔ اور دوسرا پیچھے کی طرف چنانچہ وہ ضعیفہ  
 مجھکو پشت کے طرف والے دروازے پر لے گئی۔ اور اُسکا قفل کھولا مجھکو  
 اُسکے اندر لیجا کر ایک وسیع دالان میں جو قالین وغیرہ سے آراستہ تھا بٹھالام



اُس والاں میں اُس نے سامنے دو دروازے تھے انہیں سے ایک کے دروازے کے پاس وہ ضعیفہ گئی اور وہاں خوف زدہ ہو کر ٹھہر گئی اُسکی اس حرکت سے میں خیال کیا کہ شاید کوئی سانپ یا اور کوئی جانور وہاں پڑا ہو جس سے وہ ڈر گئی مگر جب میں نے وہاں جا کر دیکھا تو ایک جوڑی جوتے کے سوا اور کچھ نہ تھا جمیل نے کہا اسکا مطلب میں نے سمجھا اُسکے یہ معنی ہیں کہ جب شوہر اپنی زوجہ کے پاس خلوت میں جاتا ہے تو وہ اپنا جوتا دروازے پر چھوڑ دیتا ہے تاکہ کوئی شخص بغیر طلب کے وہاں نہ آدے رام کشن نے کہا کہ وہاں اسکا کوئی موقع نہ تھا بلکہ وہاں تو ایسی چیزیں رکھی تھیں کہ جنکو میں دیکھ کر قہقہہ مار کر ہنسنے والا تھا کہ اتنے میں دروازے کی گنڈی ہلی کہ جس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی اُسکے اندر سے باہر آتا ہے میں خوش قسمت تھا کہ اُس ضعیفہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر دوسرے دروازے میں ڈھکیل دیا اور باہر سے بند کر لیا جمیل نے پوچھا کچھ وہ ضعیفہ تمہارے ساتھ رہی یا چلی گئی رام کشن نے کہا کہ میں اُس مکان تاریک میں تنہا رہا اور اسوقت مجھے بہت خوف غالب تھا جمیل نے کہا کہ اگر تم اس راز سے واقف ہوتے تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ رام کشن نے کہا کہ واقعی اگر میں اُس سے آگاہ ہوتا تو دو صورتیں تھیں یا وہاں سے بھاگ جاتا یا وہیں مارے خوف کے جان نکلی جاتی۔ غرض کہ میں چند لمحہ تک اُس مقام تاریک میں رہا تھا کہ وہ دروازہ کھلا جہاں جوتے رکھے ہوئے تھے اور ایک آواز زور سے آئی کہ اچھ اچھ کچھن کچھن کہاں ہے کیونکہ اپنا کام نہیں کرتی اسوقت میں ڈر گیا کہ شاید یہ مالک مکان ہو کہ میں ایسا نہ ہو کہ وہاں آدے جہاں میں بیٹھا تھا۔ جس مکان میں میں بند تھا اُسکے اندر ایک اور دروازہ تھا وہ کھلا اور ایک ماہ طلعت زہرہ جبین اُسکے اندر سے نکلی مجھکو وہاں دیکھ کر وہ خود ہی چند

لحمہ تک متاثر رہی لیکن آخر کار یہ کتنی ہوئی آگے کو بڑھی کہ یہ کون شخص یہاں بیٹھا ہو اور مجھے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کرتے ہو ان باتوں کی آواز سنکر ایک اور ماہ پارہ نازک اندام اندر سے نکلی اُسوقت میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں بیبیان اہلسین ہین ہین میں نے مختصر حال اپنے آنے کا بیان کیا تب وہ مجھ کو حیرت سے دیکھنے لگیں اور دروازے میں قفل لگا کر اُس کمرے سے دوسرے کمرے میں لے گئیں۔ وہاں لیجا کر مجھے کہا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو چنانچہ میں نے باپس خاطر اُنکے پھر از سر نو اپنی داستان بیان کر کے اُنکو قند مکر کا مزہ دیا اُن بیسیوں میں سے ایک کی عمر پندرہ برس کی اور دوسری کی عمر سترہ برس کی تھی

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مراد دن کے دن
----------------------------	------------------------------

اُنکی خوبصورتی کی تعریف کرنے میں زبان ناطقہ لال ہو ہر ایک اُن میں سے رشک ماہ آفت کا پر کا لہتی پھر میری طرف دیکھ کر کہا کہ تم ہمارے باپ کی زوجہ عشرت بانو کے لیے بلائے گئے ہو لیکن چونکہ گلچمن اُس آواز سے جوتنے سُنی تھی ڈر گئی اس لیے اُس نے تلو اس کمرے میں بند کر دیا جب اُن بیسیوں نے کہا کہ تم ہمارے باپ کی زوجہ کے لیے بلائے گئے ہو تو مجھ کو تعجب ہوا اور میں نے پوچھا کیا وہ تمھاری ماں نہیں ہو انھوں نے کہا ہاں وہ ہماری سوتیلی ماں ہو اور ہماری حقیقی ماں کا انتقال ہو گیا اور عشرت بانو کی عمر قریب تیس برس کے ہو میں نے اُن سے کہا اور قسم دی کہ دیکھو یہ راز فاش نہونے پائے کیونکہ بجا لٹ فاش ہونے راز کے مجھ پر اور عشرت بانو پر گلچمن پر تباہی آجاو گی بڑی ہن نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ یہ کیا کہتے ہو اگر کوئی لاکھ روپے دیگا تب بھی ہم اس راز کو ظاہر نہ کریں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر یہ راز فاش ہو جاوے گا تو پھر ہم تلو دیکھ بھی نہ سکیں گے میں نے اُن کو خون کا

نام دریافت کیا تو بڑی بہن نے اپنا نام ماہرو بیگم اور چوٹی نے نازنین بیگم بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ ہمارا باپ تھا جسکی آواز سننے سے کسی بھی اور اُسکا نام مدبرالدولہ ہو میں نے اُن سے پوچھا کہ اب میں پھر بیان کیسے آیا کروں گا تب ماہرو بیگم نے کہا کہ اس بات کے لیے کچھ فکر مت کرو کلچر میں تمہاری تالیف ہو جو ہم کہیں گے سو وہ کوئی اور عشرت بانو کی طرف سے بھی کچھ خطرہ مت کرو اگر اُسکو بھی تمہارا نام معلوم ہو جاوے گا تو وہ بھی اس راز کو فاش نہ کرے گی جمیل نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتیں بہت ہوشیار تھیں رام کشن نے کہا کہ بیشک مگر اُنکے خیالات کثیف اور فاسد بالکل نہ تھے اسپر ہر ناتھ نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہو آگ اور لکڑی پاس پاس ہو اور آگ لکڑی کو نہ جلا دے جمیل نے کہا کہ واہ کیا وہ حوران ہستی تھیں کہ اُنکے خیالات فاسد نہ تھے لیکن آگے کہو کہ کیا ہوا رام کشن نے کہا کہ میرا دل تو ماہرو بیگم پر مائل تھا بعد ازاں میں نے اُسے کہا کہ میرا ایک دوست بھی میرے ہمراہ ہے اگر اجازت ہو تو اُسکو بھی لے آؤں چنانچہ انھوں نے منظور کیا اور اس امر کی اطلاع کلچر میں سے بھی کر دی چنانچہ ہم دونوں شخص چودہ روز سے اس شہر میں وارد ہوئے اور اس عرصہ میں ہم چھ یا سات مرتبہ اُن پرری تمنا لون سے مل چکے ہیں میں اپنی نسبت تو یہ کہتا ہوں کہ ماہرو بیگم میرے کشور دل کی مالک ہو بھائی میں تو کسی اور کے ساتھ شادی نہ کروں گا اور ہر ناتھ نے کہا کہ میں اُس گلشن خوبی یعنی نازنین بیگم کی پرستش کروں گا کسی اور کے ساتھ بیاہ نہ کروں گا جمیل نے کہا کہ اس قصہ سے آپ لوگوں کو تعلق ہو اس لیے بیان کیا گیا ورنہ آپ مجھ جیسے اجنبی شخص سے مدبرالدولہ کے محل کا حال بیان نہ کرتے رام کشن نے کہا کہ ہم لوگوں کو تو تعلق ہو لیکن تھوڑے عرصہ میں آپ کو بھی تعلق ہوا جاتا ہے گھبراؤ نہیں پرسوں ہم

اُن حوروں کے پاس گئے تھے اور آج کے روز اُن سے ملنے کا وعدہ کر آئے تھے مگر پہنچے سنا ہو کہ ایک بی بی جو بہت خوبصورت ہو اور اس شہر میں اپنا ثانی نہیں رکھتی شاید ان دونوں کی کوئی رشتہ دار ہو یا دوست وہ آج اُن سے ملنے کے لیے آویگی اس لیے آج ہمارا دہان جانا اور اُن بیبیوں سے ملاقات ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں راز کے فاش ہو جانے کا خطرہ ہے جمیل نے مسکرا کر کہا کیا اب تیسرے عاشق کی ضرورت ہے تاکہ سب ایک ساتھ عیش کرین رام کشن نے کہا کہ اگر عاشق نہیں تو محمودہ کا ایک طرحدار ساتھی سہی جمیل محمودہ کا نام سنکر ہنپڑ گیا اور بے ساختہ کہا کہ اللہ اللہ کیا اُس زہرہ جبین کا نام محمودہ ہے وہ کیا پیارا نام ہے اور اُسکے پانے کے وہی لوگ مستحق ہیں جو اُسکے پہلو نشینی کے قابل ہیں لیکن یہ تو بتاؤ کیا وہ بھی کسی وزیر یا کسی حاکم اعلیٰ کی لڑکی ہے اگر ایسا ہے تو بھائی بڑا خوف ناک امر ہے رام کشن نے کہا کہ میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ اسکا نام محمودہ ہے اور وہ خوبصورت ہے اور نازک اندامی اور عشوہ گری میں لاثانی ہے اور یہ اشعار اُس کے حسب حال ہیں لا اعلم کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن پہ ہو نہ پر تو ایسا نور کا جو سارے پیراہن پہ ہو نہ کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہو نہ کیا بدن کا رنگ ہے جسکی پیراہن پہ ہو نہ کھڑا تو اس غضب کا انداز اس بلا کا کہ کیا خاک مانگے پانی مارا حسی ادا کا کہ رام کشن نے کہا کہ اے جمیل میں سچ کہتا ہوں کہ جب سے تم سے ملے ہو اسوقت سے ہم دونوں یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ تمہارے پہلو نشینی کے لائق ہے جمیل نے سوچ کر کہا کہ خیر جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہو گا اب مجھ کو تمہارا کہنا بس جو چشم منظور ہے لیکن بھائی یہ تو بتاؤ کہ وہاں کب چلو گے رام کشن نے کہا کہ ہلکو چلنے میں کیا دیر ہے ابھی چلو

چنانچہ وہ جلسہ برخاست ہوا اور یہ تینوں دوست اُس قہوہ خانہ سے نکل کر روانہ ہوئے

## دوسری داستان

کہ جی بیٹھے بیٹھے ہوا ہی تنگ  
جدائی سے ہونے لگا تنگ حال  
اٹھین زندگانی کے جسے فرے

پلا سا قیادہ لالہ رنگ  
کہاں تک کروں انتظار وصال  
کئی جام بھرے مئے وصل سے

رام کشن اور ہر ناتھ اور جمیل جب چلے تو راستہ میں بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ علیحدہ علیحدہ چلے جاتے ہیں اُن میں سے اکثر پولیس کے اہلکار بھی بھیس بدلے ہوئے خوفناک راز کے پتہ لگانے کے واسطے پھر رہے تھے تھوڑی دور پر جو کیداران پولیس پرہ دینے کو کھڑے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ اے لوگو ہوشیار رہو اور علیحدہ علیحدہ مت چلو اس سے یہ خیال ہوا کہ شاید سلامتی جان اُسی حالت میں ہی کہ جب دو تین آدمی ساتھ چلیں تنہا چلنا باعث خطر ہی۔ غرض کہ جلتے جلتے یہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے وہاں دیکھا کہ دو حبشی مع کشتی کے منتظر اُن لوگوں کے بیٹھے ہوئے ہیں یہ لوگ اُس کشتی پر سوار ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں اُس عمارت کے قریب پہنچے جس کا کہ رام کشن نے ذکر کیا تھا۔ کشتی سے اتر کر باغ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں گلچن کو منتظر پایا گلچن نے جو جمیل کو اُنکے ہمراہ دیکھا تو متحیر ہو کر آہستہ سے کہا کہ یہ تیسرا شخص کون ہے رام کشن نے جواب دیا کہ میں اپنے دوست کو لایا ہوں اور اُسکی نسبت پہلے اسے گفت و شنید ہو چکی ہے اور ہاتھ بڑھا کر کہا کہ یہ لو اور کچھ معترض مت ہو۔ رام کشن نے ایک مالالے مرد اور یہ گلچن کو دیا اور ہر ناتھ اور جمیل نے بھی اُسکو انعام دے کر بھیج دیا۔

خوش کیا لیکن جمیل نے جو انعام دیا تھا وہ رام کشن اور ہرنا تھ کے انعام سے کہیں زیادہ تھا اور زیادہ انعام جمیل نے اس خیال سے دیا تھا کہ رام کشن اور ہرنا تھ تو پہلے بھی آیا کیے ہیں مگر میں پہلی ہی مرتبہ آیا ہوں اس لیے زیادہ انعام دینا چاہیے۔ غرض کہ وہ ضعیفہ انعام کثیر پاکر بہت خوش ہوئی اور مکان کو لے چلی اور راستہ میں کہنے لگی کہ چشم بد دور کیا جوان طر حدار ہو اور کیا اچھا ساتھی اُن لوگوں کا ہو جو اسکو اپنے ساتھ لائے ہیں باغ میں جب یہ لوگ پہنچے تو اُنھوں نے دیکھا کہ درخت ہر قسم کے موقع مناسب پر لگے ہیں اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے جس سے دماغ معطر ہوا جاتا ہو غرض کہ باغ میں سے گذر کر یہ لوگ مکان کے دروازہ پر پہنچے اور گلچمن کنجی سے دروازہ کھول کر اندر لے گئی اور دروازہ کو محفوظ کر دیا لیکن جب عشرت بانو کے کمرہ کے پاس پہنچی تو گلچمن نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ دروازہ پر جوتا تو نہیں رکھا ہو اسوقت جمیل کو ہنسی تو معلوم ہوئی تھی مگر ضبط کیا اس ضعیفہ نے میدان خالی پا کر تینوں سے کہا کہ کمرہ کے اندر جاؤ جب یہ لوگ اسکے اندر گئے تو اسکا اندرونی دروازہ کھلا اور اُس میں سے دو خوبصورت عورتیں عجیب ناز و انداز سے باہر آئیں ان نازنینوں نے بھی تیسرے شخص کو دیکھ کر تامل کیا۔ مگر قبل اسکے کہ رام کشن اور ہرنا تھ کچھ کہیں ماہرو سکیم اور نازنین سکیم سمجھ گئیں کہ جس غرض کے واسطے تیسرا شخص آیا ہے جمیل نے اُن دونوں کو بہت شائستگی سے سلام کیا رام کشن نے اپنی ماہرو سکیم اور ہرنا تھ نے اپنی نازنین سکیم کو لپٹا لیا مگر یہ دونوں ماہوش ایک شخص اجنبی کے سامنے اپنے عاشقوں سے بے تکلف ہو کر باتیں نہ کر سکیں تب رام کشن نے ماہرو سکیم کے کان میں اور ہرنا تھ نے نازنین سکیم

کے کان میں کچھ کہا اس پر وہ بہت سہیں تر مثل طاؤس بصدنا زودا انہی جگہ سے اٹھیں اور جیل سے کہا کہ تم بڑے خوش قسمت ہو اچھے وقت پر آئے اس نقش خانہ کو اپنا ہی گھر تصور کرو مصرعہ بیا بیا و فرود آ کہ خانہ خانہ تست بہاری بہن محمودہ بھی بیان موجود ہو وہ تمہاری ملاقات سے بہت خوش ہوگی۔ اس کمرہ میں آپ جائے تینوں شخصوں کا ایک ہی کمرہ میں رہنا خانی از نکاح نہیں پہنچیل بلاتال اس کمرہ میں گیا۔ محمودہ نے جو ایک شخص اجنبی کو آتے دیکھا تو ایک چچ ماری اس واسطے کہ اُسے اپنے چچا بدرالہ ولہ کے اور کسی مرد کی صورت اٹک ہاں نہیں دیکھی تھی یہ چچ کی آواز دونوں بہنوں نے اور رام کشن اور ہرنا تھنے بھی سنی مگر اور کسی نے نہیں سنی کیونکہ گلچمن اُن لوگوں کو پہنچا کر چلی گئی تھی اور ماہر و سلیم نے دروازہ میں قفل دے دیا تھا۔ اُن دونوں بہنوں نے تھوڑے عرصہ تک محمودہ کے کمرہ میں جیل کو رہنے دیا تاکہ وہ اپنا حال محمودہ سے بیان کرے اور یہ بھی کہہ دے کہ باہر کے کمرہ میں دو اور شخص میرے ساتھی بھی موجود ہیں کیونکہ اب تک محمودہ کو اس راز کا علم نہ تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد یہ سب لوگ بھی اُس کمرہ میں گئے اور دیکھا کہ نوجوان جیل محمودہ کے قدموں پر سر رکھے ہوئے ہے اور اسکی منت و ساجت کر رہا ہے اور محمودہ فرش ملکف پر گردن جھکائے بیٹھی ہے رام کشن اور ہرنا تھنے کو جب اُسے آتے دیکھا تو نگاہ شرم آلودہ سے انکی طرف نظر کی اور کچھ تعجب نہ کیا جس سے اُنکو معلوم ہوا کہ جیل نے اُنکا حال اس سے بیان کر دیا اور اُنکو راضی کر لیا ہے جیل نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کچھ کان میں کہا جس سے محمودہ کو تقویت ہوئی رام کشن اور ہرنا تھنے اچھی طرح سانسے محمودہ کے آکر سلام کیا۔ تو محمودہ نے جواب سلام کا دیا اور ماہر و سلیم اور نازنین سلیم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو خدا کی قسم مجھ کو تو انہوں نے ڈرا دیا

یہ سنکر وہ دونوں بہنیں ہنسنے لگیں جب یہ سب عاشق و معشوق اسی کمرہ میں کچا ہوئے تو انھوں نے کہا کہ آؤ اس کمرے میں بیٹھیں یہ کمرہ چھوٹا ہے اور نشست کے لائق نہیں ہے چنانچہ وہ سب وہاں گئے اور ہر عاشق اپنے معشوق سے سرگرم گفتار ہوا۔ اس کمرہ میں قالین وغیرہ کا فرش مکلف بچھا تھا اور گاہ و گاہے جا بجا موقع مناسب پر رکھے تھے اور جس قدر سامان امارت ضروری تھا وہ اس کمرہ میں موجود تھا۔ ماہر و سیکم کے بال کالے چہرہ جیسے ماہ منور۔ رخسارہ نرم نرم و قد لبنا تھا نازنین کے بال بھورے چہرہ جیسے ماہ چاروہم۔ رخسارہ جیسے گلاب کا پھول ان دونوں کے سینہ پر تو وسیب ایسے تھے کہ جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ انکا زمانہ لڑکپن ختم ہو گیا ہے۔ آنکھیں دونوں کی سیاہی مائل جادو سے بھری تھیں۔ دانت کیا تھے گویا قوت میں موتی جڑے تھے اسی طرح شوخی اور چالاکی میں بھی وہ دونوں فرد تھیں اور ممکن نہ تھا کہ جو دیکھے وہ تیرنگہ کا زخمی نہ لاءا علم سے غضب ہو آفت جان ہو ابھی سے تو لڑکپن میں قیامت کوٹ کے حق نے بھری ہے تیری چتون میں ہاں محمودہ کا یہ حال کہ کاکلین سیاہ کندھوں پر بڑی تھیں۔ آنکھیں نشہ شراب نوجوانی سے مست بیشیہ عشاق کو چکنا چور کرنے والی۔ بقول شخصے کہ

دل شیشہ و چشمان تو ہر خطہ بر بندش | مستند نگہ دار مبادا بشکنندش

ابرو مثل کمان۔ گردن دراز۔ اور اس پر ٹوٹا سا سر۔ پستان جیسے سیب۔ چہرہ کارنگ جیسے رنگ گلاب قد موزوں نہ چھوٹا نہ لبنا۔ دانت گویا مٹیوں کی لڑی تھے۔ غرض کہ ایک طرف رام کشن اپنی خوشال و معشوقہ یعنی ماہر و سیکم کے ساتھ سرگرم گفتار تھا۔ اور ایک طرف ہر ناتھ اس غارت گردین ایمان یعنی نازنین سیکم سے مصروف بہ بوس و کنار تھا۔ اور ایک طرف جیل



جسکی طرح داری پر محمودہ مفتون ہو چکی تھی اُس گلِ خوبی کو آغوشِ مینِ یے  
 بیٹھا تھا۔ ان تینوں معشوق اور عاشق مین ایسی صحبت گرم ہوئی کہ اُنکو دنیا  
 و مافیہا کی خبر نہ رہی اور نہ اس بات کا خیال رہا کہ مسلمانوں مین پرودہ کی  
 سخت تاکید ہو لہذا کسی شخص کے زمانہ نجانہ مین زیادہ دیر تک نہ ٹھہرنا چاہیے۔  
 یہاں پر مدبرِ بالہ رولہ کا حال مختصر طور پر بیان کر دینا ضرور ہو کہ یہ کون شخص کون  
 قسم کا آدمی تھا۔ واضح رہے کہ اُسکی عمر کو پچاس یا ساٹھ برس کی تھی تاہم وہ بہت  
 قوی آدمی اور طریقہ اسلام کا بہت پابند تھا۔ چونکہ اُسکو فوجی معاملات مین بہت  
 تجربہ تھا اس لیے وہ اعلیٰ حاکمِ فوج کا تھا جس مقام مین یہ تینوں عاشق اور معشوق  
 یک جا تھے وہ۔ وہ مقام تھا کہ جہاں موسم گرمی مین بادشاہی خاندان کی عورات  
 آکر رہا کرتی تھیں اور چونکہ وہاں خادموں وغیرہ کی بہت کثرت نہوتی تھی اس لیے کلچن کا  
 زیادہ اختیار رہتا تھا۔ اور جو وہ چاہتی تھی کرتی تھی مگر مستقل سکونت جہاں ان  
 عورات کی رہتی تھی وہاں بوجہ کثرتِ خادمان کے اس طرح بیرونی شخص کا گذر  
 نہیں ہو سکتا تھا غرض کہ یہ صحبت و دو تین گھنٹہ تک گرم رہی اور اتنے عرصہ مین  
 جمیل محمودہ سے بے تکلف ہو چلا تھا۔ کہ فلک ناہنجا را کو ان عاشق اور معشوق  
 کا وصل نہ بجا۔ بقول میر حسنؒ یہ دو دل کو یکجا بٹھانا نہیں ہے کسی کا اسے  
 وصل بھانا نہیں ہے اور یہ کوشش دکھایا کہ اتفاقاتِ دستک کی آواز دروازے پر  
 سنائی دی جسکے سننے سے ماہر و بیگم اور نازنین بیگم کے چہرہ کار رنگِ خیر ہو گیا  
 اور خوفِ زدہ ہو کر کہا کہ ابا جان آگے محمودہ نے کہا کہ بیشک چچا جان آگئے اور  
 یہ کہہ کر جمیل سے لپٹ گئی اور کہا کہ اللہ مجھے بچاؤ۔ اُسوقت جمیل نے ایک گاہ مڑ  
 کھینچی اور یہ شعر پڑھا لا اعلمؒ نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا ہے  
 گھٹانا وصل کی شب کا بڑھا نا روزِ ہجران کا پے دستک کی آواز برابر آئے گئی ہے

یہاں تک کہ جب دروازہ کھلنے میں دیر ہوئی تو مدبرالدولہ نے چلا کر کہا کہ اگر دروازہ جلد نہ کھلے گا۔ تو میں اس کو توڑ ڈالوں گا جمیل نے کہا کہ اسی بار دیکھیے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہو لیکن بالفعل ہم کو کوئی صورت بچاؤ کی کرنا چاہیے اور وہ یہ ہو کہ کوئی بہانہ کریں تاکہ اور وہ پر کوئی الزام نہ آوے رام کشن نے کہا کہ تم نے خوب تدبیر بتائی اچھا میں ایک بہانہ کر دوں گا ہرنا تھے بھئی جمیل کی رائے پسند کی مدبرالدولہ دستک دیتا رہا اور قریب تھا کہ دروازہ توڑ ڈالے کہ رام کشن نے حاکم دروازہ کھول دیا۔ جون ہی رام کشن نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک خدمتگار کے ہاتھ میں چاندی کی لالٹین ہے اور مدبرالدولہ دروازہ پر مع چھ جشیون کے کھڑا ہے ان جشیون میں سے ڈودھ جشی تھے جو ہمارے کشتی کو کھینک لائے اور ہمارے آنے سے آگاہ تھے دروازہ کھلتے ہی مدبرالدولہ توجہ ہی میں اندر کی طرف بڑھا اور رام کشن کی طرف مخاطب ہوا اس وقت رام کشن نے موقع پا کر اشارہ سے ان دونوں جشیون سے کہا کہ اگر تم نے اس راز کو فاش نہیں کیا ہو تو میں بھی راز کو فاش نہ کروں گا انھوں نے اشارہ ہی میں جواب دیا کہ نہیں سمجھتا راز فاش نہیں کیا ہے اسی اثنا میں مدبرالدولہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے رام کشن کی طرف آیا تب رام کشن نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے جناب اگر آپ مناسب جانیں تو ماریے لیکن بغیر ہمارے حال کے سننے کے ہمارا ماننا ایسا ہوگا کہ گویا کسی بے ہتھیار والے کو مارا اور گو میرے پاس پیش قبض موجود ہوتا ہوں یہ مجھے بعید ہے کہ میں اپنی محبوبہ ہارو بیگم کے باپ پر ہاتھ اٹھاؤں چونکہ مدبرالدولہ شجاعت پسند آدمی تھا رام کشن کی اس قدر دلیری

دیکھ کر ماتھ روک لیا اور نگاہ تھراؤ دے اُسکی طرف دیکھ کر کہا کہ اُسکو گرفتار کرو پھر حکیم مدبرالدولہ حبشیوں نے اُسکو گرفتار کیا اور پیش قیض جھین لیا رام کشن نے خوشی سے اُسکو دے دیا مدبرالدولہ اُسکو ساتھ لیکر دوسرے کمرہ میں گیا پھر داسکے وہاں پہنچنے کے ماہر و سیکم اور نازنین سیکم اُسکے قدموں پر گر پڑیں اور یہ کہا کہ ہمارے اوپر رحم کیجیے ہم بے گناہ ہیں محمودہ بھی بہت خوف زدہ تھی اور مارے ڈر کے اُسکے مُٹھ سے آواز نہ نکالتی تھی مدبرالدولہ نے جھیل اور ہرنا تھ کی طرف اشارہ کر کے حبشیوں سے کہا کہ ان کے ہتھیار جھین لو جھیل نے کہا کہ جناب والا آپ اس قدر جبر کیوں ردوار کتے ہیں ہم اپنی خوشی سے دیے دیتے ہیں ہرنا تھ نے بھی کہا کہ جناب من ہم غلطی سے یہاں آئے اور اس بلا میں مبتلا ہوئے اگرچہ بے گناہ ہیں مگر اب آپ کے رحم کے امیدوار ہیں چاہے مارے چاہے جان بخشی کیجیے یہ کہلائون دونوں نے ہتھیار روئے دیے رام کشن نے کہا کہ اگر آپ چند لمحے توقف فرمائیں اور ہمارا قصہ سنیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس امر میں سارا قصور ہمارا ہوا اور آپ کی لڑکیاں اور بھتیجی بے گناہ ہیں مدبرالدولہ نے کہا کہ کیا کہتے ہو رام کشن نے کہا کہ میں اور یہ میرے دونوں دوست امیر آدمیوں کے لڑکے ہیں اور سیر کرنے کی غرض سے اس شہر میں آئے ہیں آج کے روز پھر آئے پھرتے آپ کے باغ کے دروازے پر پہنچے اور اُسکو کھلا ہوا دیکھا مدبرالدولہ نے کہا کہ کون دروازہ کھلا تھا رام کشن نے کہا کہ ادھر ایک دروازہ تھا۔ مدبرالدولہ نے کہا کہ اچھا آگے چلو پھر رام کشن نے کہا کہ جب ہم باغ میں آئے اور اُسکو پُر فضا پایا۔ اور وہاں کسی کو نہ دیکھا تو آگے بڑھے اور سیر کرتے اس مجلسرا کے دروازے پر پہنچے چونکہ ہم لوگ بہت تھک گئے تھے اور تشنگی شدت معلوم ہوتی تھی اس لیے

جب دروازہ کھلا دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ چند لمحہ بیان آرام کر لیں پس یہ خیال کر کے اندر محل کے داخل ہوئے مدبرالدولہ نے کہا کہ کون دروازہ کھلا تھا رام کشن نے کہا کہ اس لین میں ایک دروازہ کھلا تھا مدبرالدولہ نے کہا کہ اچھا آگے چلو رام کشن نے کہا گوہرنا تھا اور جمیل نے مجھ کو منع کیا تھا کہ غیر کے مکان میں نہ جاؤ لیکن میں نے نہ مانا۔ اور یہ خیال کر کے کہ تھوڑا پانی پینے اور چند لمحہ آرام لینے کے واسطے کسی کے مکان میں ٹھہرنا باعث الزام نہیں مکان کے اندر چلا آیا اور ہرنا تھا اور جمیل بھی میرے ساتھ مجبور سی آئے کیونکہ پہنے عہد کیا تھا کہ اپنی تمام سیر میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اس لیے کہ ہم اس خفیہ قتل کا حال سن چکے تھے۔ بعد ازاں مدبرالدولہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا تب رام کشن نے کہا کہ میں مکان کے اندر آیا اور ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اُس کے اندر گیا اور یہ دونوں دوست بھی مجبور سی میرے ساتھ اندر آئے جبکہ ہم اس کمرہ میں آئے تو ان سیویں کو بیٹھا پایا۔ بہکو دیکھ کر پہلے تو یہ میدان ذہن اور پھر خفا ہو کر کہا تم کون ہو یہاں سے چلے جاؤ مگر ہم انکی صورت دیکھا دیکھ کر اس قدر خود رفتہ ہو گئے۔ کہ پھر ہمارا دہان سے لوثنا مشکل ہوا۔ جب ان سیویں نے دیکھا کہ خفا ہونے سے کام نہیں چلتا تو ہم سے ہمت کہا کہ بیان سے چلے جاؤ۔ مگر ہمارے کشور دل پر تو شہنشاہ عشق کا پورا پورا تسلط ہو گیا تھا ہم سے کب ممکن تھا کہ ہم وہاں سے چلے آتے اُس وقت ہم تینوں نے یہ عہد کیا کہ جس شخص کی اجازت اس بارے میں درکار ہو اُسکی رضامندی سے ہم تینوں ضرور ان تینوں سیویں کے ساتھ بیاہ کرینگے اور یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضور نے دروازے پر دستک دے دی پس آگے آپ کو بخوبی حال معلوم ہو رام کشن نے یہ بیان اس طرح سے کیا تھا کہ جس سے معلوم ہوا کہ واقعی سب سچ ہو چکا ہے چونکہ

اس سب کیفیت کے مدبرالدولہ نے تو اسکی راستی کی نسبت غور کرنا شروع کیا اور ادھر ان تینوں بیبیوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ رام کشن کیسا دلیر ہو کہ ہمارا اور اپنے دوستوں کا کل الزام اپنی گردن پر لے لیا ہو مدبرالدولہ نے رام کشن کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہو اُس نے جواب دیا کہ میں ناشاد کا نام رام کشن ہو اور میرا باپ ایک بڑا دولت مند آدمی ہو اور میں متوطن شہر دہلی کا ہوں۔ بعد ازاں ہرنا تھا کی طرف پھر کر پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہو اُس نے کہا کہ حضور میرا نام ہرنا تھا ہو اور میرا باپ ملک التجار ہو اور لکھنؤ کا باشندہ ہوں اسی طرح جمیل سے مخاطب ہوا اور اُس نے جواب دیا کہ میرا نام جمیل ہو میرا باپ صوبہ الہ آباد کا حاکم تھا۔ اسکی وفات کے بعد کل دولت میرے ہاتھ آئی اور وہ سب محمودہ کی نذر ہو مدبرالدولہ نے تھوڑی دیر تامل کر کے ماہر و سلیم کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور غلاموں کی طرف اشارہ کیا انھوں نے اُس رشک چمن کو گزرتا کر لیا ماہر و سلیم نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اپنے عاشق کی طرف دیکھا اور کہا کہ اچوالد بزرگوار آپ یہ کیا کرتے ہیں رام کشن نے کہا جو کچھ سزا آپ تجویز فرما دیں اُس کا مستوجب میں ہوں نا زنین سلیم نے رو کر کہا کہ بابا جان آپا پر رحم فرمائیے محمودہ نے چشم زنگین سے مدبرالدولہ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا کہ اگر یہ ظلم سچا آپ ہم نا کردہ گناہوں پر ردوار کھینکے تو آپ کو بھڑخوش دیکھنی نصیب نہوگی ہرنا تھا اور جمیل بھی کچھ کہنے والے تھے کہ مدبرالدولہ نے کہا کہ چپ رہو مدبرالدولہ نے کہا کہ سنو صاحب میں نے تمہارا بیان بخوبی سنا یہ محل سراسے شاہی ہو اس میں کسی غیر شخص کا آنا جرم ہو اور رام کشن تیرے ہی بیان سے ثابت ہو کہ تو خود آیا اور ان دونوں اپنے دوستوں کو

لایا اور تو ہی ان سب کے عوض مارا جائیگا رام کشن نے بہت خوشی سے کہا کہ واہ کیا اچھی بات ہو اگر ایسا ہو بشرطیکہ آپ سب کو چھوڑ دین مارو بیگم باپ کی طرف دیکھ کر رونے لگی تب مدبرالدولہ نے کہا کہ میں سب کو چھوڑ دوں گا۔ لیکن اس لڑکی تجھ کو بغیر سزا دے ہوئے نہ چھوڑوں گا کیونکہ تو سب میں بڑی تھی جس وقت یہ لوگ اندر مکان کے آئے اس وقت تو نے لوگوں کو کیون نہ آواز دی اور اُنکو کیون نہ نکلوا دیا بخلاف ایسا کرنے کے تو نے اُنکو بیان ٹھہرنے دیا اور ناموس میں رخنہ ڈالا پس تو اپنے اور اپنی بہنوں کے قصور کی ذمہ دار ہو اور رام کشن اپنے دوستوں کے قصور کے عوض مستوجب سزا ہو رام کشن نے کہا کہ حضور آپ نے تو سب کو چھوڑ دینے کا وعدہ کیا تھا مدبرالدولہ نے کہا اسی رام کشن کیا تو جانتا ہو کہ میں اپنی لڑکی کو مار ڈالوں گا سو نہیں صرف بطور تنبیہ کے تجھ کو اسکے سامنے ماروں گا جب مدبرالدولہ نے یہ کہا تو مارو بیگم اور نازنین بیگم اور محمودہ ڈرسی گئیں اور مارو بیگم تو اپنے باپ کے قدموں پر گر پڑی ہوتی مگر غلاموں نے اسکی مشکین باندھ لی تھیں اسوجہ سے مجبور رہی خلیل نے مدبرالدولہ سے کہا کہ اگر آپ کی رائے رام کشن کے قتل پر مستحکم ہو تو مجھے اس قدر اجازت دیجیے کہ آخری وقت میں چند باتیں اس سے کر لوں مدبرالدولہ نے کہا اسکا مضائقہ نہیں مگر جلدی کر تاکہ میں اس قضیہ کو جلد پاک کر دوں جیل رام کشن کے پاس آیا اور اپنی انگلی اُٹا کر اُسکی انگلی میں پنا دی اور کہا کہ خوش ہو مدبرالدولہ صرف ڈرانے کے واسطے ایسی سختی کر رہا ہو تم کو قتل نہ کریگا بلکہ آخر کار معاف کر دیگا لیکن اگر خدا نخواستہ معاملہ دگرگون ہو تب اس انگلی کو دکھلا کر اُسکا نام بتانا جس نے حکموہ دی ہو اور تب اُسکا اثر دیکھنا جو وقت جیل یہ

باتین رام کشن سے کہہ رہا تھا تو اور لوگوں نے یہ خیال کیا کہ جس طرح دوست ایسے نازک وقت میں باتین کیا کرتے ہیں ویسی ہی باتین وہ بھی کر رہا ہو لیکن محمودہ نے انکو ٹھنی انگلی سے اتارتے ہوئے اور رام کشن کو دیتے ہوئے دیکھا تھا اسوجہ سے وہ سمجھ گئی کہ ابھی بالکل یاس نہ کرنی چاہیے اسی طرح ہر ناتھ بھی رام کشن سے بغل گیر ہوا اور کہا کہ اچھا بیٹا رام کشن مایوس نہ ہوا ورنہ ہر بھروسہ رکھو مدبر الہ دولہ نے کہا کہ بس ہٹو اب زیادہ دیر مت کرو بیان جو کچھ واقعہ گذرا اُسکو کچھ سن نے اندرونی کمرہ سے بخوبی دیکھا اور چونکہ اُسکو بھی اس معاملہ سے غفلت تھا اس لیے وہ متروک تھی کہ دیکھے یہ اونٹ کس کل بیٹھا ہو لیکن جب رام کشن نے ایک قصہ وضعی بیان کیا تو کچھ اُسکو اطمینان ہوا اور وہاں سے اٹھ کر عشرت بانو کے کمرہ میں جو مدبر الہ دولہ کی بی بی تھی چلی گئی بعد ازاں مدبر الہ دولہ ماہرو سلیم اور رام کشن کو حبشیوں کے حلقہ میں کر کے لے چلا اور ہر ناتھ اور جمیل سے بھی کہا کہ تم بھی ساتھ آؤ چلتے وقت جمیل نے محمودہ کو اور ہر ناتھ نے نازنین سلیم کو حسرت کی نگاہ سے دیکھا اور یہ شعر پڑھا ۵ جف در چشم زدن صحبت یار آخر شد بد ہوئے گل سیر ندیدیم و ہمار آخر شد بد جب ان دونوں نو گرفتار ماہ و شون کے کمرہ کا دروازہ بند کیا گیا۔ تو محمودہ نازنین سلیم سے لپٹ گئی۔ اور کہا میں تم ماہرو سلیم کی طرف سے ناامید مت ہوا اللہ کی قسم امید قوی ہو کہ وہ بچ جائے نازنین سلیم نے تعجب آمیز خوشی سے کہا کہ ہن محمودہ اس کلمہ سے تمھاری کیا مراد ہو کیسی امید تب محمودہ نے کہا کہ ماہرو سلیم کا عاشق مارا نہ جائیگا اور اُسکی جان بچ جائیگی نازنین سلیم نے ہاتھ ملکہ کہا آہ یہی تو مشکل ہو کیسے اُسکی جان بچے گی محمودہ نے کہا کہ آج میں

کہتی ہوں اُس کو یقین جانو کیونکہ جیل نے رام کشن کی انگلی میں ایک طلسمی انگوٹھی پہنا دی ہے جسکی وجہ سے اُسکی جان بچ جائیگی۔

## تیسری داستان

مدبرِ الدولہ وغیرہ سب لوگ زینہ سے اتر کر نیچے کے مکان میں گئے اور ہر ناتھ اور جیل سے وہاں کہا کہ ہمارے ساتھ آؤ تھوڑی دور جا کر مدبرِ الدولہ نے ایک دروازہ کھولا اور ان دونوں کو کمرہ میں لجا کر کہا کہ تم بیان پھر دو میں آتا ہوں تب تم کو دکھائوں گا کہ تمھارا دوست کس طرح مارا جاتا ہے اور قبل اسکے کہ تم کو رخصت کروں تم کو بھی کچھ مزہ یہاں آنے کا چکھاؤ نکاتا کہ پھر بیان آنے کا قصد نہ کرو اور یہ نہ سمجھنا کہ میرے چلے جانے سے تمھاری جانبری ہوگی میں اپنے خادم یہاں چھوڑے جاتا ہوں وہ شمشیر برہنہ لیے ہوئے تمھاری حفاظت کریں گے یہ کہہ کر مدبرِ الدولہ کمرہ کا دروازہ باہر سے بند کر کے چلا گیا اور جیل اور ہر ناتھ کمرے میں تنہا رہ گئے ہر ناتھ نے جیل سے کہا کہ مدبرِ الدولہ ہم سے کچھ فریب تو نہ کریگا جیل نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہر ناتھ نے پوچھا کہ رام کشن نے کچھ تم سے کہا تھا کہ امید جانبری کی ہے جیل نے کہا وہ امید تو میں نے دلا دی ہے ہر ناتھ نے حیرت سے پوچھا کہ تم کیسے امید دلا سکتے ہو تم بھی تو یہاں مثل قیدیوں کے ہو جیل نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے مگر جن وسائل سے ہمارے کریم دوست رام کشن کی جان بچے گی انھیں وسائل سے میری اور تمھاری کسی بچ جاوے گی ہر ناتھ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ وہ وسائل کیا ہیں جیل نے کہا کہ وہ صرف ایک انگوٹھی ہے جو میں نے



رام کشن کے ہاتھ میں پنہادی ہوا اور اُس سے اُسکی جان بچے گی۔ یہ گفتگو  
 ہو رہی تھی کہ مدبرالدولہ واپس آیا اور اُسکے ساتھ رام کشن اور ماہر و سلیم  
 تھے اُنکی شکایتیں بندھی ہوئی تھیں اور دُوحشی اُن پر تعینات تھے اور چار حشی  
 پہرنا تھا اور جمیل کی حفاظت کے لیے متعین کیے گئے تھے مدبرالدولہ  
 شمشیر برہنہ لیے رام کشن اور ماہر و سلیم کے درمیان میں چلا تا کہ دونوں  
 کچھ باتیں نہ کر سکیں ایک غلام تو رام کشن پر متعین تھا اور دوسرا ماہر و سلیم  
 کی حفاظت کرتا تھا لیکن اب تک ماہر و سلیم کو اس واقعہ کی مطلق خبر نہ تھی جو  
 جمیل اور رام کشن میں ہوا تھا اور نہ امید اُسکو تھی کہ رام کشن کی جان بڑی  
 ہوگی رغز شکہ باغ میں ہو کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے یہ لوگ کشتی پر  
 سوار ہو کر یہاں آئے تھے اُس وقت بھی ماہر و سلیم اپنے عاشق کی ہلاکتی  
 کے واسطے اپنے باپ سے کہنا چاہتی تھی مگر خوف کے سبب سے کچھ کہہ نہ سکتی  
 تھی وہ ایسی از خود رفتہ تھی کہ گویا ایک خواب خوفناک دیکھ رہی تھی مگر  
 جب اُس نے دیکھا کہ میں تو کشتی میں سوار دریا کے سج میں ہوں تو وہ سمجھی  
 کہ شاید مدبرالدولہ اسی دریا میں میرے عاشق کو مار کر ڈال دیگا یہ  
 خیال کر کے اُس نے دریا میں کودنا چاہا مگر حشی نے اُسے پکڑ لیا ماہر و سلیم  
 نے اپنے باپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے والد ہر گوارا اب اس جوان  
 پر رحم کیجیے اور اُسکو چھوڑ دیجیے مدبرالدولہ نے جھڑک کر جواب دیا کہ  
 بس خاموش رہ اُس کی جان بڑی نہیں ہو سکتی رام کشن نے کہا کہ جناب والا  
 میں نے اپنے واسطے تو نہ پہلے کہا تھا اور نہ اب کہتا ہوں۔ بلکہ اس  
 ماہر و سلیم بے گناہ کے واسطے پھر عرض کرتا ہوں کہ اُس پر رحم کیجیے کیونکہ  
 صفت رحم کرنے کی جو انسان میں خدا نے دی ہو وہ اور صفات سے اولیٰ تر ہے

اور رحم کرنے والا دین و دنیا دونوں میں ہمیشہ خوش رہتا ہوا اور اگر ماہر و بیگم کے ساتھ میری بھی جان بخشی ہو جائیگی تو میں قسم کھاتا ہوں کہ پھر اس شہر اکبر آباد کی طرف رخ بھی نہ کرونگا مدبرالدولہ نے کہا کہ بعض اوقات رحم کرنا مناسب نہیں ہوتا اور اب تیری جانبری نہیں ہو سکتی اب جو کچھ تجھ کو اخیر وقت میں کھانا ہو وہ کہ لے کیونکہ چند لمحہ میں تو مارا جائیگا مدبرالدولہ نے اُس وقت ایک حبشی کو اشارہ کیا اور اُس نے کشتی میں سے ایک بورہ اُٹھایا تب ماہر و بیگم نے رونا شروع کیا اور قریب تھا کہ اُس کو غش آجائے مگر رام کشن نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ابھی امید باقی ہے ہر رام کشن نے مدبرالدولہ سے کہا کہ اب اخیر مرتبہ ہو کہ میں آپ سے رحم کا خواستگار ہوں مگر مدبرالدولہ نے حسب سابق کہا کہ بس اب خاموش رہو جانبری نہیں ہو سکتی ہو تب رام کشن نے کہا کہ اچھا آپ تو رحم کرتے ہی نہیں مگر یہ انگوٹھی جو میرے ہاتھ کی انگلی میں ہے اُس کو دیکھ لیجیے مدبرالدولہ نے کہا کہ یہ کیا داہیات بات ہو اور یہ کیسی لغو خواہش اس آخری وقت میں تو کرتا ہو لیکن اگر تیرا اصرار اسی بات پر ہو تو لاؤ دیکھیں کسی انگوٹھی ہو غرنکہ مدبرالدولہ نے دیکھا کہ دونوں ہاتھوں کے بیچ کی انگلیوں میں وہ دو انگوٹھی پہنے ہوئے ہو ایک اُنہیں سے میرے کی ہو اور دوسری پر کچھ نقش کندہ ہیں مدبرالدولہ نے جیسے ہی اُس نقش کو دیکھا تو اُس کو از حد تعجب ہوا رام کشن نے خیال کیا کہ میرے دوست جمیل نے جو انگوٹھی مجھ کو پہنا دی ہے اُس کا یہ فعل بے سود نہ ہوگا بلکہ ضرر کوئی فائدہ اُس سے مترتب ہوگا مگر ماہر و بیگم حیرت میں تھی کہ یہ انگوٹھی کیسے باعثِ مخلصی ہوگی مدبرالدولہ نے دوبارہ اُس انگوٹھی

کو دیکھا اور حیرت میں تھا کہ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا آخرش رام کشن سے اُسے پوچھا کہ یہ انگوٹھی تیرے پاس کہاں سے آئی رام کشن نے کہا کہ میرے دوست جمیل نے مجھ کو دی ہے۔ مدبرالدولہ تھوڑی دیر تو متیر رہا اور پھر کہا کہ اگر رام کشن سچ بتا کر جمیل سے تیری کب کی ملاقات ہو اور کہاں ملاقات ہوئی تھی رام کشن نے کہا کہ میں اور ہرنا تھے اسی شہر کے قہوہ خانہ میں بیٹھے تھے وہاں جمیل بھی آیا اور وہیں اُس سے چند گفتے ہوئے کہ ملاقات ہوئی مدبرالدولہ نے پھر چند لمحہ تامل کیا اور ایک غلام کو اشارہ کیا کہ رام کشن اور ماہر و سلیم کی مشکین کھول دے چنانچہ ایسا ہی ہوا مدبرالدولہ نے پھر رام کشن سے پوچھا کہ کیا جمیل کا حال اُس سے زیادہ اور کچھ نہیں معلوم ہو رام کشن کو بھی اس انگوٹھی کے اثر سے حیرت ہوئی اور مدبرالدولہ سے کہا کہ سوائے اسکے میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے مجھ پر اور اپنی لڑکی پر رحم فرمایا مدبرالدولہ نے کہا کہ یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ میرا دل خود بخود تیرے چھوڑ دینے کو چاہتا ہے ماہر و سلیم نے کہا کہ بابا جان میں آپ پر قربان آپ نے تو بڑا رحم فرمایا اور اس شخص کو مخلصی دی جسکی جان کو میں اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتی ہوں اور اس لیے میں آپ کی شکر گزار ہوں مدبرالدولہ نے کہا کہ خدا اور رسول کی قسم میں ہرگز جان بخشی نہ کرتا لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔ اب جمیل سے پوچھوں دیکھوں وہ کیا حال اپنا بیان کرتا ہے یہ کہہ کر اُسے غلاموں کو حکم دیا کہ کشتی محل سرا کی طرف لے چلو چنانچہ کشتی اب مجلسرا کی طرف چلی

یہاں کے توقصہ کو چھوڑا یہاں | سنائون میں دو غمزدون کا بیان

ناظرین کو یاد ہو گا کہ مدبرالدولہ رام کشن اور ماہر و سلیم کو

کشتی میں سوار کر کے دریا میں لے گیا تھا اور ہر ناتھ اور جمیل کو ایک کمرہ میں بند کر گیا تھا اور چند غلاموں کو ان گرفتارانِ بلا کی محافظت کے لیے متعین کر گیا تھا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس کمرہ کو مدبرِ والدہ مقفل کر گیا تھا۔ اور کبھی اس خیال سے لے گیا تھا کہ نازنین بیگم اور محمودہ ان دونوں کو چھوڑ کر دین۔ مگر یہ اسکو خبر ہی نہ تھی کہ یہاں کلچن عیار طرار کے پاس دوسری کبھی موجود ہے یہ دونوں سچارے مصیبت کے مارے کمرہ میں بیٹھے تھے کہ اُنکو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص قفل کھول رہا ہے جب قفل کھلا تو وہی بڑھی عورت یعنی کلچن اندرائی اور ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں میرے ساتھ چلو جمیل نے کہا کہ اگر خیال آزادی دینے کے مجھکو لیے چلتی ہو تو جب تک میرا دوست ہر ناتھ آزادی نہ پاویگا میں یہاں سے نہ جاؤنگا کلچن نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہے تمہارا دوست تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا اور اس پر تمہاری غیبت میں کوئی بلا نہ آجائی تم نے نہیں سنا ہے کہ مدبرِ والدہ نے صرف ایک ہی شخص کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے اور اس غرض کے واسطے رام کشن کو لے گیا ہے جمیل نے کہا کہ ایسی حالت میں چھپرہ بھاگ جانا مناسب نہیں کلچن نے کہا کہ فضول باتیں مت کرو اور میرے ساتھ جلد چلو تمہارے لیے بہتری ہوگی ہر ناتھ نے تب جمیل کے کان میں کہا اچھا جاؤ کچھ حرج نہیں ہو جمیل نے تامل کر کے کہا اچھا چلو چلتا ہوں چنانچہ کلچن جمیل کو کمرے سے باہر لائی اور دروازے میں قفل دے کر کبھی اپنے پاس رکھ لی جب جمیل کلچن کے ساتھ چلا تو اس نے خیال کیا کہ شاید وہ مجھکو محمودہ کے پاس لیے جاتی ہو لیکن ایک جگہ پہنچ کر اس نے ایک دروازہ کھولا

جو مدبر والدہ ولہ کی لڑکیوں کے کمرہ سے ملا ہوا تھا جمیل نے اپنے دل میں کہا کہ دیکھیے کیا واقعہ پیش ہوتا ہے جمیل ایک کمرہ میں پہنچا جو بہت آراستہ تھا اور وہاں ایک بی بی نہایت خوبصورت نازہ انداز سے بناؤ سنگار کیے ہوئے جلوہ افروز تھی اس نازنین کی درحقیقت عمر تینتیس برس کی تھی مگر ظاہر میں اس سے کم عمر کی معلوم ہوتی تھی ہر عضو بدن کا نہایت موزون تھا۔ رخسارہ گورے گورے آنکھیں بڑی بڑی تھیں بال بہت گھنے بھرہ گول ناک بڑی لب بٹخ۔ دانتوں کی لڑی گویا سلسلہ دروارید تھی غرض کہ جب جمیل کمرہ کے اندر پہنچا تو وہ بی بی اس خیال سے بیٹھی رہی کہ جمیل اسکو اچھی طرح سے دیکھنے جب اُس نے دیکھا کہ اب جمیل آگے نہیں بڑھتا تو اُس نے اشارہ سے آگے بلایا اور اپنے پاس بٹھالایا جمیل خاموش بیٹھا رہا آخر کار اُس نازنین نے کہا کہ اے جوان جانتا ہو کہ تو کسے پاس بیٹھا ہے جمیل نے کہا شاید مدبر والدہ کی پیاری بی بی بی عشرت بانو ہو اُس نازنین نے یہ سن کر کہا کہ تو نے کس عفریت کا نام لیا میں تو تجھے جیسے فرشتہ صورت کی پیاری بی بی ہونا چاہتی ہوں جمیل نے کہا کہ آپ نے مجھکو اس غرض کے لیے بلایا ہے عشرت بانو نے کہا کہ بیشک سوائے اسکے اور کیا غرض ہو سکتی ہے جمیل نے کہا کہ اے خاتون میں متھاری خلافت مرضی کچھ نہیں کہہ سکتا صرف ہتھکڑیاں دے کر کہتا ہوں کہ میرا دل میرے قابو میں نہیں ہے عشرت بانو نے کہا کہ اے ظالم جیسا تو حسن و جمال میں لانا ہی ہو ویسا ہی تو ظلم اور بے رحمی میں یکتا ہو جیسا میں تجھکو چاہتی ہوں ویسا ہی تو مجھ سے نفرت کرتا ہے جمیل نے کہا کہ نفرت کرنا کیا معنی میں تو تو دل سے آپ کا مشکور ہوں اور صفائی دل سے

اپنی حالت بیان کرتا ہوں عشرت بانو نے کہا کہ سچ بتادہ کون ہو جس پر تیرا دل مائل ہو جمیل نے جواب دیا کہ محمودہ کی جادو بھری چٹون نے میرے دلوں کو گھائل کیا ہو عشرت بانو نے کہا کہ گلچمن نے تیرے حسن و جمال کی تعریف میرے سامنے ایسی کی کہ میں از خود رفته ہو گئی اور تجھ کو جو بلا کر دیکھا تو ویسا ہی پایا۔ مگر افسوس ہو کہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہو دیکھو میں پھر کہتی ہوں کہ عورت کا غصہ بُرا ہوتا ہو اگر تو میری مرضی کے خلاف کریگا تو اچھا نہ ہو گا جمیل نے کہا اور خاتون جب آپ نے ملائمت سے کہا تب تو میں محمودہ کے خیال سے باز ہی نہ آیا اب آپ جو غصہ سے کاؤ نکالنا چاہتی ہیں تو بے سود ہو پس بہتر ہو کہ مجھے بیان سے آپ جانے دیں کیونکہ مدبر الدولہ کوئی دم میں آنے والا ہو۔ اور اس وقت مجھے اُسی جگہ رہنا چاہیے جہاں وہ مجھے بند کر گیا تھا عشرت بانو نے اس بات کا مطلق خیال نہ کیا بلکہ سر براؤ ہو کر غور کرنے لگی کہ کیا تدبیر کروں جس سے یہ جوان قابو میں آوے اور جمیل اس خیال میں تھا کہ میں بڑے محنت میں بیضا جب میں اپنے دل کو محمودہ کی نہ کر کے رکھا ہوں تو اس بی بی کی طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہوں عشرت بانو ان خیالات میں تھی جمیل اپنی جگہ سے اٹھا اور چلنے کا قصد کیا عشرت بانو نے کہا کہ کیوں ہو جوان کیا اب بھی تجھ کو انکار ہو اور میری خواہش پوری نہ کرے گا جمیل نے کہا اور خاتون مجھے تو معاف فرمائیے اور جانے دیجئے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ گلچمن دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ باغ میں آواز لوگوں کے چلنے کی سنائی دیتی ہو غالباً مدبر الدولہ آتا ہو عشرت بانو نے کہا کہ اچھا پیارے جاؤ اور جو کچھ میں نے سخت اور سخت اس چند لمحہ کے عرصہ میں کہا ہو اسکو معاف کرنا اور مجھے بھول نہ جانا گلچمن نے جمیل سے کہا کہ جلدی چلو مدبر الدولہ چلے

آپہونچا چنانچہ جمیل اس کے ساتھ گیا اور پھر اس نے اسی کمرہ میں ہرنا تھ کے پاس اس کو بند کر دیا تھوڑے عرصہ میں مدبرالدولہ مع ماہر و بیلم اور راجہ کشن کے وہاں آیا اور سب حدیثی بھی اس کے ہمراہ تھے جمیل سے ہرنا تھ نے پوچھا کہ تم کہاں تھے اور کیا معاملہ ہوا۔ اگر ہرنا تھ کو عشرت بانو کے حالات سے آگاہ ہیں تو بتائیے تو جمیل ان خیال پر خامی عشرت بانو کے اس معاملہ کو پوشیدہ کرنا نہ مگر اس کو تو معلوم تھا اس لیے کہ اس نے جاہری میں ہرنا تھ سے چند باتیں کان میں کہہ دیں جن کا جواب ہرنا تھ دینے والا تھا کہ مدبرالدولہ آگیا مدبرالدولہ نے دروازہ کھولا مگر ہرنا تھ جمیل کو بلایا کہ بیان آؤ چنانچہ ان کو دھڑا سے مدبرالدولہ اپنی طرف کیوں کے کمرہ میں آیا جہاں ایک طرف راجہ کشن، ماہر و بیلم کے پاس بیٹھا اور ہرنا تھ بیلم اور محمود دوسری طرف بیٹھیں راجہ کشن نے بتایا کہ جمیل نے دیکھا وہ نہ لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی میں تمہارا کہنا زبان سے نہ کر سکتا تھا کہ دن کو تو نے میری بہان بچائی جمیل نے کہا کہ تمہیں تو ان لوگوں نے دیکھا تھا اور جانتا تھا کہ اثر اس کا نیک ہوگا غرض کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور مدبرالدولہ نے اس انگلی مٹھی کو چرائی اور دھنسی میں دو کھنڈ شروع کیا۔ آخر کار جب خوب دیکھ چکا تو اس کو اور زیادہ سے جمیل کی طرف اشارہ کیا کہ اس کا مالک میں کس کو سمجھوں جمیل نے کہا کہ میں اپنا قصہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں اور زیادہ کیا کہوں مدبرالدولہ نے کہا کہ پھر یہ انگوٹھی تمہارے پاس کس طرح آئی جمیل نے کہا کہ جناب والا اس میں ایک راز ہو جس کو میں نہیں بتا سکتا مدبرالدولہ نے متعجب ہو کر کہا کہ البتہ اس میں کوئی راز ہو مدبرالدولہ نے کہا کہ اچھا اب آپ لوگ بیان سے جانے کی تیاری کریں جمیل نے کہا کہ کیا آپ ایسی جلدی ہم لوگوں کو

اس بہشت سے نکال دیئے مدبرانہ دہلے نہا کہ محتار بیان رہنا اس وقت  
ممکن ہو کہ تم اس انگوٹھی کا قصہ فاضل بیان کرو پھیل نہ کہا بہت اچھا میں  
عرض کرتا ہوں دل سے سینے جیسے اس قصہ کو اس طرح بیان کرنا شروع  
کیا۔ کہ اگلے زمانہ میں قصہ تندرک گر و نوار میں ایک بزرگ شیخ ابدال نامی  
رہتے تھے وہ اپنے تقدیر پر اور عبادت پر اتنی وسوسہ سے دور درود مشہور رہتے اور  
جہاں تک ممکن تھا کفار و مسلمان کو۔ میں بہت زحمت کرتے تھے حضور سے  
میں وہاں مسلمان بہشت ہو گئے اور پنج وقتہ تندرک و نوار میں ہونے لگی رفتہ رفتہ  
اس قدر اٹلی شہرت ہوئی کہ دور دور سے لوگ انکا وعظ سننے کی غرض سے  
آنے لگے انکو خدا نے ایک دختر ایک اختر نامی دی تھی بس کا نام سکینہ تھا شیخ صاحب  
خود ایک تفریح کے لیے اس قدر مشغور نہ تھا جس قدر وہ لڑکی اپنے حسن کے  
لیے مشغور تھی اُن کی عمر چودہ برس کی تھی وہ نہ پائی تھی کہ اہل خانہ درخواست شادی  
کی یہی شروع کی رفیعہ رفیعہ اس لڑکی کے حسن کی اہل خرافہ جب قاجولی بہادر  
وہاں کے حاکم نے سنی تو اپنے جی اس لڑکی کو اسکا سنگاری کی۔ اور بہت مصرع  
اور شیخ صاحب سے ہدایا جانے لگا۔ یہ بیار کسٹ میں تامل کیا تو اسکا نتیجہ اچھا  
ہو گا اور بڑی لڑائی ہو کر شہر میں اس کا بیام سے اس لڑکی کو آگاہ  
کیا۔ مگر اس نے نہ جواب دیا کہ بھلو : دوست کی پرداد بھر نہ لڑائی سے ڈر جو میں  
اپنے باپ کو اس عاقبت میں نہیں بڑا کر پڑا۔ بہت کتن قاجولی بہادر کو جب  
یہ جواب صاف ملا تو سخت تاب کھا کر بگیا اور منتظر موقع کار ہوا ایک روز شام  
کو شیخ صاحب دروازے پر بیٹھے ہوئے اپنی بیٹی سے یہی باتیں کر رہے تھے  
کہ دیکھ قاجولیاں کو یہ لڑکی معافی میں دیا گیا ہوا اور لوگ اُس سے  
زبردستی چھین لینا چاہتے ہیں کہ اتنے میں چار سوار مسلح دروازے پر پہنچے



اور گھوڑوں سے اتر کر اُنکے پاس آئے۔ اس وقت شیخ صاحب اور اُنکی لڑکی نے قاجولی بہادر کو پہچانا اور بہت پریشان خاطر ہوئے قاجولی بہادر نے کہا کہ اس شیخ میں اب آخر بار بھرتم سے سکینے کے بارہ بین درخواست کرتا ہوں اور ازراہ دوستی کتنا ہوں کہ تم غیب آدمی ہو اور جو کچھ تمہارے مریدین تلو ویتے ہیں اس سے تمہاری گزراں ہوتی ہو بخلات اس کے میری حکومت اور میرے ملک کی وسعت دیکھو کمان سے نہان تک ہو اگر تم اپنی لڑکی کو میرے ساتھ بیاہ دو گے تو اُنکا وہ مرتبہ ہوگا کہ کسی عروس کا ہوگا۔ اور تمہاری بھی عزت زیادہ ہوگی۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو جان لو کہ اس گستاخی کی سزا دیجاگی اور اُس شوخ چشم لڑکی کو زبردستی جہن لے جاؤنگا۔ شیخ صاحب نے کہا کہ خدا واحد ہے اور رسول اُنکا بہ حق ہے جو کچھ میری تقدیر میں ہے وہ ضرور ہوگا میں نوشہہ تقدیر اور لڑکی کی مرضی کے خلاف کچھ کر نہیں سکتا نہ وہ تم کو پسند کرتی ہے اور نہ تمہارے ڈرنے سے ڈرتی ہے قاجولی بہادر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب یہ دونوں راضی نہیں ہوتے ان کو ملزوم دینا واجب ہے اچھا ان کو لے چلو یہ نیت ہے اُنکے ساتھیوں نے شیخ صاحب اور اُنکی لڑکی کو پکڑا اور قصد کیا کہ کھینچے ہوئے لے چلیں کہ دفعۃً ایک سوار سفید عمامہ باندھے ہوئے نمودار ہوا۔ اور اُن ظالموں کی طرف مخاطب ہو کر کہا خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا قاجولی بہادر نے اُس سوار کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہماری اور تمہاری بھرائی دوستی ہے تم اس معاملہ میں دخل نہ دو اس لڑکی نے میری بڑی آبروریزی کی۔ جو اُس سوار نے کہا کہ تم اسی غرت شیخ اور بے یار ویا لڑکی کو مرگ ستاؤ ورنہ دوستی دشمنی سے تبدیل ہو جائیگی قاجولی بہادر نے کہا کہ اچھا پھر لڑائی ہوگی یہ کہہ کر اُسے شیخ صاحب اور

لڑکی پر حملہ کیا۔ مگر اُس سوار نے روکا اور لڑائی شروع ہوئی شیخ صاحب اور سکینہ سوار کی فتح یا ہار کے لیے دعا مانگتے تھے ہر کار کا جولی بہادر زخمی ہو کر پشت زمین سے زمین پر گر پڑا۔ تب اُسکے ساتھیوں نے ایکبارگی سوار پر حملہ کیا سوار مکان کی دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہوا اور ان تینوں کے حملہ کو روکتا رہا۔ سکینہ نے دیکھا کہ اب سوار بہت تھک گیا ہو اور وہ اکیلا اور دشمن تین ہیں اس لیے وہ بلا تامل قاجولی بہادر کی تلوار لے کر دوڑی اور ایک شخص کا منجھرتیوں و دشمنوں کے کام تمام کیا اور باقی ڈوبھاگ گئے اس طرح جب لڑائی ختم ہوئی اور شیخ صاحب اور سکینہ بچ گئے تو شیخ صاحب اُس سوار کو اپنے مکان میں لے گئے اور لڑکی نے زخموں کو صاف کر کے پٹی باندھی جب وہ لڑکی پٹی باندھنے میں مشغول تھی تو سوار نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک شہرہ اس لڑکی کے حسن و خوبی کا بے وجہ نہیں ہے و حقیقت وہ ایسی ہی ہے جب سکینہ مرہم لگا کر پٹی اُس سوار کے باندھ چکی تو اسے دسترخوان بچھایا اور سوار سے کہا کہ تھوڑا کھانا کھا لو اُس نے کھانا شروع کیا اور شیخ صاحب نے اُس سوار کی دلاوری کی تعریف کرنی شروع کی مگر اُس سوار نے کہا کہ اس تعریف کا میں سزاوار نہیں ہوں بلکہ سکینہ ہے اس کلمہ سے سکینہ شرمائی اور جب تک سوار کھانا رہا سکینہ خاموش کھڑی رہی جب اس سوار نے کھانے سے فراغت پائی تو شیخ ابدال نے کہا کہ آج جو اب شام ہو گئی ہے اور رات بھی تاریک ہے بہتر ہے کہ آج رات کو بین آرام کرو اور صبح کو چلے جانا۔ اور اگر تم تا صحت یہاں رہنے کی خواہش کرو گے تو بھی مجھے غدر نہ ہوگا اُس اندرونی حجرہ میں تم رہنا۔ اور جواہر جھکوکھانے کو دیتا ہے وہ تمکو بھی دے گا۔ اس اجنبی سوار نے کہا

کہ جناب شیخ صاحب مجھ کو اس جگہ کوئی نہیں جانتا ہو آپ مجھے تاصحت یہاں رہنے دین تو بہتر ہو شیخ ابدال نے کہا بسرو چشم تم میری جان و مال کے مالک ہو اور میں تمکو وہ حجرہ رہنے کو دوں گا جہاں قاجار نوایان کو دین برحق کا الہام ہوا تھا۔ سوار نے پوچھا قاجار نوایان کو کیا الہام ہوا تھا شیخ صاحب نے کہا اسکا تفسیر اس طرح ہے کہ قاجار نوایان ابتداءً بہت پرست تھے مگر میرے ساتھ آئے تو ایک قسم کا اعتقاد ہٹا اور اسی وجہ سے کبھی کبھی یہاں آتے جاتے تھے ایک روز انھوں نے مجھ سے یہاں رہنے کی اجازت مانگی میں نے کہا کہ اچھا رہو۔ میں نے اتفاق سے اگلے پلنگ پر کتاب انہی رکھ دی تھی چنانچہ جب وہ آرام کرنے گئے۔ تو اس کتاب کو پلنگ پر دیکھا۔ انھوں نے اسکو بوسہ دے کر اور پیشانی سے لگا کر اپنے سرھانے رکھ دیا صبح ہوتے ہی سفرت جہہ نیل کو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہتے ہیں کہ تم نے قرآن شریف کی بہت تعظیم کی ہو اس لیے تمھاری اولاد اور تمھاری اولاد کی اولاد ذرا بعد نسل عزت و آبرو سے رہیگی چنانچہ اسی وقت قاجار نوایان مسلمان ہوئے اور اُسے تینوں بیٹے ایکل نوایان اور تھوچین اور التان خان مسلمان ہیں اس سوار نے اس قصہ کو بہت توجہ سے شیخ ابدال کی زبان سے سنا اور سب لوگ آرام کرنے گئے تو اسکو شیخ صاحب حجرہ میں پھونچا آنے اور کہا کہ تم بھی یہاں آرام کرو صبح کہ بعد فراغت نماز سکینہ نے دسترخوان بچھایا لیکن وہ اجنبی سوار کھانے کی طرف راغب نہ ہوا بلکہ یہاں معلوم ہوا کہ وہ بڑے خوض میں شیخ ابدال نے پوچھا کیوں کیا وہ ہر جو تم کھانا نہیں کھاتے ہو کیا تمھارے آرام میں رات کو غلام پیرا ہو جس سے تمکو

اشتہا نہیں ہو اُس جوان نے کہا کہ اے شیخ صاحب اس حجرے میں  
 تو عجیب و غریب خواب دکھائی دیتے ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ جو کچھ  
 میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ پورا بھی ہوگا۔ اور آیا میں نے اُس  
 خواب کا مطلب سمجھا ہے یا نہیں اب آپ چونکہ مرقد مقدس ہیں یہاں  
 تشریف لائے اور میرے خواب کو سن کر اسکی تعبیر بتلائیے شیخ صاحب نے  
 کہا اچھا کہو ستمارا خواب کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ خواب یہ ہے۔ کہ گویا  
 میں اور آپ ایک ہی پلنگ پر سو رہے ہیں کہ اتفاقاً ایک چاند آپ کے  
 سینے سے نکلا اور بہت بولہ بڑا ہو کر میرے سینے میں جھپ گیا۔ پھر فوراً  
 ایک درخت میری پیٹھ سے پیدا ہوا اور اُس کی شاخیں تمام مَردِ نیا  
 میں پھیل گئیں اُس سایہ وار درخت کے نیچے چار پہاڑ پیدا ہوئے اور  
 پھر اُس درخت کی جڑ سے چار دریا نکلے بعد ازاں میدانوں میں شہرے  
 رنگ کی فصل پکی اور پہاڑیوں پر بڑے بڑے جنگل پیدا ہوئے اور گھاٹیوں  
 میں بڑے بڑے شہر آباد ہوئے اور اُن شہروں میں بڑی عمارتیں اور  
 بڑے بڑے مینار تھے۔ اور اُن عیناروں پر موزن اذان دیتے تھے  
 پھر بڑے زور سے ہوا چلی اور سب شاخوں کو اڑالے گئی اسوقت یہ  
 مقام چونکہ دریا کب بج میں واقع ہے ایسا معلوم ہوا کہ گویا انگوٹھی کے بج میں  
 پہرا یا نگ بڑا ہوا ہے میں نے اُس انگوٹھی کو پہننا چاہا کہ میری آنکھ کھل گئی  
 شیخ ابدال نے کہا کہ تم اس خواب کی تعبیر کیا سمجھے جوان سوار نے کہا کہ میری  
 سمجھ میں کچھ نہیں آیا آپ ہی اس کی تعبیر بتلائیے شیخ ابدال نے کہا کہ میں  
 اس خواب کی تعبیر اس وقت نہیں بیان کر سکتا لیکن اس قدر کہتا ہوں کہ  
 تم دُنیا میں بہت سی لڑائیاں فتح کرو گے ہم تم پھر ملیں گے اسوقت باقی امور کی

تقریر معلوم ہو جاوے گی جو ان نے کہا کہ میں تقدیر پر شاکر ہوں اور اب یہاں رہنا پسند نہیں کرتا یہ کہہ کر جو ان نے سکینہ کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ مگر جب تک وہ نظر کے سامنے رہا سکینہ اُسکو دیکھتی رہی غرض کہ ایک سال کا عرصہ گزر گیا اور وہ جو ان شیخ ابدال کے مکان پر نہ آیا۔ تب سکینہ کو بیگلی ہوئی شیخ ابدال نے اُسکا حال دریافت کیا تب اُس لڑکی نے کہا کہ اُس بہادر جو ان کی جدائی مجھکو سوہان روح ہو شیخ ابدال نے اُس لڑکی کی وجوہ کی وہ لڑکی اپنے دل کو بہلاتی تھی مگر آتش محبت جو اُسکے سینہ میں بھڑک رہی تھی کسی طرح کم نہ ہوتی تھی اُس وقت ابرتان بہادر نواح سمرقند میں چند قلعوں کا مالک تھا اُسکو یہ خیال گذرا کہ شیخ ابدال نے بہت شہرت حاصل کی ہو اور بہت لوگوں کو مسلمان کر لیا ہو اگر یہی حال رہے گا تو ساری خلقت مسلمان ہو جاوے گی اور بہت پرستون کا نام ملک میں باقی نہ رہے گا اس لیے اُسکا اندر ادھرنا چاہیے۔ ماوراے اس کے وہ سکینہ کے حسن و جمال کا حال سُکر غائبانہ عاشق تھا ایک روز وہ موقع پا کر شیخ ابدال کے مکان پر مع چند سواروں کے آیا اور اُسکو ناز میں مشغول پا کر سکینہ کو سرعت کے ساتھ لے بھاگا جب وہ اُسکو اپنے مکان پر لے گیا تو سکینہ سے کہا یا تو تو میری جو رو بن یا اگر اپنی آزادی چاہتی ہو تو اپنے باپ کو دین اسلام کے شائع کرنے سے باز رکھ یہ کہہ کر اور سکینہ کو قلعہ میں چھوڑ کر آپ خود کسی مہم پر چند روز کے واسطے چلا گیا جب شیخ ابدال ناز پر جھک گھر پر آئے تو لوگوں کی زبانی یہ سنا کہ ابرتان بہادر اُسکو لے کر بھاگ گیا ہو شیخ موصوف

اُس وقت قاچار نو یان کے پاس روانہ ہوئے اور اُن سے جا کر یہ بیان کیا کہ لڑکی کو ابرہتان بہادر نے کر بھاگ گیا قاچار نو یان نے کہا آپ گھر جائیے میں آپ کی مدد کروں گا۔ قاچار نو یان ایک ضعیف آدمی تھا اور ایکل نو یان اپنے بیٹے کو امور متفانی میں بہت لائق جانتا تھا چنانچہ اُس نے ایکل نو یان کو بلایا اور اُس سے شیخ ابدال کا احوال بیان کیا ایکل نو یان کو یہ حال سن کر بہت تعجب معلوم ہوا اور اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو شیخ ابدال کی مدد کرنا چاہیے قاچار نو یان نے اپنے بیٹے کی رائے کو پسند کیا اور شیخ ابدال اپنے گھر واپس آئے ایکل نو یان نے اپنے دوست آونگ خان کو بلایا اور یہ کہا کہ تم سیکڑون لڑائیوں میں میرے ساتھ رہے ہو اور سب میں فتح پائی ہو اب ایسی تدبیر کرو کہ ابرہتان بہادر کا قلعہ ڈر مفتح ہو جائے اس واسطے میں نے یہ تدبیر سوچی ہو کہ ہم اپنا مال و متاع ابرہتان بہادر کے پاس بھیج دیں اور کھلے بھین کہ ہم ایک مہم پر جاتے ہیں جب واپس آویں گے تو اپنا مال لے لیں گے بالفعل اسکو اپنی حفاظت میں رکھو پس آونگ خان ابرہتان بہادر کے پاس جا کر اسکا جواب جلد لائے آونگ خان گیا اور ابرہتان بہادر سے پیغام کہا اُس نے جواب دیا کہ مجھ کو کچھ عذر نہیں لیکن عورتیں مال لے کر قلعہ میں آدین مرد نہ آدین اسی اُشنا میں قاچار نو یان بہت بیمار ہوا اس لیے یہ مقدمہ چند روز تک ملتوی رہا قاچار نو یان نے نزع کے وقت ایکل نو یان کو بلایا اور یہ وصیت کی کہ اگر فرزند احمد اب میں چند لکھ کا تھان ہوں مجھے لازم ہو کہ تلو کچھ نصیحتیں کروں۔ یہ تلو واضح رہے کہ میں نے اپنی پیدائش کے وقت سے اس وقت تک اپنی ہمت اور

حوصلگی کے موافق کام کیا ہو میں ایک دفعہ سفر میں تھا کہ ڈورٹیسون کو لڑتے ہوئے دیکھا چنانچہ جو رئیس کمزور تھا اُسکی میں نے مدد کی اور وہ قہیاب ہوا بعد فتح یا بی کے اس رئیس نے مجھ کو وہ علاقہ دیا جسکا میں اب تک مالک رہا پس تم بھی اسی فرزند کم زور کی مدد کرنا اور اُس دشمن سے لڑنا جو تم سے لڑائی کے قابل ہو اور چھوٹے چھوٹے دیہات کے باشندوں سے لڑنا اور اپنی ظلم کر کے اُنکا مال لوٹنا گویا اپنی بہادری میں دھتہ لگانا یہ کیکر قاجار نویان تو جان بخت تسلیم ہوا اور اُسکی تجویر و تکفین کے بعد ایک جیل نویان نے چالیس سو سواروں کو مسلح کر کے عورتوں کے کپڑے پہنائے مگر قبل اسکے کہ یہ لوگ اس مہم پر روانہ ہوں بھرتان بہادر نے آؤنگ خان کو بلایا اور اُسکو بکایا کہ تم ایک جیل نویان کا ساتھ مت دو میں اُسکا مسلح کرنا چاہتا ہوں اور اس صلہ میں تمکو بہت کچھ انعام دوں گا۔ اور میں غلام روز غلام مقام پر مع اپنے سواروں کے پوشیدہ موجود رہوں گا تم ایک جیل نویان کو اُدھر لانا اس وقت میں اُسکا اور اُسکے سپاہیوں کا کام تمام کروں گا آؤنگ خان نے بیان تو ابھرتان بہادر سے اقرار کیا۔ اور وہاں جا کر اپنے آقا یعنی ایک جیل نویان سے تمام قصہ بیان کیا ایک جیل نویان اُسکی اس خیر خواہی سے بہت خوش ہوا اور اُسکو لگے لگا کر بہت تحسین و آفرین کی اور انعام کثیر دیا۔ اور فوراً اُن چالیسوں سواروں کو جو عورتوں کے بھیس میں تھے لے کر وہ اُس طرف چلا جہاں بھرتان بہادر مع اپنے سواروں کے کمین گاہ میں منتظر ایک جیل نویان کی آمد کا تھا کہ جب آؤنگ خان اشارہ کرے گا تو ہم لوگ اُس مقام سے نکل کر ایک جیل نویان پر حملہ کریں گے مگر یہاں معاملہ برعکس ہو گیا یعنی ایک جیل نویان نے اُس پر حملہ کیا اور لڑائی نے اس قدر طول کھینچا کہ کئی

گھنٹہ تک رہی اور برتھان بہادر مارا گیا اور ایکل نو یان نے خوب قتل عام کیا غرض کہ بعد ختم جنگ ایکل نو یان قلعہ ڈرم کی طرف گیا اور اُس کے سواروں نے اندر قلعہ کے جا کر سب مال و متاع و قلعہ پر قبضہ کر لیا نو یان کا کر دیا اُس وقت آفتاب غروب ہونے والا تھا۔ اور شیخ ابدال نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا ورنہ پر کھڑا راستہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اُس کو گھوڑوں کے ٹاپیوں کی آواز سنائی دی اور تھوڑے عرصہ کے بعد دیکھا کہ وہ سب سوار اُس کے گھر کی طرف چلے آتے ہیں جب وہ لوگ نزدیک آئے تو شیخ ابدال نے دیکھا کہ ایک عورت بھی گھوڑے پر سوار ہو کر غرض کہ وہ سب سوار شیخ صاحب کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور وہ عورت گھوڑے پر سے اُتری یہ عورت شیخ صاحب کی لڑکی تھی اُس کو شیخ صاحب نے گلے سے لگا لیا اور اپنی لڑکی کے بلنے کی خوشی ظاہر کر کے کہا کہ میں تمہارے چھڑانے کے واسطے شکریہ کا ادا کروں شیخ نے یہ بھی دیکھا کہ وہ سوار اجنبی بھی سامنے کھڑا ہو جس نے پہلی مرتبہ قاجولی بہادر سے گلو خلاصی کرائی تھی اُس وقت شیخ نے کہا بیشک۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ اور پھر اس کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ اب اپنا نام بتائیے سکیہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار آپ نے نہیں پہچانا یہ ایکل نو یان ہے قاجار نو یان ہے اُس سوار نے کہا کہ شیخ صاحب یہ جو تھوڑی سی خدمت میں نے انجام دی ہے اس کے صلہ میں میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس نازنین کا نکاح میرے ساتھ کر دیجیے کیونکہ اللہ گواہ ہے کہ جوت سے میں نے اس کو دیکھا ہے اُس وقت سے آتش عشق میرے سینہ میں مشتعل ہے میں آپ کے تقدس اور اُس کے حسن و جمال کی تعریف سن کر تنہا اپنے وطن سے چلا آیا تھا اور عین وقت پر یہو پچکر آپ کی مدد کی تھی اور قاجولی بہادر



سب بچا یا تھا میں آپ کے یہاں چند روز اور رہتا مگر چونکہ خواب کی تعبیر سے معلوم ہوا کہ میری تقدیر میں اعلیٰ مراتب پانا مقدر ہوا ہے اس لیے میں وہاں سے چلا آیا شیخ نے کہا پہلا جزو تمہارے خواب کا پورا ہوا اور سکیمنہ تمہاری ہو گئی چاند جو میرے سینہ سے نکلا اور تمہارے سینہ میں چھپا تھا اس سے مراد سکیمنہ تھی اور اب میں تم سے کل خواب کی تعبیر کہتا ہوں جو درخت تمہارے پشت سے پیدا ہوا تھا وہ تمہاری نسل ہے جو قریب قریب ساری دنیا پر حکومت کرے گی اور پہاڑ اور دریا سے یہ مراد ہے کہ تمہاری نسل اس قدر ملک دور دراز فتح کرنے کو جائیگی کہ انکو پہاڑوں اور دریاؤں سے عبور کرنا ہو گا جہاں کہیں تمہاری نسل حکومت کرے گی وہاں دین اسلام جاری ہو گا۔ اور اللہ اکبر کی صدا ہر طرف سے بلند ہوگی اور تمہاری نسل مختلف قوموں پر حکومت کرے گی اور وہ انگوٹھی پہنے گی جو تم بوجہ کھانے آنکھ کے نہ پہن سکے یہ تعبیر بیان کر کے شیخ ابدال نے سکیمنہ کا نکاح اچکل نویان کے ساتھ کر دیا۔ اور وہ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے گئے اور اسی اچکل نویان کی اولاد سے تیمور صاحبقران پیدا ہوا جسکی اولاد فرمانروا آہندہ ہے

### چوتھی داستان

جمیل نے جو قصہ اوپر بیان کیا۔ اُسکو سب نے بہت غور سے سنا اور خاصکر مدبر الہ ولہ کو بہت پسند آیا کیونکہ اُس میں جنگ و جدال درد لاوری اور محبت کا ذکر تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مدبر الہ ولہ نے کہا کہ اچھیل واقعی یہ قصہ بہت عمدہ ہے سوائے اُسکے اور بھی کوئی یاد ہو تو بیان کرو جمیل نے کہا کہ مجھکو چھ یا سات قصہ اور یاد ہیں۔ مگر اب چونکہ بات زیادہ ہو گئی ہے اس لیے

اس وقت تو بیان نہیں کر سکتا اگر آپ اجازت دینگے تو کل شام کو دوسرا  
 قصہ بیان کرونگا۔ مدبرالدولہ نے کہا کہ زنا خانہ میں غیر مردوں کا ہونا  
 مناسب نہیں بہتر یہ کہ میں اور تم دونوں ہوں تب قصہ بیان کرو جمیل  
 نے کہا کہ ایسی حالت میں میرے خیالات منتشر ہو جائیں گے اور میں قصہ  
 اچھی طرح سے بیان نہ کر سکوں گا۔ اگر آپ قصہ سننا چاہتے ہیں تو یہ کیجیے  
 کہ ان بیبیوں کو اجازت دیجیے کہ جب تک میں قصہ بیان کروں وہ میرے  
 روبرو موجود رہیں تاکہ میرے دل کو تسکین رہے اور اسی عہدگی سے قصہ بیان  
 کروں جس طرح کہ ابھی بیان کیا ہے مدبرالدولہ نے کہا کہ تم لوگوں کا یہاں  
 رہنا باعث میری بدنامی کا تو ہو لیکن خیر گھر سے باہر نہ نکلنا اچھا آج یہاں  
 رہو اور کل قصہ بیان کرنا۔ بعد ازاں محمودہ اپنی بھتیجی سے کہا کہ اب دیر  
 بہت ہوئی ہو تم اپنے گھر جاؤ اُس نے کہا کہ میں اپنے والد کی اجازت لے آئی  
 ہوں اور ایک دور دراز اپنی بہنوں کے ساتھ رہ سکتی ہوں مدبرالدولہ  
 نے اُسکو رہنے کی اجازت دی اور ان تینوں جوانوں کو خواہگاہ کے کمرے  
 علیحدہ علیحدہ بنا کر خود آرام کرنے کے لیے چلا گیا جو کمرہ جمیل کو دیا گیا وہ  
 بہت آراستہ تھا مدبرالدولہ تینوں کمروں کے دروازوں کو مقفل کر کے  
 کچی خود لٹا گیا تھا جس کمرے میں جمیل تھا۔ اُسکا دروازہ بہت بلند تھا اگر  
 وہ وہاں سے بھاگ جانے کی کوشش کرتا تو بھی غیر ممکن تھا۔ لیکن اُسکو  
 ایسا کرنے کی ضرورت کیا تھی وہ تو خود اپنی خواہش سے وہاں رہا تھا جب  
 جمیل کمرے میں تنہا رہ گیا تو اُس نے کچھ میوہ جات کھائے اور پلنگ پر  
 لیٹ کے سوچنے لگا مگر پھر اٹھا اور کمرے میں ہر چیز اور ہر گوشے کو دیکھنا  
 شروع کیا جمیل اس میں مشغول ہی تھا کہ دفعۃً اُس نے سنا کہ کوئی شخص

کمرہ متصل میں کچھ گانا گارہا ہی جب غور کر کے جمیل نے سنا تو اسکو یہ معلوم ہوا کہ ہرنا تھا گارہا ہی اسوقت جمیل دروازہ اُسکے پاس جانے کا تلاش کرنے لگا آخر کار اسکو دروازہ ملا اور دروازے سے جھانک کر اُسنے دیکھا کہ ہرنا تھا بیٹھا ہوا گا رہا ہی چونکہ دروازہ میں قفل لگا ہوا تھا یہ اُسکے پاس جانے سکا اور ہرنا تھا کو مطلق اسکی خبر نہ ہوئی کہ جمیل تلاش کر رہا ہی بعد اُسکے جمیل نے ایک اور دروازہ دیکھا جب اُسکے پاس گیا تو اُسکے سوراخ سے دیکھا کہ ایک حبشی بڑا سوراہا ہی اور خزانے مار رہا ہی جمیل اُس دروازے سے کوٹھری میں گیا تو ایک اور دروازہ دیکھا مگر اُس میں قفل نہ تھا جمیل نے اسکو کھٹو نکھاندر جانا چاہا مگر اس خیال میں غلطی بہادری حبشی جاگ اُٹھے اور کچھ تعرض کرے یہ خیال کر کے اپنے کمرے کی طرف واپس چلا لیکن چونکہ وہ تہ خانہ تھا اور اُس میں بہت دروازے تھے اسکو اپنے کمرہ کا دروازہ ملا اور راستہ بھول کر دوسرے دروازہ کے پاس پہونچا جمیل نے اُس میں جانا چاہا لیکن اسکو اندر سے بند پا کر کھٹکھٹا یا مگر اندر سے کچھ آواز نہ آئی تب جمیل گھبرا یا کہ اب کیا کروں چراغ بھی گل ہو گئے ہیں اور روشنی کا ملنا ممکن نہیں ہو اگر اپنے کمرے میں نہ پہونچ سکوں گا تو سب لوگ یہ سمجھیں گے کہ چھپ کر بھاگ گیا آخر کار وہ پھر اسی دروازے کی طرف چلا جان حبشی سوراہا تھا اور اُس دروازے کے پاس گیا جس کو اُس نے بوجہ خوف کے نہ کھولا تھا جمیل نے دل مضبوط کر کے وہ دروازہ کھولا تو کیا دیکھا کہ وہاں عشرت بانو ایک پلنگ پر ناز و انداز سے سو رہی ہی جمیل کمرے کے اندر گیا اور بہت آہستگی سے اُس کمرے میں ہوتا ہوا دوسرے کمرے میں پہونچا جہاں ایک مرتبہ عشرت بانو سے ملاقات ہوئی تھی وہ کمرہ خالی تھا اور اُسکے پاس دوسرا کمرہ تھا جمیل

وہاں گیا لیکن اُسکا دروازہ مقفل تھا ناچار وہیں ٹھہر گیا اور خیال کہنا شروع کیا کہ  
 عشرت بانو کیسی غافل سو رہی ہو اور اس انداز سے لیٹی ہو کہ گویا مسکرا رہی  
 ہو اور دانت اُسکے مثل موتیوں کے چمک رہے ہیں جمیل یہ خیال ہی کر رہا  
 تھا کہ عشرت بانو کی آنکھ کھل گئی اور اُس نے جو جمیل کو وہاں دیکھا تو دل میں  
 کہنے لگی کہ کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں بھلا جمیل یہاں کیوں آنے لگا تھا  
 لیکن جب اُس نے ہوشیار ہو کر دیکھا تو کہا خواب نہیں ہو واقعی جمیل ہو یہ خیال  
 کر کے جمیل سے کہا کہ آہ پیارے تم ہو میں تو تم کو خواب میں دیکھ رہی تھی دیکھو  
 میں تم کو چاہتی ہوں اور تم مجھے بھاگتے ہو جمیل نے کہا کہ اگر خاتون مجھ کو  
 آج تجربہ ہوا ہو کہ انسان کا دل اپنے قابو میں نہیں رہتا تم جانتی ہو کہ  
 میں محمودہ پر مائل ہوں لیکن جب سے تم کو دیکھا ہو تب سے طبیعت یہی  
 چاہتی ہو کہ اُسکا خیال چھوڑ دوں اور تمہاری خدمت میں حاضر رہوں دیکھو  
 آج رات کو تمہارے ہی خیال میں بے چین رہا اور اس قدر رات آخر شمار  
 میں گزری آخر بہت بے چین ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے معافی  
 پہلے قصور کی مانگتا ہوں عشرت بانو نے کہا کہ تمہاری باتیں اس وقت مجھ کو  
 بہت میٹھی معلوم ہوتی ہیں آؤ اور میرے پاس بیٹھو جمیل عشرت بانو کے  
 قدموں پر گر پڑا اور اُس سے معافی کا خواستگار ہوا عشرت بانو نے اُسکا  
 سر اٹھایا اور پیار سے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر اپنے پاس بٹھایا جمیل بیٹھ گیا  
 اور محبت کی باتیں اس طرح کرنے لگا کہ جو غبار عشرت بانو کے دل میں  
 پہلے سے ہو نکل جائے جمیل نے یہ بھی کہا میں ایک شریف خاندان کا  
 آدمی ہوں میری بات کا اعتبار کیجئے میں محمودہ کو آج ضرور صاف جواب  
 دے دوں گا اور تب تم مجھ کو اپنا ہی سمجھنا عشرت بانو نے جو شراب عشق

کے نشہ میں سرشار تھی جمیل سے کہا کہ دیکھو اسکے خلاف نہ ہو مجھ کو وہ سے بہت جلد قطع تعلق کرنا اور ابھی تو تم دو ایک روز یہاں رہو گے کسی حیلہ سے میرے پاس ضرور آنا جمیل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں ضرور آؤں گا جمیل نے کہا اب تو آپ نے میرا قصور مٹا کر دیا اور کچھ مجھے ناراض تو نہیں ہیں عشرت بانو نے کہا کہ نہیں ناراضی کی کیا بات ہو لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم بیان آئے کیسے جمیل نے کہا کہ ایک دروازے کی کنجی میرے ہاتھ آگئی تھی اس سے قفل کھول کر جمیل کے کمرے میں آیا اور یہ لکڑی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ کنجی نکال کر عشرت بانو کو دکھا دے مگر گھبرا کر حبیبون میں کنجی تلاش کرنے لگا عشرت بانو نے کہا کہ کیوں گھبرائے کیون جمیل نے کہا کہ کنجی کہیں گر پڑی دیکھو تمہارے بچھونے پر تو نہیں اگر ہی عشرت بانو نے کہا کہ پیارے اضطراب کی کوئی بات نہیں ہو میرے پاس ان سب دروازوں کی کنجیاں موجود ہیں لو یہ کنجی ہو اسی سے کل پھر دروازہ کھول کر آنا جمیل نے عشرت بانو کے ہاتھ کو بوسہ دے کر کنجی لے لی اور کہا کہ اگر مجھ کو بہ اب میں نصرت ہوتا ہوں چنانچہ وہاں سے جمیل دروازہ کھولتا اور بند کرنا چلا آخر کار اپنے کمرے میں پہنچا اور دیکھا کہ چراغ وہاں کا گل ہو گیا ہے جمیل آتے ہی اپنے پلنگ پر لیٹا اور سو گیا صبح کو جمیل نے اپنے دوستوں سے رات کا قصہ کچھ نہ کہا بلکہ اپنے ہی دل میں رکھا صبح کو تینوں دوستوں کے واسطے نوکروں سے کھانا لا کر دسترخوان بچھایا کھانا کھا کر یہ تینوں دوست ادھر ادھر کی باتیں کرتے اور دل بہلاتے رہے شام کو سب بیسیان اور بندہ پیرا الدولہ وغیرہ جمع ہوئے اور جمیل نے اپنی دوسری داستان اس طرح بیان کرنا شروع کی

اگلے زمانہ میں مسعود نامی ایک بادشاہ تھا۔ اُس نے قیام الملک پر  
 چڑھائی کی غرض سے کوچ کیا اور اپنے ملک سے چند منزل دور جا کر اُسے قیام  
 کیا۔ جا بجا سرداروں کے خیمہ ایتادہ اور ان پر علیہاے شاہی نصب تھے ان سب  
 خیموں کے وسط میں مسعود شاہ کا خیمہ تھا اور اُسی کے قریب چار خیمہ اور  
 تھے اُن میں سے ایک میں مجلسِ اے شاہی تھا دوسرے میں بادشاہ کا بڑا بیٹا  
 سعید رہتا تھا تیسرے میں اُس کا چھوٹا بیٹا یوسف اور چوتھے میں  
 منظر خان جو ایک نامی سردار اُس فوج کا تھا رہتا تھا جس روز یہ فوج  
 وہاں پہنچی اُس کی صبح ایک قاصد صبح چند ہمراہیوں کے وہاں آیا اور کہا  
 کہ مجھ کو قیام الملک یہاں کے حاکم نے بھیجا ہے اور میں بادشاہ کے حضور میں  
 حاضر ہونا چاہتا ہوں چنانچہ بعد اطلاع کے بادشاہ نے اُس کو بلایا یہ قاصد  
 اپنے ہمراہیوں کو دروازہ پر چھوڑ کر اندر گیا تو دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا  
 ہے اور اُس کے گرد و پیش سرداران فوج کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ قاصد نے ادب  
 سے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے اُس کو از سر تا پا دیکھا اور اُس کی کم سنی اور  
 حسن پر لحاظ کر کے اُس کا نام پوچھا اُس قاصد نے کہا کہ میرا نام تھور خان ہے  
 بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارا کام کیا ہے اُس پر قاصد نے کہا کہ قیام الملک  
 کی طرف سے پیغام صلح لایا ہوں گو قیام الملک کو خوب معلوم ہے کہ حضور  
 کی فوج بہت کم ہے تاہم اسکو یہ منظور نہیں ہے کہ فضول لڑائی میں ہنگامِ خدا  
 کا ناحق خون ہو بادشاہ نے کہا کہ اے تھور خان اس پیغامِ صلح کو اور یہ پیغام  
 دینا گویا مبادلت کی توہین کرنا ہے تھور خان نے کہا کہ واقعی میرے  
 بادشاہ کی فوج بہت ہے آپ مقابلہ نہیں کر سکیں گے بادشاہ نے کہا اے  
 جوان گستاخ مجھ کو تیری جوانی پر افسوس آتا ہے ورنہ اس کلمہ سخت کا جواب

جنگجو تلوار سے دیا جاتا خیریت اسی میں ہو کہ تو ابھی چلا جا اور اپنے آقا سے  
 کہہ دے کہ ہوشیار رہے اور جب تو بیان سے جانا تو راستہ میں جو سپاہی  
 میری فوج کا ملے اُس پر حملہ کرنا اگر تو بچ کر چلا گیا تو خیر اور اگر میرے سپاہی نے  
 جنگجو گرفتار کر لیا، تیرا سرتن پر نہوگا تمور خان نے یہ الفاظ سن کر سچ باب  
 کھایا اور کچھ کہا جا رہتا تھا کہ مظفر خان اُسکو اس خیال سے بادشاہ کے  
 سامنے سے اٹھائے گیا کہ زمین یہ کوئی اور کلمہ سخت نہ کہے اور بادشاہ اُسکو  
 قتل کر ڈالے علیحدہ جا کر مظفر خان نے اُس جوان سے کہا کہ تو کیسا احسن  
 ہو کہ شیر سے اُسی کے گھریں لڑتا ہو تمور خان نے اپنی تلوار پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ  
 بادشاہ نے میری بڑی توہین کی ہو اسی تلوار سے اسکا عوض لوں گا مظفر خان  
 نے کہا کہ ہمارا ہی فوج ان دھمکیوں سے نہیں ڈرے گی بہتر ہو تو بیان سے چلا جا  
 جب تمور خان وہاں سے چلا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو بادشاہ  
 نے میری بڑی توہین کی اگر لڑائی ہوئی تو سچ کہتا ہوں کہ میں پہلے اُس کی  
 فوج پر حملہ کروں گا گو اُسکی تعداد زیادہ ہو پھر یا تو مروں گا۔ یا ماروں گا۔ یہ کہہ کر  
 ساتھیوں کے ایک کوس بھی نہ گیا تھا کہ کچھ سوار دریا کے کنارہ پر نمودار ہوئے  
 تمور خان نے کہا کہ شاید بادشاہ ہی فوج آگئی۔ پھر کہنے لگا کہ وہ لوگ  
 ستو سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں اور ہم صرف ساٹھ آدمی ہیں خیر آنے دو  
 کچھ مضائقہ نہیں یہی وقت بہادری کی آزمائش کا ہو تمور خان کے  
 سپاہیوں نے کہا کہ خاطر جمع رکھو فتح ہمارے ہاتھ ہو۔ یہ کہہ کر تمور خان  
 نے گھوڑوں کو فوج شاہی کی طرف پھیرا جب یہ فوج قریب آئی تو معلوم  
 ہوا کہ کچھ عورتیں بھی گھوڑوں پر سوار ہیں اور نقاب ڈالے چلی آتی  
 ہیں اور ان میں سے ایک عورت ایسی شان سے گھوڑے پر سوار تھی جس سے

تہو رخاں نے خیال کیا کہ وہ کوئی مغز عورت ہو تو ہورخان نے دشمن کی فوج سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار رہو ہم لڑائی پر مستعد ہیں جب انھوں نے دیکھا کہ تہو رخاں آمادہ جنگ ہو تو انھوں نے چیخ ماری لیکن سردار فوج نے انکی دلہی کی اور کہا کہ گھبراؤ مت میں ابھی سب کو تر تیغ کرتا ہوں غرض لڑائی شروع ہوئی کبھی تو شاہی فوج غالب آتی تھی اور کبھی تہو رخاں کی فوج آخر کار فوج شاہی کو تہو رخاں نے بھگا دیا اور شہزادی اور اسکی خواصوں کو گرفتار کر لیا۔ اس جوان نکیاب نے۔ اس خوف زدہ شہزادی کے پاس جا کر کہا۔ تم ڈرو مت تم فیاض دشمن کے قابو میں ہو اگر مجھے بادشاہ بظلم نہ پیش آتا تو میں ایسا نہ کرتا۔ شہزادی نے کہا اے تہو رخاں مسعود بادشاہ میرا باپ ہوا اسکی نسبت ایسے کلمات مت کہ تو خوش نصیب ہو کہ میں قبستی سے تیرے قبضہ میں آگئی تہو رخاں نے کہا کہ بی بی تمھارا نام کیا ہو اسنے کہا کہ میرا نام بے نظیر ہو بعد ازاں اس خوبصورت بی بی کو گرفتار کر کے تہو رخاں نے اپنے دل سے مشورہ کیا۔ کہ آیا میں اس بی بی کو چھوڑ دوں یا اپنے آقا کے پاس لیجاؤں آخر کار یہ امر طر پایا کہ قیام الملک اپنے آقا کے پاس لیجاؤں اور جو وہ حکم دے وہ کرنا چاہیے۔ شہزادی نے کہا کہ اے جوان تو میرے ساتھ اخلاف سے پیش آیا میں تیری محنوں ہوں اور میرا افسردہ کی تعظیم اور عزت میں بھی لمحوۂ رکھوئی تہو رخاں نے اسکی تسلی کی اور کہا کہ میری فوج کے افسر بھی تمھارے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آؤ شکے یہ کہ شہزادی نے ایک مرتبہ اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا تو ہورخان عیش عیش کرنے لگا۔ اور کہا کہ واقعی اسکی خوبصورتی کی تعریف میں نے کجاستی تھی یہ تو آدمی نہیں بلکہ اسے حور سمجھنا چاہیے یہ شہزادی کے حسب حال ہوسم



واہ کیا حسن ہو کیا شان ہو اصل علی | آدمی ہنسنے تو اس حسن کا دیکھنا نہ سنا  
 آخر کار جب تہور خان کی فوج لوٹ مار کر کچی تو تہور خان شہزادی کو لے کر  
 خیمہ گاہ کی طرف چلا راستہ میں شہزادی کو کسی طرح کی تکلیف نہ دی اور نہ  
 محافظت میں سختی کی بے نظیر بھی مطمئن رہی اور بھاگنے کا قصد نہ کیا۔ آخر کار  
 تہور خان اپنے خیمہ گاہ میں پہونچا۔ اور سپہ سالار سے ملکر کہا کہ بادشاہ  
 نے صلح کو منظور نہیں کی مگر اسکی لڑکی بے نظیر میرے ہاتھ آگئی ہو اس معاملہ  
 کی نسبت اپنے آقا سے رائے لے کر عمل کیا جائیگا پس آپ اس بارہ میں  
 ایک قاصد بھیج کر ہمارے آقا سے رائے لیجیے کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ میں نے  
 اس بی بی سے قسم کھائی ہو کہ اس معاملہ کو جلد طر کر دوں گا تہور خان کے  
 افسر نے کہا کہ تمہارا ہی جانا بہتر ہوگا اور میں شہزادی اور اسکی خواہصوں  
 کو بہت اچھی طرح سے رکھوں گا تہور خان نے بے نظیر سے کہا کہ میں خود  
 اپنے آقا کے پاس جاتا ہوں اور کل تک واپس آ جاؤں گا جب تہور خان  
 بے نظیر سے رخصت ہونے لگا تو اُس نے دوبارہ اپنا نقاب چہرہ سے اٹھایا  
 اور اپنے پناہ دہندہ کو اپنا جمال دکھایا چنانچہ تہور خان چہ سواروں  
 کو لے کر وہاں سے روانہ ہوا اور آدھی رات کو منزل مقصود پر پہونچا صبح کو  
 اپنے آقا سے ملا تہور خان نے مختصر حال بیان کیا۔ لیکن قیام الملک  
 کو اس امر سے تردد ہوا۔ کہ بادشاہ نے شرائط صلح کو قبول نہ کیا قیام الملک  
 نے پوچھا کہ کیا بادشاہ کو اپنی فوج پر بہت بھروسہ ہو تہور خان نے کہا کہ  
 واقعی وہ بہت دلیر ہو اور اسکی فوج بہت قوا عددان ہو قیام الملک نے  
 اپنے وزیر سے مشورہ کر کے تہور خان سے کہا کہ تم اپنے سپہ سالار کے پاس  
 جاؤ اور وہ ہمارا حکم تعمیل کریگا۔ تہور خان کو خط لکھ کر دیا گیا لیکن چونکہ

اُس کو مضمون خط سے آگاہی نہ تھی اس لیے اُسکے دل میں خلش تھی۔  
 کہ معلوم نہیں خط میں کیا لکھا ہو کیونکہ وہ بے نظیر کی رہائی کے لیے بہت  
 سعی و تلاش کیا ایک رات دن میں تہور خان واپس آیا۔ اور خط کو اپنے  
 افسر فوج کو دیا افسر نے جب خط پڑھا تو اُسکے چہرہ پر آثارِ ملال معلوم ہوئے  
 اُس خط کو پڑھ کر سپہ سالار نے تہور خان کو دیا اُس میں یہ لکھا تھا کہ چونکہ  
 میں نے مسعود شاہ سے درخواستِ صلح کی تھی اور اس نے نامنطور کی اس لیے  
 اُسکی لڑکی کو بال فعل مقید رکھو۔ اور پھر مسعود شاہ کو اطلاع دو کہ اگر  
 شرائطِ صلح منظور کرنا ہو تو قبول کر لے ورنہ اُسکی بیٹی بے نظیر کا سر کاٹ  
 ڈالا جائیگا تہور خان یہ خط پڑھ کر نہیں چکا تھا کہ ایک قاصد گھبرا یا  
 ہوا پسینہ میں تر آیا اور کہا کہ مسعود شاہ نے ہماری فوج پر حملہ کیا۔  
 اور یہ سن کر کہ اُسکی بیٹی کو ہماری فوج گرفتار کر لائی ہو سب قیدیوں کو  
 جو اس نے گرفتار کیے تھے قتل کر ڈالا ہو میں مرٹ اکیلا بھاگ کر بچ گیا  
 تہور خان نے کہا کہ یہ اُسکا معاوضہ ہو قیام الملک نے بے رحمی  
 کے ساتھ بے نظیر کے قتل کا حکم دیا سپہ سالار فوج نے کہا کہ میں تو قیام الملک  
 کا تابعدار ہوں اگر مجھ کو نوکری کرنا ہو تو اس کے حکم کی تعمیل کرونگا۔ چاہے وہ  
 کیسا ہی ہوتے تہور خان سپہ سالار کے قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر کہا  
 کہ ایسا مت کرو سپہ سالار نے کہا کہ تہور خان اپنا سر اٹھاؤ میں خود ایسی  
 حالت میں متر و دہون اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ہتھوڑی خوشامد سب  
 بیفائدہ ہو تہور خان نے کہا کہ آپ دروازہ تو قفل کر میں قیام الملک  
 کے پاس جاتا ہوں اور اس سے خوشامد کر کے اُس بے گناہ بی بی کی  
 جان بخشی کر اؤنگا۔ سپہ سالار نے اب دیدہ ہو کر کہا کہ تہور خان یہ

امر غیر ممکن ہو دو دنوں فوجیں آمادہ جنگ ہیں اگر ذرا بھی تعمیل حکم میں  
 دیر ہوئی تو نتیجہ برا ہوگا ایسی حالت میں اگر میری لڑکی کی نسبت بھی حکم  
 ایسا دیا جاتا تو ضرور تعمیل کرتا تو رخاں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہیں  
 بے نظیر کے عوض مرنے پر تیار ہوں سپہ سالار نے کہا کہ میں مجبور ہوں پھر تو رخاں  
 نے کہا کہ ایک تدبیر اس بی بی کے بچنے کی ہو۔ وہ یہ ہو کہ تم کہنا کہ میرے قبضہ میں وہ  
 بی بی آئی نہیں اور میں کہوں گا کہ میں نے اُسے مار ڈالا یا وہ میری خطا سے  
 سے بھاگ گئی سپہ سالار نے کہا اس قاصد نے جو اس بی بی کو دیکھا ہو یہ  
 نہ کہہ دے گا تو رخاں نے کہا کہ یہ ایک شریف آدمی ہو وہ ہمارے راز کو فاش نہ  
 کرے گا۔ اور اس قاصد کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیوں راز کو فاش تو  
 نہ کرو گے شدید بولو۔ وہ قاصد جواب دینے والا تھا کہ سپہ سالار نے کہا اور  
 تو رخاں اتنا راخوشا کہ راز قبول ہو چکا کہ حکم کی تعمیل کرنا ضرور ہو اگر تعمیل  
 کرونگا تو عدول حکمی ہوگی تو رخاں نے کہا کہ خط تو میرے ہاتھ میں ہے ایسا  
 سمجھو کہ میں نے اُسے تم کو دیا ہی نہیں سپہ سالار نے کہا کہ بے نظیر تو بچ جائیگی  
 لیکن تم ایسا کرو گے تو تم کو پھانسی دیجاو گی تو رخاں اس طرح اس  
 مقدمہ کو توقف میں ڈالتا گیا۔ آخر کار سپہ سالار نے کہا دیکھو حکم کی تعمیل  
 میں دیر ہوتی ہو اسکی تعمیل کرنے دو تو رخاں کو غصہ معلوم ہوا اور  
 اُس نے خط کو پھاڑ ڈالا۔ اور جلا دیا سپہ سالار نے تو رخاں کا ہاتھ پکڑ لیا  
 اور کہا کہ ادبیوقوف تو نے یہ کیا کیا تو رخاں نے جواب دیا کہ اب تمہارا  
 پاس کون حکم ہو چکی تعمیل تم کرو گے سپہ سالار حالت غضب میں خیمہ کے  
 دروازہ پر ٹہکتا رہا اور تو رخاں خاموش کھڑا رہا پھر سپہ سالار نے اور  
 سپاہیوں کو بلایا اور اُن سے کہا کہ اسکو گرفتار کر لو اور بحفاظت تمام یہ سب سپاہیوں

نے تہور خان کو حراست میں رکھا اور سخت حفاظت کی کہ بھاگ نہ جائے  
اس عدول حکمی کی اطلاع قیام الملک کو بھی ہوئی چونکہ وہ اور ہم پر تھا  
اس لیے اس معاملہ میں کوئی قطعی حکم نہیں دیا صرف یہی حکم دیا کہ تاحکم ثانی  
تہور خان کو قید میں رکھو۔ اس طرح چند روز گزر گئے اور شہزادی اور  
تہور خان قید میں رہے شہزادی کو جب تہور خان کی عالی ہمتی کا حال  
معلوم ہوا تو اسکی حالت پر افسوس کیا لڑائی ہونے سے ایک روز پہلے  
قیام الملک اور سپہ سالار اور دیگر سرداران فوج خیمہ میں بیٹھے تھے اور شراب  
کا دور چلتا تھا وہ سب ایسے بے فکر تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لڑائی  
سے اب کچھ واسطہ ہی نہیں رہا قیام الملک نے پوچھا کہ ہمارے قیدی  
تہور خان کا کیا حال ہو۔ سپہ سالار نے کہا کہ وہ قید میں ہو اور یہ  
عدول حکمی اسنے بوجہ غلبہ محبت کے کی ہو اب اسکا قصور حضور معاف  
فرمائیں اور کچھ تھوڑی سی سزا کر دیں اور قتل نہ کریں کیونکہ وہ بہت بڑا بہادر  
سپاہی ہو قیام الملک نے کہا کہ میری بھی رائے یہی تھی مگر ایسا میں نہیں  
سکتا سپہ سالار نے پھر اسکی جان بخشی کی سفارش کی قیام الملک نے کہا  
کہ اچھا کل کی لڑائی میں اس سے کوئی کام سخت لیا جاوے گا اور اسکی بہادری  
کی آزمائش کی جائیگی یہ کہہ کر اسکو طلب کیا جب تہور خان آیا تو اسنے  
قیام الملک سے کہا کہ حضور ہی کا بھروسہ مجھکو ہو قیام الملک نے کہا  
کہ ہم سب تجھکو بچانا چاہتے ہیں مگر مجبور ہیں کہ تو اعد فوجی کی رو سے ایسا  
نہیں کر سکتے تہور خان نے کہا کہ بے نظری کے پانے کی امید مجھکو ہو  
اس لیے میں اپنی جان بخشی جا ہتا ہوں۔ اگر کوئی شرط ہو تو بیان کیجیے  
اسکو سب لاؤں۔ سپہ سالار نے کہا کہ تم بے نظری کا نام مت لو تو جان بخشی

کر دی جائے تہو رخاں نے کہا کہ اے سواے جو کچھ کہو گے سو کرو نہ گا۔  
 مگر یہ تو ہرگز نہ ہو گا کہ اُسکا خیال اپنے دل سے نکال ڈالوں اب بہت جلد  
 فرمائیے کہ وہ شرط کیا ہو میں اُسکی تعمیل میں مستعد ہوں قیام الملک نے  
 کہا کل صبح کو جب لڑائی کی صفیں آراستہ ہوں تو اُس وقت تمہارا یہ کام ہو  
 کہ تم مسعود شاہ کے پاس جا کر اُسکو قتل کرو۔ اور وہاں سے صبح و سلامت  
 واپس آؤ یہ شرط ہو اور اسی کی بجا آوری پر تمہاری اور بے نظیر کی جان بچنی  
 ممکن ہو جب اس سخت شرط کی بجا آوری کا حکم قیام الملک نے دیا تو تمام  
 خیمہ میں ایک سناٹا ہو گیا اور سپہ سالار نے حالت سکوت میں سر جھکا لیا  
 کیونکہ وہ سمجھا کہ تہو رخاں کا بادشاہ مسعود کے پاس چلا جانا تو ممکن ہو  
 لیکن قتل کرنا ایک امر دشوار ہو اور بالفرض قتل بھی کرنے کا موقع ہاتھ آگیا  
 تو اُس وقت تہو رخاں کی جان بچنا مشکل ہو وہاں سے سلامت آنا شروع دیگر  
 ادا تہو رخاں اس حکم قضا تو ام کو شک نہ شد رہ گیا اور پھر اُسکو کچھ  
 جرأت زبان کھولنے کی نہ ہوئی۔ غرض کہ صبح کو پانی بہ شدت برس رہا تھا دونوں  
 بادشاہوں کی فوج میدان کارزار میں آئی ایک طرف تو قیام الملک نے  
 صف آراستہ کی اور دوسری طرف مسعود کی فوج آراستہ ہوئی اس طرح ہر کہ  
 میمنہ تو زیر حکم سعید بڑے بیٹے کے تھا اور میسرہ زیر حکم یوسف چھوٹے بیٹے  
 کے اور قلب لشکر میں خود بادشاہ غرض کہ بعد تربیت صفوں لڑائی شروع  
 ہوئی اور آخر کار جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی  
 اسی اثنا میں تہو رخاں قیام الملک کی فوج سے باہر آیا اور یہ مشکل تمام  
 اُس جگہ پہونچا جہاں مسعود شاہ تھا جان نثار مسعود شاہ کے باڈی گارڈ  
 کے افسر نے تہو رخاں کو پہچانا اور یہ خیال کیا کہ یہ شخص پہلے بھی پیغام

صلح لایا تھا اور شاید اب بھی کوئی پیغام لایا ہو لہذا اسکو بادشاہ تک آنے دیا تو رخان نے بادشاہ کے پاس پہونچ کر خنجر اُسکے سینہ میں مارا مسعود شاہ گر پڑا اور جان نثار نے جو یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ اتنے میں تو رخان موقع پا کر نکل گیا جس مقام پر یہ لڑائی ہوئی وہاں سے بے نظیر اور اسکی نو حسین قریب ایک کوس کے فاصلہ پر تھیں اور بے نظیر کو اس امر کی خبر بھی نہ تھی کہ تو رخان ایسی سخت شرط کو بجالایا ہے نظیر نقاب ڈالے فرش مکلف پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی تھی اور اس امر سے متددھی کہ دیکھیے جنگ کا نتیجہ کیا ہوتا ہو اور خیال کر رہی تھی کہ جنگ دوسرے در اگر میرے باپ کی شکست ہوئی تو میں کیا کرونگی کہ اسی اشنا میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ تو رخان خمیہ کے دروازہ پر کھڑا ہو بے نظیر خوش ہوئی اور کہا کہ تو رخان کیا حال ہو تو رخان نے بے نظیر سے کہا کہ مجھکو ہوقت تو دیکھ کر تم خوش ہو میں بسین تھوڑی دیر میں تم مجھے نفرت کرو گی بے نظیر نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہو تم تو میرے محسن ہو تم سے اس طرح کیسے بیش آسکتی ہوں بھٹارے لیے تو میں اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہ کرونگی تو رخان نے کہا کہ میں نے بھاری جان بچائی اور اسوجہ سے خوش ہوں لیکن ساتھ ہی اسکے بھٹارے ایک غریزہ کی جان لی ہو اسکی وجہ سے رنجیدہ اور تم سے شرمندہ ہوں تب بے نظیر نے متحیر ہو کر کہا کہ تم نے کیا لڑائی میں میرے کسی غریزہ کی جان لی ہو تو رخان نے کہا کہ ہاں قصور تو ہوا ہے اور وہ بہت ہی غریزہ قریب بھٹارا تھا مجھے امید ہے کہ تم ضرور معاف کرو گی بے نظیر نے کہا کہ کہیں سعید یا یوسف کو تو نہیں مارا یہ کمزور زار رونے لگی

تب تہور خان نے کہا نہیں نہیں تمہارے بھائی کو نہیں مارا ہو بلکہ تمہارا باپ میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہو اور اب میں جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہوگا۔ یہ سنکر بے نظیر نے خیال کیا کہ اب دنیا میں کچھ نہیں ہو اور اپنا تیز خنجر اٹھا کر اپنے سینہ میں مار لیا تہور خان نے چاہا کہ اُسکو اس حرکت سے باز رکھے جب تک تہور خان اُسکے پاس پہنچے بے نظیر نے اپنا کام تمام کر لیا تھا یہاں تو یہ واقعہ گزرا۔ اُدھر مسعود شاہ کا حال سنو کہ گو اُس کو زخم کاری لگا تھا۔ تاہم اُسکے ہوش و حواس بچا تھے اور فوج کو بہت اچھی طرح سے لڑاتا تھا۔ آخر کار قریب دوپہر کے اُس کی فتح ہوئی اور قیام الملک مع اپنے سرداروں کے گرفتار ہوا۔ اُسوقت قیام الملک کو معلوم ہوا کہ تہور خان نے اپنی شرط پوری کر دی تھی تھوڑی دیر کے بعد مسعود شاہ نے اسیران جنگ کے قتل کا حکم دیا ہی تھا کہ خود اُسکا پیادہ عمر بھی لبریز ہو گیا یعنی اُسی زخم سے انتقال کیا لڑائی ختم ہونے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ تہور خان کی لاش بھی وہیں پڑی ہو تب وہ کہنے لگے کہ اچھا ہوا کہ بادشاہ کا قاتل بھی مارا گیا۔

### پانچویش داستان

جمیل نے جب یہ قصہ بیان کیا تو اُس کو سنکر سب لوگ بہت خوش ہوئے اور بعد ختم ہونے قصہ کے وہ لوگ خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب جمیل یہاں کس طرح ٹھہر سکتا ہو۔ مگر محمودہ زیادہ ہوشیار تھی وہ سمجھ گئی کہ جمیل بیشک کوئی نہ کوئی یہاں ٹھہرنے کی تدبیر کرے گا۔ یہ سب اسی خیال میں تھے کہ مدبر الدولہ نے کہا۔ البتہ جمیل تکو قصہ گوئی میں بہت نفل ہے

اور اس میں کوئی تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتا جب مدبرالدولہ نے یہ تعریف کی تو جمیل سروت قد سلیم کجا لایا اور کہا کہ آپ کی خوشنودی باعث میرے افتخار کی ہوئی لیکن یہ قصے کو کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے جو قصے میں اب بیان کر دوں گا وہ کہیں ان قصوں سے دلچسپ اور عمدہ ہیں مدبرالدولہ نے کہا کہ جس طرح شہزادی شہزاد نے الف لیلہ کے قصے کہہ کر اپنی جان بچائی تھی اسی طرح تم بھی قصہ کہنے کے بہانہ سے یہاں رہنا چاہتے ہو جمیل نے کہا کہ حضور غور فرما دیں کہ اگر ہم لوگوں کو آپ رخصت کر دیں گے تو اس میں آپ کی ایک قسم کی ہتک ہوگی آپ کو معلوم ہو کہ ہم لوگوں کو آپ کی لڑکیوں اور بیٹیوں سے کس قسم کی محبت ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ ہم لوگ کون ہیں تو پھر ایسی حالت میں ہم کیسے جاسکتے ہیں مدبرالدولہ تھوڑی دیر متحیر رہا اور غور کرتا رہا کہ کیا کروں پھر کہنے لگا کہ تم نے بیشک اپنا حال بیان کیا لیکن میں کیسے اسکو صحیح باور کروں جمیل نے کہا کہ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ ہمارے وطن کو آدمی بھیج کر دریافت کر لیجیے مدبرالدولہ نے کہا کہ مجھ کو اپنی لڑکیوں کے بارہ میں تو اختیار ہو لیکن اپنی بیٹی جو خودہ کے بارہ میں کچھ نہیں کر سکتا اس کے والدین کو اس امر میں اختیار ہو جمیل نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ قاضی القضاۃ صاحب کو اپنی لڑکی کا بیاہ میرے ساتھ کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا مدبرالدولہ نے کہا کہ آج کل میرے بھائی کو ایک امراہم کی نسبت تشویش ہو اور ابھی میں اس سے بیاہ شادی کے بارہ میں کچھ کہ نہیں سکتا جمیل نے کہا کہ ہاں مجھ کو وہ کی زبانی کچھ تھوڑا حال مجھ کو بھی معلوم ہوا تھا کہ قاضی القضاۃ آج کل معتبوب ہو رہے ہیں لیکن مجھ کو وہ اور اس کے والدین کو اللہ پر بھروسہ ہو کہ کہیں وہ کہیں ان جرائم کا پتہ چل ہی جائیگا۔ مدبرالدولہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر یہ کہا کہ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ اس معاملہ اہم میں غفل دون بال فعل میں اس امر میں



غور کر رہا ہوں کہ تم نے جو قاصد بھیجے کی نسبت کہا ہے سو قاصد بھیجوں یا نہیں  
اگر میں نے قاصد بھیجا اور اُس نے وہی بیان کیا جو تم نے بیان کیا ہے تو مجھ کو بیاہ  
کر دینے میں کوئی غدر نہ ہوگا جمیل نے کہا بہتر ہے کہ آج آپ اس معاملہ میں  
غور کریں اور کل میں وہ قصہ بیان کر دینگا جس سے آپ سب لوگ خوش ہو گئے  
مدبر اندولہ نے کہا کہ تم عجب طرح سے بیان رہنے کی خواہش ظاہر کرتے ہو کہ  
مجھ کو چارنا چار قبول کرنا پڑتا ہے اچھا آج یہیں رہو غرض کہ سب لوگ اپنے اپنے  
کمرہ میں آرام کے واسطے گئے اور جمیل پھر اپنے کمرہ میں اکیلے رہا اُس نے ہرناقصہ  
کو پھر آج گاتے ہوئے سنا لیکن چونکہ پہلے روز جمیل اُس کو گاتے ہوئے دیکھ چکا  
تھا اس لیے اُس کو اس آواز سے تعجب نہیں ہوا اور چونکہ وہ سب خانوں کی سیر  
بھی کر چکا تھا اس لیے اُس کو خواہش نہیں جانے کی نہ توئی پس وہ اپنے کمرہ میں  
بٹھ گیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اُس کو معلوم ہوا کہ کوئی شخص آہستہ آہستہ دروازہ  
کھٹکھٹاتا ہے جب اُس نے دروازہ کھول دیا تو گلچمن کو دروازہ پر دیکھا گلچمن نے  
جمیل سے کہا کہ آج مدبر اندولہ نہیں آیا ہے اس لیے عشرت بانو نے تم کو  
بلایا ہے جمیل نے گلچمن کو انعام دیا اور اُس کے ساتھ ہو لیا چلتے وقت گلچمن نے  
جمیل سے کہا کہ دروازہ میں قفل دے دو اور کبھی اپنے پاس رکھ لو غرض کہ  
جمیل عشرت بانو کے کمرہ میں پہنچا گلچمن تو اُس کو پہنچا کر چلی گئی اور  
جمیل اور عشرت بانو کمرہ میں تنہا رہ گئے عشرت بانو کا کلیں کھوے  
ہوئے ناز و ناماز سے فرش مکلف پر بیٹھی ہوئی تھی جمیل کو آتے دیکھ کر کہنے لگی  
کہ پیارے تم نے آج بیان ٹھہرنے کی خوب تدبیر نکالی اور حسب وعدہ  
تشریف لا کر مجھ پر احسان کیا جمیل نے کہا کہ مجھ کو خود خیال تھا -  
لہذا بلا تا مل آپ کے پاس حاضر ہوا عشرت بانو نے جمیل کے گلے

میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ پیارے تنے اپنا وعدہ بھی وفا کیا یا نہیں جمیل نے کہا کہ افسوس مجھ کو اُسکے وفا کرنے کا موقع نہ ملا عشرت بانو نے کہا کہ اب تک محمودہ جانتی نہ تو کہ تم اُس سے محبت کرتے ہو جمیل نے کہا کہ نہیں آج میں اُس سے کسی قدر کشیدہ رہا جس سے وہ سمجھ گئی کہ میری محبت میں کچھ تغیر ہو عشرت بانو نے خوش ہو کر کہا کہ واقعی کیا تم نے ایسا کیا دیکھو مجھ کو دھوکھا مت دینا تمھاری محبت میرے دل میں اس قدر سمائی ہو کہ آج تمام دن تمھارا ہی خیال رہا اور ہر وقت تمھاری صورت میری نگاہ کے سامنے پھرتی رہی جمیل نے کہا کہ میری بھی یہی کیفیت ہو آج شام کو میں نے ہر چند جاہا کہ محمودہ سے قطع تعلق کرنے کی کچھ باتیں کیں مگر مدبرالدولہ نے مجھ کو اُسکے پاس تک بیٹھنے نہ دیا اور عشرت بانو میں اب تک تمھارا نہیں ہوا ہوں۔ لیکن کل میں ضرور محمودہ کو خط لکھوں گا اور اگر موقع ملا تو باتیں کروں گا عشرت بانو نے کہا کہ ہاں جلد قطع تعلق کرو تو ہم دو دنوں پھر عیش سے بسر کریں یہ کہا کہ عشرت بانو خاموش ہو گئی اور جمیل نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں عشرت بانو نے کہا کہ خدا حافظ جاؤ۔ کل ضرور اس معاملہ کو طر کر لینا یہ باتیں دونوں میں ہو رہی تھیں کہ گلچمن نے آکر کہا کہ بی بی خبردار ہو جاؤ مدبرالدولہ آتا ہے یہ سن کر جمیل اور عشرت بانو کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا گلچمن نے جمیل سے کہا بھاگو اب بیان ٹھہرنے کا موقع نہیں عشرت بانو نے کہا کہ کس طرف سے جمیل کو نیکالوں گلچمن نے کہا کہ بیان چھپانا غیر ممکن ہے عشرت بانو گھبرا گئی تب گلچمن نے کہا کہ تامل مت کرو مدبرالدولہ کوئی دم میں آیا جا رہا ہے اگر ہم تینوں کو یہاں دیکھ لے گا تو ماہری ڈالے گا

عشرت بانو نے کہا کہ گلچین تم باہر جاؤ اور مدبر الدولہ کو براے خدا  
 دروازہ پر روکو میں بندوبست کرتی ہوں جمیل ایک دروازہ سے  
 بھاگا کہ عشرت بانو نے کہا کہ پیارے ادھر سے نہ جاؤ بلکہ ادھر سے جاؤ  
 غرض کہ جمیل کو عشرت بانو نے ایک کمرہ کے اندر جانے کو کہہ کر پردہ  
 اُسکے دروازہ پر ڈال دیا ادھر جمیل اُسکے اندر گیا ادھر مدبر الدولہ  
 عشرت بانو کے کمرہ میں داخل ہوا جمیل شب گزشتہ کو تہ خانے کی سیر کے وقت  
 بخوبی دیکھ چکا تھا کہ یہ راستہ جدھر سے وہ جا رہا ہو اسی تہ خانے کو گیا ہر جہاں  
 حبشی کل سو رہا تھا مگر مجبوراً اسی طرف گیا کیونکہ اور کوئی راستہ نہ تھا  
 جب جمیل نے اُس دروازہ پر پہنچ کر اُسکو کھولا تو اُسکے باہر حبشی کو ٹہلتے  
 ہوئے پایا جمیل اُسکی طرف بڑھا اور کہنے لگا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تمکو  
 جب یہ معلوم ہوگا کہ میں یہاں کس طرح آیا تو تمکو کچھ تعجب نہ ہوگا مگر وہ بھلا  
 اُسکے متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ بڑے لوگوں کے اغراض میں کس طرح سمجھ سکتا  
 ہوں کیونکہ میں غلام ہوں جمیل نے کہا کہ جس طرح اور آدمیوں کی عقل ہوتی  
 ہو اسی طرح غلاموں کی بھی ہوتی ہو غلام نے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ انکو بھی عقل ہوتی  
 ہو مگر چونکہ وہ بچپن سے مثل غلاموں کے پرورش پاتے ہیں اور آزادی اور  
 خود مختاری سے کوئی کام نہیں کرنے پاتے اس لیے انکی عقل تیز نہیں رہتی  
 جمیل نے کہا کہ تم نے عجیب بات کہی گو میری اور تمہاری حالت میں کچھ ہی  
 فرق ہو لیکن میں تمہاری ملاقات سے بہت خوش ہوا یہ جمیل نے کہا تو حبشی  
 نے متحیر ہو کر جمیل کی طرف دیکھا گویا اُس سے کبھی کسی نے اس طرح مہربانی  
 سے باتیں نہیں کی تھیں اور اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ جوان شخص  
 یہاں کیوں آیا جمیل نے کہا یہ نئی جگہ ہے میں تمہاری رہنمائی چاہتا ہوں حبشی نے

کہا آپ بیان اجنبی معلوم ہوتے ہیں اگر کسی خاص پوشیدہ غرض سے آپ بیان  
 تشریف لائے ہیں تو بیان کیجیے میں آپ کو آگاہ کر دوں جمیل نے کہا کہ نہیں  
 میں بالکل اجنبی نہیں ہوں بلکہ تمہارے آقا مدبرالدولہ کا مہمان ہوں غلام  
 نے کہا کہ اگر آپ مہمان ہیں تو مجھ کو کیا۔ میرا کام یہ ہے کہ میں آپ کو راستہ بتا دوں  
 پس آئیے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں جمیل نے کہا کہ نہیں مجھ کو اپنے کمرہ میں  
 ابھی جانے کی جلدی نہیں ہے ذرا ٹھہرو ٹھہرو سی باتیں کر لیں چنانچہ جمیل نے  
 اس غلام سے کہا کہ بیان تم کس غرض سے بہرہ دیتے ہو آیا کوئی خزانہ یہاں  
 ہے جس کی حفاظت کرتے ہو یا جس طرح میں عشرت بانو کے کمرہ سے نکلا تھا  
 اسی طرح اور جو شخص نکلے اس کو راستہ بتاتے ہو۔ اس سوال کے جواب دینے  
 میں غلام کو اولاً تا مل ہوا لیکن آخر کار کہنے لگا کہ اگر میں بیان مدبرالدولہ  
 کے خزانہ کی حفاظت کرتا ہوں تو یہ امر غیر ممکن ہے کہ میں آپ کو اس کی جگہ بتاؤں  
 کیونکہ میں خود اس کی جگہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے جمیل نے کہا کہ میں نے  
 اندازہ بدیتی کے یہ امر نہیں دریافت کیا تھا تو مجھ کو غریب آدمی جانتا ہے تب  
 غلام نے کہا کہ عشرت بانو کے کمرہ میں جانا اور اس طرح نا وقت پوشیدگی  
 سے نکلنا تو نیک نیت غرت دار آدمی کا کام نہیں ہے جمیل نے کہا کہ راز کی باتوں  
 سے اور نیت اور غرت سے کوئی تعلق نہیں یہ کہہ کر اس غلام سے پوچھا کہ کیا مثل  
 میرے تم بھی واقف ہو کہ عشرت بانو مدبرالدولہ سے اس قدر ملتفت نہیں  
 ہے جقدر کہ زوجہ کو ہونا چاہیے غلام نے کہا فرض کیجیے میں یہاں دو کاموں  
 کے واسطے تعینات ہوں ایک خزانہ کی حفاظت کے واسطے چاہے وہ جہاں  
 کہیں ہو اور دوسرے گا ہے گا ہے عشرت بانو کے کام کرنے کے واسطے پس  
 آپ یہ سمجھیں کہ بیان تمہارے میں جان کی سلامتی ہے کیونکہ کبھی کبھی مدبرالدولہ

بھی میرے دیکھنے کے واسطے آجاتا ہو کہ میں سوتا تو نہیں ہوں جمیل نے کہا کیا  
 تمہارا کام تمام رات جاگنے کا ہو غلام نے کہا بیشک اگر ایسا نہ کر دوں تو ضرور  
 پھانسی دیا جاؤں جمیل نے کہا واہ ابھی کل تو میں نے تلو سوتے ہوئے پایا  
 تھا غلام نے آشفۃ ہو کر کہا کہ بالکل غلط فرماتے ہیں جمیل نے کہا کہ میں  
 بالکل صحیح کہتا ہوں اور اس قدر پتہ سنو کہ تم شراب کے نشہ میں پڑے تھے  
 تمہارے پاؤں دروازہ کی طرف تھے اور سر دیوار کی طرف تھا اور تلو اور تمہاری  
 زمین پر پڑی تھی غلام تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر کہنے لگا کہ تم کیسے یہاں  
 آئے تھے جمیل نے کہا کہ یہ تو میں نہ بتاؤنگا کہ میں کیسے آیا تھا پھر غلام نے کہا کہ  
 کمرہ میں مدبر الہ دولہ آگیا ہو اور یہاں بھی آیا چاہتا ہو بہتر ہو کہ تم یہاں سے  
 چلے جاؤ جمیل نے کہا کہ مجھے راستہ نہیں معلوم ہو تو آگے آگے چل اور میں تیرے  
 پیچھے چلوں گا وہ غلام آگے آگے چلا مگر پیچھے پھر پھر گرد بکھتا جاتا تھا کہ جمیل مجھے  
 کوئی نقصان تو نہ پہونچا نیگا جاتے جاتے ایک مقام پر دروازے کے پاس یہ  
 دونوں پہونچے وہاں جمیل نے اُس غلام کو اس طرح دبا دیا جیسے کوئی شکاری جانور اپنے  
 شکار کو دباتا ہو اور اُس کو زمین پر گر کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا غلام نے پوچھا اسکے  
 کیا معنی ہیں اور تم نے مجھے کیوں دسے مارا جمیل نے کہا یہ بتاؤ کہ میں اس قدر کہا  
 تھا کہ جمیل کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص عشرت بانو کے کمرہ سے باہر آتا ہو غلام  
 نے کہا کہ دیکھو چھوڑ دو مدبر الہ دولہ آتا ہو جمیل نے کہا اچھا اٹھ مگر خبردار اس  
 واقعہ کا ذکر مدبر الہ دولہ سے یا عشرت بانو سے نہ کرنا اگر ذکر کرے گا تو میں  
 ضرور سب سے کمدنگا کہ تو کل رات کو سو رہا تھا اور تجھے ضرور پھانسی دی جائیگی  
 جمیل غلام سے یہ کہ چکا تھا کہ اُس کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص آتا ہو پس وہ وہاں سے  
 بھاگا اور اپنے کمرہ میں جا کر اڈل تو مدبر الہ دولہ کی اُس تلوار کو پوشیدہ مقام میں

رکھا جو وہ عشرت بانو کے کمرہ سے لایا تھا اور بعد ازاں آرام کی غرض سے لیٹ رہا صبح کو جب جمیل جاگا تو اُس نے خیال کیا کہ اگر غلام نے رات کا مہاجر الدولہ سے کہہ دیا ہو گا تو ابھی معلوم ہو جائیگا لیکن ظن غالب یہ کہ نہ بیان کیا ہو گا۔ کیونکہ اگر بیان کیا ہوتا تو اب تک مدبر الدولہ نے محکوم بلا کر سزا بھی دیدی ہوتی جمیل خیال ہی کر رہا تھا کہ ایک غلام اُس کو بلا کر اُس کمرہ میں لے گیا جہاں پہلے روز جمیل اور رام کشن اور ہرنا تھے نے کھانا کھایا تھا جب جمیل اُس کمرہ کو جانا تھا تو رستہ میں کلچین اُس کو ملی وہ میوہ جات اپنی خاتون یعنی عشرت بانو کے واسطے لے جاتی تھی جمیل کو دیکھ کر اس طرح متحیر ہوئی اور اُس کو نگاہِ محجب سے دیکھنے لگی کہ سب میوہ جات ادھر ادھر گر پڑے غلام نے جو جمیل کے ساتھ تھا کہا کلچین کیا تم کو کوئی بیماری ہو گئی ہے کہ ایسی حرکت سرزد ہوئی کلچین نے کچھ آہستہ آہستہ کہا کہ جسکو نہ جمیل سمجھا نہ غلام اور میوہ اُٹھا کر جلد ہی سے چلی گئی جمیل نے اُس کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اُس کمرہ میں پہونچا جہاں ہرنا تھا اور رام کشن بیٹھے ہوئے تھے غرض کہ رات ہوئی اور یہ تینوں دوست یکجا ہو کر حسبِ اطلب مدبر الدولہ کے محاسرے میں گئے مدبر الدولہ وغیرہ سب وہاں موجود تھے اُس نے ان سب سے شفقت آمیز کلمات کہہ کر بیٹھنے کو کہا۔ یہ لوگ بیٹھے اور جمیل نے اپنا قصہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

حاکمانِ حکایات کہن و چہرہ پر دازانِ مرقعہ سخن یوں بیان کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں ملک فارس کے تعلق ایک گاون میں ایک بوڑھا زمیندار رہا کرتا تھا۔ اور اُس کے دو بیٹے تھے اُس ضعیف آدمی کا نام مرقضی تھا اور اُس کے بیٹوں کا نام قاسم اور ہاشم تھا یہ تینوں اپنے نکلیتوں کی کاشت کرتے اور آبائش تمام اپنی زندگی بسر کرتے تھے اُن لڑکوں کی ماں انکی صخر سنی ہیں

مرگئی تھی مگر اُنکے باپ نے بہت محنت و مشقت سے اسکی پرورش کی تھی قاسم  
 خوبصورت اور تیر اندازی کے فن میں کامل تھا۔ اور ہاشم بھی مثل اپنے بڑے  
 بھائی کے حسین تھا لیکن اسکی طبیعت رزویل کاموں کے کرنے کی طرف مائل نہ تھی  
 اس لیے وہ ہمیشہ فرصت کے وقت کتابیں پڑھا کرتا تھا اُسی گاؤں کے قریب  
 دوسرا گاؤں تھا ایک اور شخص عبدالرحمن نامے رہتا تھا اسکی زوجہ بھی مرگئی تھی  
 مگر ایک لڑکی شکیلہ نام زندہ رہی تھی اس لڑکی کا باپ سلطان روم کی فوج میں  
 نوکر تھا اور اس قدر دولت پیدا کر کے وہاں سے لایا تھا کہ عالم ضعیفی میں کبابش  
 بسر کرنے کو کافی تھی اس لیے نوکری چھوڑ کر وہ اپنے وطن مالوف کو چلا آیا تھا  
 لوگوں نے گاؤں میں یہ خبر مشہور کر دی کہ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک کے  
 ساتھ شکیلہ کی منگنی ہو گئی ہو لیکن ہنوز ایسا نہیں ہوا تھا کارنامہ اسکی عمر تین برس  
 کی ہو گئی تھی چونکہ یہ دونوں بھائی شکیلہ کے باپ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اس لیے  
 کبھی تو شکیلہ قاسم کی تیر اندازی دیکھ کر اسکو پسند کرتی اور کبھی ہاشم کی  
 خوش الحانی سن کر اسپر فریفتہ ہوتی مگر ہنوز قطعی طور پر کسی کو پسند نہیں کیا تھا کہ  
 ایک روز مرتضیٰ سے اور عبدالرحمن سے ملاقات ہوئی اور عند التذکرہ عبدالرحمن  
 نے مرتضیٰ سے کہا کہ مجھے اور تم سے مدت سے ملاقات ہو اور چونکہ ہم دونوں کے  
 پاس دولت بٹیا رہی اور میری لڑکی اور تمہارے بیٹے بھی خدا کے فضل سے  
 جوان ہو گئے ہیں اس لیے اس راہ و رسم قدیمہ کو مستحکم کرنے کے لیے میں یہ چاہتا ہوں  
 کہ اپنی لڑکی کی شادی تمہارے لڑکے سے کر دوں تاکہ ہم دونوں کہ جو چراغ سحری  
 ہو رہے ہیں یہ خوشی آنکھوں سے دیکھ لیں مرتضیٰ نے کہا میں راضی ہوں اور  
 قاسم صرف ایک برس شکیلہ سے بڑا ہو پس یہ جوڑا اچھا ہو شکیلہ کے باپ نے  
 منظور کر کے کہا کہ بعد ایک ماہ کے ساعت سعید دیکھ کر بیاہ کر دینا چاہیے جب

یہ قرار دیا ہو گیا تو عبدالرحمن نے اپنی بیٹی شکیلہ سے اُسکا ذکر کیا وہ مسرور ہوئی اور کچھ مقترض نہوئی اُدھر مرتضیٰ نے قاسم کو یہ خوشخبری سنائی وہ بھی راضی ہوا چونکہ ہاشم بھی شکیلہ کو پیار کرتا تھا اس لیے جب اُس نے یہ خبر سنی کہ قاسم کے ساتھ شکیلہ کا بیاہ ہوگا۔ تو اُسکو بہت ملال ہوا لیکن اس ملال کو اُس نے اپنے دل میں رکھا اور کسی سے ظاہر نہ کیا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ مرتضیٰ کے دروازہ پر وہاں کا جاگیردار آیا اور بانی پینے کو طلب کیا ہاشم دوڑ کر بہت عمدہ شراب اُس کے پینے کے لیے لایا وہ پیکر بہت محفوظ ہوا تھوڑی دیر بعد ہاشم کا باپ بھی اندر سے باہر آیا اور اس جاگیردار سے کہا کہ اگر آج کے روز کھانا آپ میرے بیان تناو فرما دین تو بہتر ہو اُس نے انکار کیا اور بوجہ اور باتوں کے مرتضیٰ سے ہاشم کی بڑی تعریف کی اور کہا میں اس لڑکے کو نوکر رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اجازت دو تو میں اپنے ہمراہ لیجاؤں ہنوز مرتضیٰ نے کچھ نہ کہا تھا کہ ہاشم نے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ اور اُسکا کہنا قبول کیا اس واسطے کہ وہ بوجہ ملال کے وہاں سے چند عرصہ کے لیے چلا جانا مناسب جانتا تھا لیکن مرتضیٰ کو ہاشم کے ملال کا حال معلوم نہ تھا اس لیے اُسکو اُسکی مفارقت ناگوار تھی اُس جاگیردار نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارا لڑکا تمہارے پاس وقتاً فوقتاً آیا کرے گا جب ہاشم اس جاگیردار کے ساتھ اُسکے گھر پہنچا تو اُسکے اہل خاندان ہاشم کے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آئے ہاشم اکثر وہاں کتابیں پڑھا کرتا یا اپنے آقا کے ساتھ ہم پر چلا جاتا تھا ہاشم کو نوکر ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ اُسکے آقا کو کئی جاگیرداروں کا مقابلہ کرنے کے لیے متفق ہو کر اس سے لڑنا چاہتے تھے جانا پڑا چنانچہ ہاشم بھی اُسکے ساتھ لڑائی پڑ گیا ہاشم کے آقائے اپنے شہر سے کوچ کیا۔ اور شیراز میں دشمنوں سے لڑائی شروع ہوئی



ہزار ہا آدمی طرفین کے مارے گئے آخر کار ہاشم کے آقا کی شکست ہوئی اور ہاشم  
 مع اپنے آقا کے گرفتار ہو گیا دشمنان فحیاب نے اسیران جنگ کے قتل کا حکم  
 دیا سب تو قتل ہوئے مگر ہاشم بوجہ صغر سنی کے قتل نہ کیا گیا۔ اور وہ مثل غلام  
 کے رکھا گیا ہاشم کے باپ اور بھائی کو یہ خبر ہو چکی کہ ہاشم مع اپنے آقا کے قتل  
 ہوا تو انکو سخت ملال ہوا اور جو فکر قاسم کے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس لیے  
 بطور یادگار اپنے بھائی کے اسکا نام ہاشم رکھا اور تو تشکیلہ کا باپ مرجھا  
 تھا اور ہاشم کے قتل ہونے کی خبر آئی تو لوگوں نے مرتضیٰ اور قاسم کو  
 کمزور پا کر انکی آراضی ضبط کر لی تھی لہذا ان دونوں نے بھی مجبور ہو کر ایک  
 جاگیر دار کے یہاں فوج میں نوکری کر لی جب اس جاگیر دار کو انھیں جاگیر دار  
 سے لڑنے کا اتفاق ہوا تب سے ہاشم کے آقا کو شکست ہوئی تھی تو اسکو بھی شکست  
 ہوئی اور مرتضیٰ اور قاسم گرفتار ہوئے اور ہاشم جس جاگیر دار کا غلام بنایا گیا تھا  
 اسی کی غلامی میں یہ دونوں بھی دیے گئے مرتضیٰ نے اپنے پسر گم گشتہ ہاشم  
 کو پہچانا اور اس سے پیٹ کر زار و نزار رونے لگا اور یہی حال قاسم کا بھی تھا  
 مرتضیٰ نے کہا کہ ہاشم تو تو اس عزت سے یہاں ہو کہ تلوار تیرے زیر کمر ہو  
 نہ بے رطلائی گردن میں اور انگستری میں بھائی میں اور افسوس صد افسوس  
 میری قسمت پر کہ میں یہ روز بد دیکھنے آیا قاسم نے کہا ای والد بزرگوار ہاشم کو  
 اس طرح ملامت نہ کرو اسکا سین کیا قصور ہو ہاشم نے کہا مجھکو آپ ناحق قصور  
 ٹھہراتے ہیں یہ سب خرابیاں میرے اوپر میرے بھائی کی وجہ سے ہوئی ہیں اور  
 مجھکو اس شخص کا محکوم بنایا ہو جو اسیران جنگ کو کبھی زندہ نہیں چھوڑتا میں  
 اپنی خوش قسمتی سے بچ گیا ہوں قاسم نے کہا کہ میری وجہ سے کیوں خرابیاں ہوئیں  
 ہاشم نے کہا میں اور تم دونوں تشکیلہ پر فریفتہ تھے ہمارے والد نے تمھارا بیاہ اس کے

ساتھ کر دیا اُس وقت میں نے بوجہ ملال کے اپنے وطن کو چھوڑنا مناسب سمجھا یہ نیکر  
تینوں لپٹ کر خوب روئے اور کہنے لگے دیکھیے اب ہمارے قسمت میں کیا لکھا ہے  
ہاشم نے کہا آپ چند روز یہاں رہیں میں آپ کی رہائی کی کوئی تدبیر کر دینگا اپنے  
ہاشم سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے یا نہیں اُس نے جواب دیا کہ میں چند وجوہ  
سے نہیں چل سکتا یہ کہ وہ اپنے خیمہ سے نکلا اور جہان لڑائی ہوئی تھی وہاں  
مقتولوں میں سے دو شخصوں کے سر کاٹ لایا اور اپنے خیمہ کے دروازہ پر  
لٹکا دیے اور جاگیر دار سے جا کر کہ دیا کہ میں نے اُن دونوں غلاموں کو قتل  
کر ڈالا قاسم اور مرتضیٰ خیمہ میں پوشیدہ رہتے تھے اور کوئی موقع ان کے نکال  
دینے کا نہ ملتا تھا اور چونکہ لشکر کا کوچ وہاں سے ہونے والا تھا اس لیے اور  
بھی ہاشم کو تردد ہوا کہ اگر لشکر کے کوچ ہونے سے پہلے ان دونوں کو یہاں سے  
نکالنے کا موقع نہ ملا تو ان کا جھوٹا مشکل ہوگا اسی افتنا میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ  
وہ جاگیر دار کے تابع ہاشم تھا بہت بیمار ہوا اور اسی وجہ سے لشکر کا کوچ ٹوٹا  
ایک روز ہاشم اُس کے پاس گیا اور دست بستہ عرض کی کہ ایک ضعیف شخص کو  
میں جانتا ہوں وہ علاج بہت اچھا کرتا ہے اگر حکم ہو تو اُس کو حاضر کروں اُس  
جاگیر دار نے اجازت دی اور کہا کہ اگر میں اچھا ہوا تو اُس کو اور تھک دو دونوں کو  
انعام کثیر دوں گا اور اگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو دونوں کو قتل کر ڈالوں گا ہاشم سلام  
کر کے وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا اور اُس ضعیف آدمی کو لے چلا جو قوت یہ دونوں  
اُس جاگیر دار علیل کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک حسین لڑکی بھی اُس جاگیر دار  
سے اس طرح باتیں کر رہی ہے جیسے کوئی لڑکی اپنے باپ سے باتیں کرتی ہو ان  
لوگوں نے اُس لڑکی کو جاگیر دار کے پاس بھیجے ہوئے دیکھا کہ دروازہ پر توقف کیا  
ہاشم اُس کو کھڑے ہوئے دیکھا کیا جب لڑکی نے اُن دونوں کو کھڑے ہوئے دیکھا

تو نقاب ڈال لیا اور اندر بلایا ہاشم اُس جاگیر دار کے پاس گیا اور کہا کہ  
 بھری محنت سے اُس ضعیف کو لایا ہوں اور وہ حاضر ہو جاگیر دار نے کہا اُسکو  
 بلانا اور اپنی لڑکی ناہید سے کہا کہ تم بھی یہیں رہو مگر رضی تو بیمار کے  
 پاس گیا اور کسی نگہ اس کو منگو کر اُسکا استعمال کرایا اور ہاشم اُس لڑکی کو دیکھا  
 کیا اسوقت شکیلہ کا خیال جو آیا تو اور بھی شعلہ عشق کا مشتعل ہوا یہ غرض کہ ہاشم  
 طرح طرح کے خیالات پکار رہا تھا کہ ناہید نے اُس سے پوچھا کہ یہ بڑھا شخص کون ہے  
 اور اس معاملہ میں کس کی زندگی معرض خطر میں ہے ہاشم نے اُسکا معقول جواب  
 دیکر اُسکا اطمینان کیا اور کہا آپ خاطر حج رکھیں اس بُدھے کے علاج سے  
 بھارے باپ کو صحت ہوگی پھر اُس لڑکی نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے اپنا نام  
 ہاشم بتایا ناہید نے کہا کہ تو اس ضعیف شخص کو میرے باپ کے علاج کے واسطے  
 لایا اور میرے اوپر احسان کیا ہے اُسکے عوض میں ایک انگوٹھی تجھ کو دیتی ہوں  
 اُسکو لو اور پہنو ہاشم نے کہا کہ تمہارے باپ نے مجھ کو انعام دینے کا وعدہ کیا ہے  
 ناہید نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ بھی لو اور اُسکو بھی لینا ہاشم نے اسے اصرار سے  
 اسکی نرم نرم انگلی کو دبا کر وہ انگوٹھی لے لی اور کہا کہ میں تمہاری خاطر سے پہنے  
 لیتا ہوں مگر رضی نے جو دوا کا استعمال کرایا تو جاگیر دار کو نیند آگئی اور مرضی  
 اُسی کے پلنگ کے پاس بٹھارہا اور ہاشم اور ناہید دوسرے کمرے میں باتیں  
 کرتے رہے ناہید نے کہا کہ میں بھی اپنے باپ کے جاگنے تک یہیں رہوں گی یہ  
 کہکر وہ خیمہ سے باہر گئی اور چند لمحہ میں دو غلاموں کے ہمراہ آئی اور پانچاب  
 علیحدہ رکھ کر ہاشم سے کہا آؤ ہم دونوں کھانا کھا لیں ہاشم نے جو وہ صورت دیکھا  
 دیکھی تو ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور شکیلہ کا خیال جاتا رہا چند روز تک ہاشم  
 اسی طرح خیمہ میں جایا کیا اور ناہید سے گفتگو کر کے اپنے دل بقرار کو تسکین دیتا رہا

تھوڑے عرصہ میں وہ جاگیردار اچھا ہو گیا اور علاج کی ضرورت نہ رہی تب  
اُسے ہاشم سے کہا کہ اس ضعیف شخص کو اپنے خیمہ میں لیجا کر رکھو خبردار کسی قسم کی  
مکلیف نہ ہو ہاشم کے خیمہ میں اُس ضعیف کو اسوجہ سے رہنے کے لیے اُس جاگیردار  
نے کہا تھا کہ اُسکے دل میں یہ شبہ ہو کہ شاید اُسے کوئی زہر دیا ہو جسکی یہ خاصیت  
ہو کہ تھوڑے دنوں تک طبیعت اچھی رہے اور پھر جب زہر کا اثر شروع ہو تو وہ  
ہلاک کرے مگر جب پندرہ سولہ روز ہوئے اور اُس جاگیردار کو یقین ہو گیا کہ میں  
اب بالکل اچھا ہوں تو اُسے ہاشم اور مرتضیٰ کی نسبت کچھ تحقیقات کر کے انکو  
انعام دینے کا قصد کیا اور اپنی لڑکی ناسید کو بلایا وہ جب آئی اور دست  
سامنے کھڑی ہوئی تو اُس جاگیردار نے کہا کہ اے دختر دیک اختر ہاشم کی وجہ سے  
میری دوبارہ زندگی ہوئی وہ بہت لائق اور بہادر آدمی ہو اُسکی خیر خواہی کا  
انعام سولے اُسکے اور کچھ نہیں کہ تیرا بیاہ اُسکے ساتھ کرو دن ناسید یہ کلمات  
شکر خروشی سے اپنے جامہ میں نہ سائی اور باپ کے حکم کو منظور کیا بعد ازاں  
جاگیردار نے اپنے غلام عبدالرحیم کو بلایا اور کہا ہاشم کے خیمہ میں دو پوشاک  
امیر نہ لیجا۔ اور ہاشم اور مرتضیٰ کو پہنا کر میرے پاس لے آ عبدالرحیم اس  
خیمہ میں پوشاک لے کر دفعتاً چلا گیا اور ہاشم کو قاسم کے پوشیدہ کرنے کا  
موقع نہ ملا عبدالرحیم نے کہا بیان تو تین شخص ہیں ایک پوشاک تو ہاشم کی  
ہو اور حیران ہوں کہ دوسری پوشاک کو ان دونوں میں سے کسکو پہناؤں بہتر  
ہو کہ آقا کے پاس چلو اُس غلام نے ہاشم کو پوشاک پہنا دی اور مرتضیٰ در  
قاسم کو اپنے آقا کے پاس لایا جاگیردار سے غلام نے کہا کہ حضور نے کہا تھا  
کہ ہاشم کے خیمہ میں ایک شخص ہو بیان تو دو ہیں پس میں متحیر ہوں کہ کس کو  
پوشاک پہناؤں جاگیردار نے کہا آہ آہ یہ تو وہی دونوں شخص ہیں جو لڑائی

میں گرفتار ہوئے تھے اب میں اُنکو ضرور بھالنی دوں گا جاگیر دار نے ہاشم سے پوچھا کیوں یہ وہی شخص ہیں کہ نہیں تب ہاشم نے مفصل حال بیان کیا جاگیر دار نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جو شخص گرفتار ہوگا اُسکو ضرور قتل کروں گا اور اگر کوئی شخص کسی غلام کو پوتہ کرے گا تو وہ بھی قتل کیا جائیگا اسی ہاشم میں اُس شخص کو بھی ایسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا جسے میری جان بچائی ہو مرنے والی اُس جاگیر دار کے قدموں پر گر پڑا اور خوشامد کرنے لگا تب ہاشم کی طرف جاگیر دار نے مخاطب ہو کر کہا کہ اچھا میں تیرے باپ کو اور اُسکے ایک لڑکے کو چھوڑ دوں گا ایک لڑکے کو قسم کے پورا کرنے کے لیے ضرور قتل کروں گا پس تم دونوں لڑکوں میں سے ایک شخص قتل ہونے کے لیے تیار ہو ہاشم نے یہ بات اپنے باپ سے کہی مرنے والی نے پہلے قاسم کی طرف دیکھا اور پھر ہاشم کی طرف اور یہ خیال کیا کہ قاسم بیباک ہوا ہو اور اُسکی بی بی اور بچہ موجود ہیں اور ہاشم کیلئے ہو گیا رہا جائیگا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو مگر محبت پدری یہ راسے نہ دیتی تھی کہ ایک قتل کیا جائے اور دوسرا زندہ رہے کیونکہ اُسکو دونوں عزیز تھے اس لیے وہ ہر ایک کو واسطے خوشامد کرتا تھا مگر وہاں کوئی حامی و مددگار نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد ہاشم نے کہا کہ اے والد بزرگوار آپ تامل نہ کریں قاسم کی بی بی اور بچہ موجود ہیں اگر وہ مارا جائیگا تو گویا تین شخص مارے جائیں گے میرا قتل ہونا مناسب ہو کیونکہ میں تنہا ہوں قاسم نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا مجھکو لوگ بدنام کریں گے ہاشم ایک مرتبہ تو میرے واسطے جلا وطن ہوا اور دوسری مرتبہ اُس نے میرے واسطے جان دی میں زمانے کے عیش اُٹھا چکا ہوں اسلئے مجھکو قتل ہونا چاہیے اور ہاشم کو تھوڑے دنوں آرام کرنا چاہیے ہاشم نے کہا میں جینے سے تنگ یا ہوں مجھکو مرنا چاہیے یہ مباحثہ ہو رہا تھا کہ مرنے والی کو غش آگیا اور قاسم اُسکے علاج

میں مصروف ہوا اور ہاشم موقع پا کر جاگیر دار کے پاس پہنچا اور اُس سے کہا کہ میں مرنے پر تیار ہوں چنانچہ پھانسی تیار ہوئی صرف میں کھینچنے کی دیر تھی کہ ایک جوان بی بی نقاب ڈالے ہوئے خیمہ میں آئی اور جاگیر دار سے کہا کہ اے باپ اس شخص کو قتل نہ کرو اگر قتل کرتے ہو تو مجھ کو بھی اُسکے ساتھ قتل کرو جاگیر دار نے کہا اے ناہید کیا تجھ کو اس شخص سے الفت ہو چو اُسکی رہائی چاہتی ہو ناہید نے کہا ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ آپ نے بوجہ اُسکے حسن خدمت کے میرا بیاہ اُسکے ساتھ کرنے کو فرمایا تھا۔ اسی قدر عرصہ میں آپ اُس وعدہ کو بھول گئے جاگیر دار اپنی لڑکی کو بہت عزیز رکھتا تھا اُس سے کہنے لگا اے ناہید میں تیری خاطر سے اسکو رہا کرتا ہوں ورنہ ہرگز نہ چھوڑتا یہ خوشخبری ہاشم کے باپ اور بھائی کو پہنچی اور ان دونوں نے جان تازہ پائی اُسی روز ناہید کی شادی ہاشم کے ساتھ ہو گئی اور دونوں آرام رہنے لگے قاسم اور مرتضیٰ تو اپنے وطن کو چلے آئے اور ہاشم اُس جاگیر دار کے پاس رہا ایک عرصہ تک ہاشم نے وہاں اپنی زندگی عیش و عشرت کے ساتھ بسر کی مگر اُسکے کوئی اولاد نہ ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد ناہید کا انتقال ہو گیا تب ہاشم بھی اپنے وطن کو واپس آیا اور اپنے بھائی اور باپ کے ساتھ رہنے لگا۔

## چھٹی داستان

قصہ مذکورہ بالا کو سن کر سب لوگ محفوظ ہوئے اور مدبر الہی نے کہا کہ واقعی یہ قصہ پہلے دونوں قصوں سے بہت دلچسپ ہے یہ کمزید برالہ واقعہ خاموش ہو گیا اور تینوں عاشق اپنے اپنے معشوقوں سے باتیں کرنے لگے یہ لوگ باتوں ہی میں مشغول تھے کہ دروازہ کھلا اور عشرت بانوا اندر آئی اور دیکھا کہ سب

باتوں میں مشغول ہیں یہ سب لوگ اسکی تعظیم کو بدین خیال اٹھکے کہ وہ مدبر الہیہ کی  
 زوج ہر ہر عشرت بانو نے اپنے شوہر سے کہا کہ میرا کچھ آپ کے خلاف مرضی نہیں  
 ہوا مدبر الہیہ نے کہا نہیں آؤ اور سر آنکھوں پر پیچھو دیکھو یہی تینوں شخص ہیں  
 جنکا ذکر میں نے تم سے کیا تھا اور رات اور دن سے یہ لوگ یہاں رات کو تہ خانوں میں رہتے  
 ہیں اور دن کو قہر کتے ہیں راب یہ لوگ جاتے داسے ہیں جب مدبر الہیہ نے یہ کہا تو  
 سب نے جمیل کی طرف دیکھا کہ شاید وہ کوئی جیل بیان ٹھہرنے کا کرے گا مگر وہ خاموش رہا  
 عشرت بانو نے مدبر الہیہ کی گردن پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ تم مجھ کو قصہ سننے سے محروم رکھا  
 یہ تو تم نے کوئی اچھی بات نہ کی تب مدبر الہیہ نے کہا کہ تم جانتی ہو کہ غیروں کے  
 روبرو عورتوں کا آنا ناجائز ہے اس لیے میں نے تمکو نہیں بلایا تھا عشرت بانو  
 نے کہا کہ جس مقام پر میرا شوہر موجود ہو وہاں میرے موجود ہونے سے کوئی حرج نہیں  
 اور درحالیہ تمھاری لڑکیوں کی ماں مگرئی ہو اور میں انکی محافظ ہوں اسلئے  
 جہاں وہ ہوں وہاں میرا ہونا ضروری ہے اور دیکھو تمھاری شہجی محمودہ بھی تو یہاں  
 موجود ہے مدبر الہیہ نے کہا اگر میں جانتا کہ تمکو اس قدر قصہ سننے کا شوق ہے تو  
 میں تمکو ضرور بلالیتا۔ اب کیا کروں قصہ تو ختم ہو گیا اور اب یہ لوگ بھی جانے والے  
 ہیں تب عشرت بانو نے کہا کہ اگر تمکو میری خاطر منظور ہے تو ان لوگوں کو آج  
 رخصت نہ کرو میں کوئی قصہ سن لوں تب وہ چلے جا دیئے۔ راب انہار ولہ اپنی بی بی  
 سے بہت محبت رکھتا تھا کہنے لگا کہ اگر جمیل قصہ کہنے پر راضی ہو تو مجھے کوئی عذر  
 نہیں آج رات کو حسب معمول رہیں اور کل چلے جا دیں جمیل نے کہا کہ مجھکو آپ کی  
 اور آپ کی پیاری بی بی عشرت بانو کی خواہش کے مطابق قصہ کہنے میں کوئی  
 عذر نہیں لیکن میں دو دفعے ایک روز نہیں کہہ سکتا ہوں چاہے آپ اجازت  
 یہاں رہنے کی دین یا نہ دین یہ کلمہ جمیل اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے دوستوں سے

کہا کہ چلو تب عشرت بانو نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تو ضرور قصہ سنوں گی اللہ  
 ان لوگوں کو ٹھہراؤ تاکہ میں بھی کوئی قصہ سنوں مگر بڑا لدولہ نے کہا اچھا گھر اُنہیں  
 قصہ سن لینا پھر جمیل کی طرف مخاطب ہو کر کہا اچھا تم لوگ آج پھر بیان رہو میں  
 اس معاملہ میں غور کروں کہ تمہارا بیوی بچہ کتنا بڑا ہے حالات دریافت کروں  
 یا نہ کروں یہ کہہ کر مدبر الہ ولد تینوں کو اپنے ساتھ لے گیا رام کشن اور ہر ناتھ نے تو  
 اپنے اپنے مشغولوں سے رخصت کے وقت کان میں کچھ بات کی مگر جمیل محمودہ سے  
 بے پروائی کے ساتھ دور ہی سے رخصت ہو کر عشرت بانو سے اسو پر لگا کر  
 رہی اور جب اس نے دیکھا کہ جمیل اس بے پروائی سے محمودہ کے ساتھ پیش آیا  
 تو بہت خوش ہوئی اور بھی کہا اچھا جمیل محمودہ کو تھوڑا دیکھا اور مجھے ملے گا مگر  
 مدبر الہ ولد نے چہ نہ دیکھا اسو سے کہ اسی بہت ان لوگوں کی طرف تھی اور رخ  
 دروازے کی طرف تھا غرض کہ یہ لوگ اسے کرون میں گئے اور جمیل پھر اپنے کمرے  
 میں تنہا ہوا ایک لمحہ کے بعد جمیل نے چور و رواہ کو لکھوا اور پھر اس دروازہ کو میں  
 سے ہر ناتھ کو گاتے ہوئے دیکھا تھا جمیل نے دروازہ کھولا تو ہر ناتھ کو جرات  
 ہوئی اور کہنے لگا کہ بھائی یہ کیا جمیل پھر جمیل نے نورائے کمال سے تہمت زد اور تم میرے  
 کمرے میں چلے آؤ اور میں تمہارے کمرے میں بیٹھ جاؤں تم میرے کمرے میں بیٹھ جاؤ  
 گل کرو بنا اور جب جمیل نے ہر ناتھ کے پاس سے گزرا تو اس کے ہمراہ چلے جانا وہ تم کو  
 عشرت بانو کے پاس لیا میں خبر دو رہا ہے اس سے کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے  
 وہ ناراض ہو جائے اور یہ وہ یہ امر دریافت کرے کہ جمیل کے کمرے میں کیسے  
 گئے تو یہ کہنا کہ شاید مدبر الہ ولد نے علانی سے تم کمرے میں رہنے کو کہا تھا  
 ہر ناتھ نے کہا کہ تم بے رحمی سے یہ کہنا کہ میں نہ کر دوں گے کہ میں ناز میں ہوں کہ  
 نہیں جاتا جمیل نے کہا میں جو کچھ عشرت بانو سے وہ تم کو کرنا اور چاہتا



موقع ہو ویسا جیلہ کرنا بسا ب موقع نہیں تم میرے کمرہ میں جاؤ اور میں تمہارے  
کمرہ میں جاتا ہوں ہرنا تھ نے کہا ای دوست یہ کیا راز ہے اور تم یہ کیا طلسمات  
کر رہے ہو جمیل نے کہا کہ متحیر مت ہو تھوڑی دیر میں تمکو سب کچھ حال معلوم  
ہو جائیگا اب جو میں کہتا ہوں وہی کرو ہرنا تھ نے کہا کہ اچھا بھائی وہی  
کر دنگا جمیل نے کہا کہ ایک بات اور بھی سنو جب تم عشرت بانو کے پاس جاؤ اور  
وہاں کوئی امر خطرناک پیدا ہو تو جو کچھ عشرت بانو بچنے کی صلاح دے اُسکے کرنے  
میں تامل مت کرنا اور اگر کوئی حبشی غلام تمکو ملے اور وہ تمکو راستہ بتائے تو ہمراہ  
ہو تو تم اُس سے کہنا کہ وہ آگے آگے چلے اور تم اُسکے پیچھے پیچھا چلنا اور ہر طرح سے  
اطمینان رکھنا کسی طرح کا ڈر نہیں رہی جمیل نے اُس سے علیحدہ ہونے کے وقت یہ  
بھی کہا کہ میں نے تمہارے نیچے تلوار رکھ دی ہے اسکو تم زیب کر کرنا اور اپنے جسم  
سے علیحدہ نہ کرنا غرضکہ جمیل ہرنا تھ کے کمرہ میں آیا اور ہرنا تھ جمیل کے  
کمرہ میں اب ہرنا تھ کا حال سنو وہ جمیل کے کمرہ میں گیا تو اُس نے تکیہ کے نیچے تلوار  
پائی بعد ازاں چراغ کو گل کر دیا چند لمحہ ہرنا تھ تاریکی میں بیٹھا تھا کہ گلچمن ہو چکی  
اور دروازہ کھول کر کہا کہ چلو عشرت بانو نے بلا لیا ہے ہرنا تھ نے کچھ جواب نہ دیا  
اور اب اسٹرنی اُسکے ہاتھ میں دیکر اُسکے ساتھ ہو لیا راستہ میں کچھ روشنی ملی  
اُسٹرنی گلچمن نے دیکھا کہ بجائے جمیل کے ہرنا تھ میرے ساتھ ہے تب وہ متحیر  
ہوئی اور ہرنا تھ سے پوچھا کہ تم جمیل کے کمرہ میں کیسے آگئے ہرنا تھ نے  
کہا کہ مدبر الدولہ نے مجھکو اسی کمرہ میں رہنے کو کہا تھا شاید اُس نے غلطی کی  
ہو پھر گلچمن نے پوچھا کہ چراغ کیسے گل ہو گیا اور یہ تلوار تمہیں کہاں پائی ہرنا تھ  
نے کہا کہ چراغ میں تیل نہوگا اس وجہ سے گل ہو گیا اور تلوار میں نے تکیہ کے  
نیچے پائی تھی گلچمن متحیر تھی کہ یہ سب کیونکر ہوا آخر اُس نے ہرنا تھ سے کہا کہ تم

جانتے ہو میں تمہیں کہاں لائی ہوں ہر ناتھ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تم نے مجھ کو  
 بلایا اور میں تمہارے ساتھ ہو گیا آخر گلچمن نے ہر ناتھ سے کہا کہ تم اس مقام  
 پر پوشیدہ رہو میں اندر دیکھ آؤں کہ مدبر الدولہ تو نہیں آگیا ہو ہر ناتھ  
 وہیں پوشیدہ رہا اور گلچمن اندر گئی عشرت بانو جمیل کے انتظار میں بیٹھی ہوئی  
 تھی جب اس نے گلچمن کو آتے ہوئے دیکھا تو بیقرار ہو کر کہنے لگی کہ کیوں تنہا کیوں  
 آئی ہو تب گلچمن نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ بچا جمیل کے ہر ناتھ میرے ساتھ  
 آیا ہے اور تلوار بھی اس کے پاس ہے عشرت بانو نے اپنی شومی تقدیر کی شکایت  
 کر کے گلچمن سے کہا کہ ہر ناتھ کو واپس لیجا اور جمیل کی تلاش کر کہ کہاں ہے  
 گلچمن نے کہا کہ بی بی صبر کرو بار بار آنے جانے میں خطرہ ہے عشرت بانو نے کہا  
 کچھ مضاقتہ نہیں تو جا اور جمیل کو تلاش کر کے جہاں سے ممکن ہوئے آؤ مجھے  
 انفت رکھنا ہے اور میرے طلب کرنے کا منتظر ہو گا گلچمن نے کہا کہ ہر ناتھ بھی  
 تو مشن جمیل کے خوبصورت اور خوش خلق اور خوش مزاج ہے اسی کو بلاؤ اور اپنے  
 دل کا حوصلہ نکالو بقول شخصیکہ مصرعہ حوصلہ دل کا نکالو نہ کوئی ارمان ہے  
 عشرت بانو نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو نازنین سلیم کا عاشق ہے گلچمن نے کہا  
 ہاں وہی عشرت بانو نے کہا اچھا اسی کو لے آ گلچمن نے کہا کہ آپ نے اس  
 غلام محافظ سے کچھ دریافت کیا تھا عشرت بانو نے کہا ہاں جو کچھ اُس نے کہا ہے  
 وہ میں تم سے پہلے کہو لگی اس وقت جاؤ اور ہر ناتھ کو بلاؤ گلچمن جیسے ہی  
 ہر ناتھ کو لینے کے واسطے گئی ویسے ہی مدبر الدولہ آگیا اور گلچمن سے  
 کہا کہ میری تلوار نہیں ملتی ہے تمہاری بی بی کہتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھی  
 گلچمن نے کہا کہ حضور میں نے بھی نہیں دیکھی مگر تلاش کرو لگی مدبر الدولہ  
 نے کہا کہ بیشک ان غلاموں نے چرائی ہے گلچمن نے کہا کیا تعجب ہے لیکن

اب میں اُسکا پتہ لگاؤنگی مدبرالدولہ نے کہا ہاں پتہ لگاؤ میں تمکو بہت انعام  
 دوں گا پھر مدبرالدولہ نے کہا کہ آج گرمی بہت ہو یہ پردہ باندھ دو۔ یہ کہہ  
 مدبرالدولہ خود چاہتا تھا کہ وہ پردہ باندھے جسکے پیچھے ہرنا تھ چھپا کھڑا  
 تھا کہ گلچمن نے دڑ کر عرض کی کہ حضور آج میری خاتون کو بشارت لیزہ آگیا ہے اور  
 تھوڑی سی ہو ابھی اُنکو نقصان کرے گی اس لیے اس پردہ کو نہ باندھیے مدبرالدولہ  
 نے کہا کہ مجھکو نہیں معلوم تھا کہ تمہاری بی بی کی طبیعت اچھی نہیں ہے ابھی تھوڑی سی  
 ہوئی کہ میں نے اُنکو بڑکیوں کے کمرہ میں صبح و سالم پایا تھا پس اُسنے پردہ کا  
 باندھنا تو چھوڑ دیا اور عشرت بانو کے کمرہ میں چلا اور گلچمن سے کہا کہ دیکھو  
 ان غلاموں سے کمدو کہ میری تلوار لی ہو تو دے دیں ورنہ سب کو سزا دوں گا  
 عشرت بانو یہ سب باتیں کرہ کے اندر سے سن رہی تھی اپنے شوہر کو آتے ہی  
 دیکھ کر باہر نکل آئی اور اُسکو اندر لے گئی۔ عشرت بانو نے مدبرالدولہ کو  
 تلوار کے واسطے بہت متردپایا اسوقت اُسنے خیال کیا کہ ہرنا تھ بیان پردہ  
 کے پاس چھپا کھڑا ہے اور تلوار بھی اُسکے پاس ہے اگر مدبرالدولہ دیکھ لیتا تو  
 غضب ہی ہو جاتا مدبرالدولہ تو اپنی بی بی کے کمرہ میں گیا اور گلچمن نے  
 تلوار کے واسطے تحقیقات شروع کی عشرت بانو نے اپنے شوہر سے کہا کہ  
 مجھکو تمہاری تلوار کے گم ہونے سے سخت تردد ہے مدبرالدولہ نے کہا کہ  
 میری جان تم اُسکے لیے تردد نہ کرو وہ مل جائیگی مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری  
 طبیعت خدا نخواستہ کیسی ہو چونکہ عشرت بانو گلچمن کی سب باتیں  
 سن چکی تھی اس لیے اُسے کہا جسے میں تمہارے پاس سے اپنے کمرہ میں  
 واپس آئی ہوں تو اسوقت سے کچھ لیزہ معلوم ہوتا ہے مدبرالدولہ نے  
 کہا کہ اچھا اپنے کمرہ میں چلو اور وہاں آرام کرے عشرت بانو اپنے کمرہ میں

جا کر لیٹ گئی اور کانپنے لگی مدبرالدولہ اسکی بیماری کی وجہ سے ایسا بدحواس  
 ہوا کہ تلوار کا معاملہ بالکل بھول گیا اور عشرت بانو کے پاس لیٹ کر سو گیا  
 ہرنا تھہرنا سچا رہ و مین پوشیدہ کھڑا رہا اور گلچمن نے سب غلاموں کو کھڑا کر کے  
 تحقیقات شروع کی جب مدبرالدولہ سو گیا تو عشرت بانو اپنے شوہر کے  
 پاس سے آہستہ اٹھی اور دروازہ کے پاس آ کر جھانکا تو دیکھا کہ ایک کمرہ میں  
 پردہ کے پیچھے نو ہرنا تھہرنا پوشیدہ ہے اور دوسرے کمرہ میں سب غلام جمع ہیں  
 اور گلچمن تحقیقات کر رہی ہے عشرت بانو اپنے دل میں خیال کرنے لگی کہ نہ  
 اسکا موقع ہو کہ ہرنا تھہرنا کو اپنے پاس بلا کون اور نہ یہ موقع ہو کہ وہ اپنی خوابگاہ  
 میں واپس جائے آخر کار اُسے ہرنا تھہرنا کو اپنے ہی پاس بلایا اور اُس سے کہا کلاوی  
 جوان یہ تلوار جھکودیدے میرے پاس اسکا رہنا قباحت ہے اور مدبرالدولہ  
 اسکی تلاش کر رہا ہے ہرنا تھہرنا نے کہا کہ میں سب طرح سے تعمیل حکم میں حاضر ہوں  
 لیکن یہ تلوار نہیں دے سکتا ہوں عشرت بانو نے پُر غضب ہو کر کہا کہ  
 کیون نہیں دے گا ہرنا تھہرنا نے کہا کہ دیکھیے اندر کے کمرہ میں تو مدبرالدولہ  
 سو رہا ہے اور باہر کے کمرہ میں سب غلام مسلح بیٹھے ہیں اگر میں یہ تلوار دیدوں تو  
 اپنی حفاظت کس طرح کروں عشرت بانو نے کہا کہ نہیں ڈرو مت میں تمھاری  
 سلامتی کی ذمہ دار ہوں لاؤ تلوار مجھے دیدو ہرنا تھہرنا نے کہا کہ جب میں اپنے  
 کمرے میں پہنچ جاؤنگا تو اُسکو اُسی مقام پر رکھ دوں گا جہاں سے میں نے اُسکو  
 پایا ہے اُسوقت آپ کو اُسکے لینے کا اختیار ہے جب تک یہ باتیں ہوتی رہیں  
 عشرت بانو ہرنا تھہرنا کی خوبصورتی اور طرحداری کو اس طرح بغور دیکھتی رہی  
 جیسے کوئی نئی دیدہ طعام لذیذ کی طرف دیکھتا ہے آخر کار اُسے ہرنا تھہرنا سے آہستہ  
 سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ میں تجھیں یہاں سے نکال دوں مگر دیکھو بے احتیاطی یا

خوف نہ کرنا اور سیدھے میرے ساتھ چلے آنا ورنہ میری اور تمہاری جان خطرہ میں پڑے گی ہرنا تمہ نے کہا جہاں جا ہے وہاں جلو میں تمہارے ساتھ ہوں عشرت بانو ہرنا تمہ کو ساتھ لے کر اپنے کمرہ کے دروازے پر آئی اور جھانک کر دیکھا کہ اُسکا شوہر جاگتا ہی یا سوتا ہی۔ جب اُس نے دیکھا کہ شوہر اُسکا سو رہا ہی تو ہرنا تمہ سے کہا کہ آہستہ سے چلے آؤ۔ چنانچہ ہرنا تمہ اُسکے ساتھ اُس کمرہ سے ہوتا ہوا دوسرے کمرہ میں پہنچا اور اُسکا دروازہ بند ہو گیا عشرت بانو وہاں سے چلی گئی اور ہرنا تمہ جون ہی اس کمرہ کے باہر آیا تو ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ شمشیر برہنہ لیے ہوئے پرہ دے رہا ہی حبشی غلام ہرنا تمہ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور عاجزی سے کہنے لگا کہ آپ میری صورت دیکھ کر خوف نہ کریں میں مدبرالدولہ کے خزانہ کی حفاظت کرتا ہوں چلیے میں آپ کو راستہ بتا دوں ہرنا تمہ نے کہا کہ میں بیان جنبی ہوں تو آگے آگے چل اور میں پیچھے پیچھے چلوں گا غلام نے کہا یہ تو نازیبا بات ہو کہ غلام آگے آگے چلے اور آقا پیچھے چلے ہرنا تمہ نے حسب ہدایت جمیل کے غلام سے کہا کہ میرا حکم یہی ہو کہ تو آگے چل غلام نے کہا کہ اچھا یہ تو میں کر دوں گا لیکن یہ تو فرمائیے کہ شمشیر برہنہ آپ کیوں لیے ہوئے ہیں آپ مجھ کو مارینگے تو نہیں ہرنا تمہ نے کہا کہ فریب سے بچنے کے واسطے یہ تلوار میں لیے ہوں اگرچہ مجھے کوئی خطرہ نہیں ہو اس گنگو سے غلام کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوا اور چارنا چار آگے آگے چلا تھوڑی دور جا کر ہرنا تمہ نے دیکھا کہ وہ حبشی اپنے واسنے ہاتھ کو ہلاتا ہی ہرنا تمہ نے اُسکے ہاتھ ہلانے پر نظر کی اور اسکی وجہ خیال کرنے لگا۔ آخر کار ہرنا تمہ نے دیکھا کہ جمیل آگے سے آتا ہی اُسکو دیکھ کر غلام اپنی تلوار سنبھالنا ہی ہرنا تمہ اسوقت جمیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور غلام ٹھہر گیا جمیل نے غلام سے

کہا کہ میں تجھے بہت خوش ہوں کہ تو نے شب گزشتہ کا حال کسی سے نہیں کہا دیکھ یہ میرا دوست ہوا اور جو واقعہ اسکے ساتھ ہوا ہوا اسکو بھی کسی سے ظاہر نہ کرنا اگر کرے گا تو تو جانے گا غلام کو جمیل نے وہاں سے رخصت کیا اور ہرناتھ سے کہا کہ اپنے کمرہ میں جاؤ یہ دونوں اس کمرہ میں گئے اسوقت جمیل نے ہرناتھ سے پوچھا کہ کیا گزری ہرناتھ نے مفصل حال بیان کیا اور جمیل سے پوچھا کہ یا رتم سے غلام بہت ڈرتا ہوا سین کچھ راز ہی مجھ سے کچھ تو بیان کرو جمیل نے کہا کہ اسکا بہت بڑا قصہ ہوا اسکے کہنے کا اسوقت موقع نہیں دیکھو یہ سب حال آج کا رام کشن سے نہ کہنا اب تم تلوار بھجکودا اور اپنے کمرہ میں جا کر آرام کرو ہرناتھ نے جمیل کو تلوار دیدی اور ایک دوسرے سے رخصت ہو کر اپنے کمرہ میں آئے صبح کو ان تینوں کے واسطے کھانا آیا بعد غرتا طعام سب لوگ مہ عشرت بانو کے حسب معمول حج ہوئے اور جمیل نے اس طرح قصہ کہنا شروع کیا۔

کسی زمانہ میں چند لوگ شکار کے واسطے اپنے شہر سے چلے ایک مقام پر انھوں نے کچھ ہرن کا شکار دیکھا چنانچہ ایک شخص نے ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور اس قدر دوڑا کہ ہرن اسکا پیچھا کر گیا وہاں ہرن کسی جھاڑی میں گھس گیا اور ہرن نہ آیا تب یہ جوان وہاں سے واپس چلا لیکن بوجہ گرم کرنے راہ کے ایک درخت نیچے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اور منتظر تھا کہ کوئی مسافر اُدھر سے آوے تو اس سے راستہ دریافت کروں یہ جوان اسی خیال میں تھا کہ چند فراقون نے آکر گھیر لیا اسوقت اس جوان نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو اُن فراقون نے کہا کہ جو کچھ مال و متاع تمہارے پاس ہے وہ ہکو دیدو یا اسوقت تک ہمارے ساتھ رہو کہ تمہاری کوئی

شخص ضمانت اُس روپیہ کی بابت کرے جو ہمو دینے کا تم وعدہ کرتے ہو  
 اُس جوان نے کہا کہ مال و متاع حاضر ہو لے لو لیکن مجھکو چھوڑ دو اور میں  
 قسم کھاتا ہوں کہ جب اور جہان کہیں تم روپیہ طلب کرو گے میں تمکو دوں گا  
 اُن قزاقوں نے کہا کہ ہمو تمہارے قول کا اعتبار تو ہو لیکن چونکہ ہم تجارت  
 پیشہ ہیں اس لئے ضمانت چاہتے ہیں پس تم اُس جنگل تک ہمارے ساتھ چلو  
 جہاں ہمارے خیمے ایسا وہ ہیں ہمارا سردار تمکو دیکھ کر بہت خوش ہوگا۔ جوان  
 نے کہا کہ مجھکو چھوڑ دو میں روپیہ تمکو ضرور دوں گا۔ قزاقوں نے کہا نہیں تمکو  
 ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا جوان اُن قزاقوں سے یہ باتیں کرتا تھا اور چاروں  
 طرف دیکھتا تھا کہ شاید میرے ساتھی مدد کو آجا دیں اتفاقاً ایک سمت سے  
 اُسکے کان میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی تب جوان نے کہا کہ دیکھو میرے  
 ساتھی آگئے اب میں بچ جاؤں گا ایک قزاق نے کہا نہیں تم بچ نہیں سکتے وہ  
 صرف دو آدمی ہیں اُس جوان نے اُن دونوں سواروں کو دیکھ کر شور کیا وہ  
 سوار اس جوان کی طرف دوڑے ان دونوں سواروں میں سے ایک تو مرد تھا  
 اور ایک عورت نہایت حسین تھی اور اُسکی عمر کوئی اٹھارہ برس کی تھی جب  
 ان چاروں قزاقوں نے دیکھا کہ وہ دونوں سوار اس طرف آتے ہیں۔ تو  
 اُنھوں نے اُس جوان کی مشکیں باندھ دیں اور خود اُس سوار سے مقابلہ کیا  
 خوب لڑائی ہوئی آخر کار قزاق زخمی ہو کر گر پڑے بعد یک سوہونے اس معاملہ  
 کے اُس جوان نے اپنی پناہ دہندہ کا شکریہ ادا کیا یہ شخص جو بظاہر ہندو اور  
 اپنے ملک کا کوئی سردار معلوم ہوتا تھا کہنے لگا کہ یہ کوئی کام میں نے اس قابل  
 نہیں کیا ہو کہ تم اُسکا شکریہ ادا کرو۔ اگر میں ایسی حالت میں ہوتا تو تمکو میرا  
 بچانا لازم تھا کیونکہ ہمیشہ سے ہندو مسلمان میں دوستی چلی آتی ہو لیکن ساتھ ہی

اُسکے جب کبھی لڑائی دونوں میں ہوتی ہو تو خوب ہی دل کھول کر ہوتی ہو  
 مسلمان جوان نے جواب دیا کہ ہاں تم نے نہیں سنا ہوا اب پھر لڑائی ہونیوالی  
 ہوا اب جو بادشاہ ہو اُس نے قسم کھائی ہو کہ سب مندروں کو مسجد بنا ڈالوں گا اور  
 ہندو اُسکے خلاف مندروں کے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں ہندو جوان نے کہا  
 بیشک وہ محافظت مندروں کی کریں گے اور مسلمانوں کو شکست دینگے کیونکہ اب  
 مسلمانوں میں ایسی طاقت نہیں ہو جیسی کہ پیشتر تھی مسلمان جوان نے کہا کہ یہ سب سچ  
 ہو مگر تمھاری قوم کے برہمنوں نے پترے دیکھا کہ ہاں کہ مسلمان فتح پاویں گے ہندو جوان  
 نے کہا کہ اگر ان برہمنوں کے قول پر اعتبار کرتے ہو تو میں بہت سی ایسی نظریں دیکھتا  
 ہوں کہ مسلمانوں کو درویشوں نے بتایا ہو کہ ہندو وون کے مقابلہ میں فتح پاویں گے  
 مگر شکست ہوئی پس ان لوگوں کے بیان کا کیا اعتبار پھر اُس نے کہا کہ خیر ان فرارنے  
 واقعات کو اس وقت کی صحبت سے کیا تعلق ہو میں اور میری بہن اپنے وطن کو جاتے  
 ہیں ہمارے ساتھ اور بھی لوگ ہیں اور تھوڑے عرصہ میں وہ بیان آجا دیں گے میں  
 اُمید کرتا ہوں کہ تم اُس وقت تک کہ وہ لوگ بیان آدین اسی مقام پر ٹھہرو گے  
 اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ گے جو ان مسلمان نے کہا کہ تم نے میرے ساتھ یہی بہت بڑا  
 سلوک کیا کہ میری جان بچائی اب کھانا کھانے کے لیے اصرار کرتے ہو اس کا شکریہ  
 میں کس زبان سے ادا کروں اُس ہندو جوان نے کہا کہ میرا نام چھپسن سنگھ ہے اور  
 میری بہن کا نام جنپلی ہے اور میرا باپ بھی راجپوتوں کی فوج میں ایک سردار ہے  
 جو ان مسلمان نے کہا کہ تم سے ملاقات ہونے سے میں بہت خوش ہوا میں تمھارے  
 کہنے کے موافق ضرور شریک کھانے کے ہوتا مگر مجھ کو اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہوے بہت  
 عرصہ ہوا وہ سب لوگ متردود ہو گئے میں آپ کو یہ انکو بھی بطور یادگار کے دیتا ہوں  
 اس کو اپنے پاس تم رکھو ہندو جوان اس کا جواب نہیں دینے پایا تھا کہ مسلمان جوان اپنے



گھوڑے پر سوار ہوا اور چند لمحے میں نظر سے غائب ہو گیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمان بادشاہ نے لڑائی کی تیاری شروع کی اور ایک فوج بٹھال کر ہندوؤں پر چڑھائی کی اور انکے شہر کا محاصرہ کیا متواتر لڑائیاں ہوتی رہیں مگر فتح اور شکست کسی نہ ہوتی تھی آخر کار مسلمان بادشاہ نے شہر میں قتل عام کرنے کا حکم دیا ہندوؤں نے یہ حکم سنکر شہر میں بہت حفاظت کی مگر اول تو انکے پاس تھوڑی فوج تھی دوسرے برہمنوں نے یہ کہا تھا کہ مسلمانوں کی فتح ہوگی اس لئے وہ بہت ہمت ہو رہے تھے اور جب انکا ایک سردار مارا گیا تو اور بھی سراپہ ہو گئے آخر کار شہر میں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور ہر مندر مسجد بنایا گیا چھپن سنگھ بھی ہندوؤں کی فوج میں نوکر تھا اور چونکہ اسکی بہن بھی انکے ہمراہ تھی اسلئے چھپن سنگھ اور اسکا باپ و بہن بیٹوں گرفتار ہو گئے جس شخص کی حراست میں چھپن سنگھ تھا اُس سے چھپن سنگھ نے پوچھا کہ جن لوگوں کو بادشاہ نے گرفتار کیا تھا وہ کہاں ہیں اُس شخص نے جواب دیا کہ سب کو قتل کر ڈالا مگر تمہارا باپ زندہ ہے چھپن سنگھ نے کہا کہ میری بہن کہاں ہے اُس نے جواب دیا کہ اسکا حال بھلو معلوم نہیں ہے تب چھپن سنگھ نے کہا کہ اللہ مجھ کو بادشاہ کے پاس پہنچاؤ میں اُس سے عاجزی کر کے اپنے باپ اور بہن کی جان بخشی کر لوں گا وہ شخص بادشاہ کے پاس لے گیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اس کا کہ کو سنکر چھپن سنگھ نے علماء الدین کی طرف انخوہر دیکھا اور پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے قزاقوں سے بچایا تھا۔ بعد ازاں چھپن سنگھ نے انکو ٹھنی انگلی سے نکال کر بادشاہ کو دکھائی اور کہا کہ میرے باپ اور بہن پر رحم کیجئے بادشاہ نے کہا چھپن سنگھ در دہن میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم اور تم پھر ملینگے دیکھو برہمنوں کا کہنا سچ ہوا چھپن سنگھ نے کہا افسوس ہندوؤں کی سلطنت گئی بادشاہ نے کہا کہ نوشتہ تقدیر یوں ہی تھا چھپن سنگھ نے کہا

کہ میں اب آپ کی مہربانی کا خواستگار ہوں میرے باپ اور بہن کو بلائیے اور  
 چھوڑ دیجیے جب چھپن سنگھ کا باپ سامنے آیا تو بادشاہ نے کہا کہ تم نے اس وقت  
 کیوں اطاعت قبول نہ کی ورنہ اس قدر خونریزی نہ ہوتی اُسے جواب دیا کہ ہلکو  
 اُمید فتحیابی کی تھی اس لئے ایسا نہیں کیا بادشاہ نے کہا اچھا اب اُن مردار و کھا  
 نام بتاؤ جو میری فوج سے لڑے تھے اس کلمہ سے چھپن سنگھ کے باپ کو تامل ہوا  
 تب چھپن سنگھ نے کہا کہ اے پدر بزرگوار مجھے اُسید ہو کہ آپ اپنی ناموری میں  
 حصہ نہ لگا دیجئے چھپن سنگھ سے بادشاہ نے کہا کہ تو چپ رہ تو بہت گستاخ  
 ہو اگر تو نے میرے ساتھ احسان نہ کیا ہوتا تو میں تجھے بہت بُری طرح پیش  
 آتا چھپن سنگھ نے پھر کہا کہ میں اپنے خاندان کی بدنامی کر کے رعایت کا  
 خواستگار نہیں ہونا چاہتا ہوں باپ نے چھپن سنگھ سے کہا کہ بیٹا چپ ہو  
 ہلکو اپنی جان بچانا منظور ہو چھپن سنگھ نے کہا اے پدر بزرگوار آپ کا دھرم  
 خیال ہو مجھ کو عزت کھو کر جان بچانی منظور نہیں اس کلمہ کو سنکر بادشاہ اور  
 حاضرین جلسہ نے چھپن سنگھ کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان گستاخ چپ۔ اور  
 بادشاہ نے چھپن سنگھ کے باپ سے کہا کہ جو افسر میری فوج سے لڑے تھے اُن کا  
 نام اس کاغذ پر لکھو چھپن سنگھ کا باپ کاغذ پر نام لکھنے والا تھا چھپن سنگھ  
 نے کہا یہ مت کرو اس سے تو مر جانا بہتر ہے بادشاہ اُسکے اس کلام کو سنکر غصا اور  
 چھپن سنگھ کے باپ نے نام سب افسروں کے لکھ دیے چھپن سنگھ اور جنٹیلی  
 روتے رہے کہ یہ سخت بدنامی ہوئی پھر بادشاہ جنٹیلی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا  
 کہ تو کیا کہتی ہو تیری گالیان تو میرے واسطے مٹھائی سے کم نہیں بقول لیکر  
 لکھنے شیریں میں لب ترے کہ شفق نہ گالیان کھا کے بے مزہ نہوا پے پھر چھپن سنگھ  
 کے باپ سے کہا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کی اس لئے میں تم سے خوش ہوا۔

اور تلو اور تمھارے بیٹے کو بغیر تمام رخصت کرونگا اور اگر چنبیلی تو تو میری راحت جان ہے آج سے تو بیگیا تین دن داخل ہوگئی اب میرے پاس آ اور بیٹھ لے چھین سنگھ نے کہا نہیں یہ نہیں ہو سکتا بادشاہ نے چھین سنگھ کے باپ سے کہا دیکھو تمھارا بیٹا گستاخی سے باز نہیں آتا اور میں بہت رعایت کرتا جاتا ہوں چھین سنگھ کا باپ بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ میں حضور کا ہر طرح سے تابع رہوں لیکن ان دونوں نور چشموں کو میں اپنے ساتھ سے علیحدہ نہیں کر سکتا یہ مجھ کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں بادشاہ نے کہا تو نہیں جانتا کہ تم سب میرے غلام ہو اور مجھ کو اختیار ہو تمھاری نسبت جو چاہو ہوں سو کروں چھین کے باپ نے کہا چاہے جو کچھ ہو میں اپنے بچوں کو علیحدہ نہ کرونگا تب بادشاہ نے خواجہ سرا کو حکم دیا کہ چھین سنگھ اور اسکے باپ کی مشکین باندھ لے اور چنبیلی کو میرے پاس لے آوے چھین سنگھ نے بہت کچھ بادشاہ کو سخت و مست کہا۔ مگر اُس نے کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور چنبیلی کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھا لیا۔ اور بوجہ نشہ شراب کے دست درازی کرنی شروع کی چنبیلی نے دیکھا کہ آپ آبرو جاتی ہو ایسے اُس نے اپنا خنجر نکالا اور اپنے سینہ میں مار کر اپنا کام تمام کیا چنبیلی کے اس فعل سے بادشاہ پر غضب ہوا اور اسکے بھائی اور باپ کو قتل کر ڈالا

### ساتویں داستان

بجز و ختم ہونے اس قصہ کے گلچمن دوڑی ہوئی آئی اور گہرا کر کہا۔ کہ شہرین رعیت باغی ہوگئی ہو اور بادشاہ نے آپ کو طلب کیا ہو مگر ہر لد و لد نے کہا کہ بادشاہ یہ جانتا ہو کہ میرے پاس فوج موجود ہے مگر بیان اُس کے خلاف معاملہ ہو اور کچھ بھی فوج میرے پاس نہیں چنبیلی در رانم کشن اور ہر ناتھ نے کہا

کہ ہم موجود ہیں اور آپ کے ساتھ چلیں گے اور لڑینگے مدبرالدولہ نے منظور کر کے تیاری کرنی شروع کی محمودہ نے کہا میں بھی اپنے والدین کے پاس جاؤنگی اس بغاوت کی وجہ سے تنہا جانے میں خطرہ ہو اس لئے آپکے ساتھ چلی جاؤنگی اور ایسی حالت میں مجھ کو اپنے والدین کے پاس رہنا ضرور ہو مدبرالدولہ نے ان تینوں دوستوں کو اُنکے ہتھیار واپس دیے اور رام کشن اور ہرنا تھہ اپنے اپنے معشوقوں سے رخصت ہوئے تب مدبرالدولہ ان تینوں دستوں اور محمودہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جب یہ سب لوگ کشتی میں سوار ہو کر چلے تو جمیل نے اپنی انگوٹھی مدبرالدولہ کی انگلی میں دیکھی اور کہنے لگا کہ یہ انگوٹھی اب تک مدبرالدولہ کے ہاتھ میں ہی اُسکو کسی حیلہ سے لینا چاہیے چنانچہ اُسکو کسی حیلہ سے لیکر اپنی جیب میں رکھ لیا جب کشتی دوسرے کنارہ پر پہنچی تو جمیل نے مدبرالدولہ سے کہا کہ آپ رام کشن اور ہرنا تھہ کے ساتھ بادشاہی محل کی طرف چلیں اور میں محمودہ کو اُنکے گھر پہنچا کر آپکے پاس آتا ہوں مدبرالدولہ نے کہا کہ میں بالفعل اپنے مکان پر چلتا ہوں تم وہیں آنا دیر نہ جو جمیل نے کہا میں بہت جلد آتا ہوں یہ کہہ کر وہ محمودہ کے ساتھ اُسکے مکان کو چلا جب قریب مکان کے پہنچا تو اُسکی انگلی میں ہی انگشتری طلسمی پہنا دی اور اُسکے لب نازک کا بوسہ لیکر وہاں سے ایک طرف کو چلا نہ مدبرالدولہ کے مکان کو گیا نہ بادشاہی محل کو اب مدبرالدولہ کا حال سنو وہ جب اپنے گھر پہنچا تو سب ملازموں کو بلا کر کہا کہ لڑائی کے لئے تیار ہو بعد تیاری کے وہ مع رام کشن اور ہرنا تھہ کے بادشاہی محل کی طرف گیا مگر نتیجہ تھا کہ جمیل اب تک کیوں نہیں آیا غرض کہ بادشاہ کو مدبرالدولہ کے آنے کی اطلاع ہوئی رام کشن اور ہرنا تھہ تو دروازہ پر ٹھہرے اور

مدبر الہ دولہ اندر گیا بادشاہ سے مدبر الہ دولہ نے پوچھا اس بنیاد کی کیا وجہ ہو اُس نے جواب دیا کہ یہ خفیہ قتل جو ہوتا ہو اُسکی وجہ سے رعیت باغی ہو گئی ہو اور چاہتی ہو کہ میں مغرول کیا جاؤں یا قاضی القضاۃ قتل ہو کیونکہ وہ کچھ انداد قتل کا نہیں کر سکتا پس ای مدبر الہ دولہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قاضی القضاۃ کو باغیوں کے حوالہ کر دوں تاکہ وہ اُسکو مار ڈالیں مدبر الہ دولہ نے کہا اللہ ایسا نہ کیجیے گا وہ میرا بھائی ہو بادشاہ نے کہا کہ سوائے اسکے کوئی چارہ نہیں ہو مدبر الہ دولہ نے کہا کہ حضور نے تو قاضی القضاۃ کو آٹھ روز کی ہملت دی تھی اور ابھی تو چار روز گزرے ہیں خلافت اُس حکم کے قتل کرنا مناسب نہیں ہو بادشاہ نے کہا کہ چونکہ رعیت باغی ہو رہی ہو ایسے وقت میں قاضی القضاۃ ہی کا قتل کرنا مناسب ہو اور اے اسکے قاضی القضاۃ کے واسطے تمام شہر شاکی ہو کہ اُس سے انتظام شہر میں ہو سکتا یہ اور بھی وجہ جو از قتل کی ہو وزیر و دمنے عرض کیا کہ نہیں قاضی القضاۃ کو باغیوں کے حوالہ نہ کرنا چاہیے بلکہ بادشاہی جلاد سے قتل کر اگر مدبر الہ دولہ کو سب سالار فوج کا مقرر کرنا چاہیے غرض کہ قاضی القضاۃ طلب ہو اور جلاد کو حکم دیا گیا کہ اُسکو قتل کرے جلاد نے قاضی القضاۃ سے معافی مانگی اور کہا میں بھی مثل آپ کے ملازم ہوں اور تابع فرمان شاہی ہوں قاضی القضاۃ نے کہا کہ تیرا قصور اس میں کیا ہو مرضی خدایوں ہی ہو میری خواہش اس وقت یہ ہو کہ میری بی بی اور لڑکی کو بکرا دو تاکہ میں دیکھ تو لوں جب اُسکی بی بی اور لڑکی دونوں اکٹیں تو قاضی القضاۃ نے کہا کہ میں نے بہت کوشش اُس خفیہ قتل کے تباہی لانے میں کی مگر بے سود اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں مجھ کو وہ یہ سنکر اپنے باپ سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور اُسکی بی بی نے جلاد سے کہا کہ

تھوڑی دیر توقف کر میں بادشاہ کے پاس اُسکے معافی بخون کی بابت عرض عرض کرنے جاتی ہوں قاضی القضاہ نے کہا اسی بی بی اور اس تخت جگر محمودہ اب تم رونا موقوف کرو اور مجھے مرنے دو میری قسمت میں یہی لکھا تھا آخر کار جلاوٹ نے پھانسی تیار کی اور قاضی القضاہ کے گلے میں سی ڈالنے پر مستعد ہوا کہ محمودہ اپنے باپ سے لپٹ گئی اور اُسکی انگلی میں جمیل کی دی ہوئی انگشتری پہنا دی اور باپ سے کہا کہ جلاوٹ کو دکھا دو جیسے ہی قاضی القضاہ نے اُس جلاوٹ کو انگوٹھی دکھلائی اُس نے اُسکو بغور دیکھا اور تعجب ہو کر قاضی القضاہ سے کہا ہنوز تمہارا رشتہ حیات باقی تھا جاؤ میں تمکو قتل نہیں کر سکتا پھر محمودہ اور اُسکی ماں شادان فرخان مع قاضی القضاہ کے اپنے گھر آئیں۔ اب جمیل کا حال سنو جب وہ مدبرالدولہ سے اس حیلہ سے علیحدہ ہوا کہ میں محمودہ کو اُسکے گھر تک پہنچا دوں تو وہ محمودہ کو پہنچا کر باغیوں کے سردار کے پاس گیا۔ اور کچھ روپیہ دیکر اور بھی دینے کا وعدہ کر کے راہ راست پر لایا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ تم گھبراہٹ خفیہ قتل کا تباہت جلد لگاتا ہوں چنانچہ اس سردار نے مستحکم وعدہ کیا کہ اب ہم لوگ بغاوت کرینگے اور بادشاہ کے مطیع رہینگے جمیل باغیوں کو راضی کر کے مدبرالدولہ کے پاس گیا۔ اُسوقت مدبرالدولہ نے کہا کہ واہ خوب تم نے ہمارا ساتھ دیا تم کہاں تھے مجھکو اس راز سے تو آگاہ کرو کہ قاضی القضاہ کی جان کیونکر کچل جمیل نے سب حال مفصل بیان کیا مدبرالدولہ نے کہا کہ تم عجب شخص ہو جو کام تمہارا ہوتا ہو وہ حیرت انگیز میں تمہارا نہایت ممنون ہوں یہ کام تم نے نہ صرف رعیت کی واسطے کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے بھی اور اُسکا معاوضہ تمکو ملنا چاہیے جمیل نے کہا اُسکا دینا آپ کے اختیار میں ہو مدبرالدولہ نے کہا وہ کیا جمیل نے کہا کہ مجھکو اور میرے دوستوں کو اُس وقت تک محکمہ اس میں رہنے کی اجازت دیجیے کہ آپ

ہمارے وطن آدمی بھیج کر ہمارا حال دریافت کریں مدبرالدولہ نے کہا مجھے منظور  
 ہو لیکن اس وقت میں بادشاہ کے پاس جا کر ان سب امور کی اطلاع کروں  
 جمیل نے کہا وہاں جانے کی آپ تکلیف نہ کریں ان سب امور کی اطلاع آپ کو  
 ہو گئی ہو اب آپ مجلسِ سرے کو چلیں رام کشن اور ہرناتھ کو بھی اپنے ہمراہ  
 لیجائیے میں یہ گھوڑا اس شخص کو دے آؤں جسے مجھے دیا تھا اور میں دریا کے  
 کنارے آپ سے ملجاؤں گا مدبرالدولہ نے کہا کہ جلد آنا پس مدبرالدولہ  
 مع رام کشن اور ہرناتھ کے ایک سمت کو چلا اور جمیل دوسری طرف جاتے  
 جاتے جمیل ایک مقام پر اپنے گھوڑے سے اُترا اور سائیس کو گھوڑا حوالہ کر کے رخصت  
 کیا اور خود وہاں سے قاضی القضاہ کے مکان پر آیا اور ایک غلام کو خط دیکر  
 وہاں سے چلا آیا اور دریا کے کنارہ آکر مدبرالدولہ وغیرہ کو منتظر پایا سب  
 لوگ کشتی میں سوار ہو کر محلِ سرے کو چلے راستہ میں مدبرالدولہ نے جمیل سے  
 کہا کہ تمہارے بیاہ کے معاملہ میں تو میں دخل نہیں دے سکتا ہوں لیکن  
 رام کشن اور ہرناتھ کو چاہیے کہ اپنے اپنے والدین کے نام خط لکھیں میں  
 اپنا آدمی بھیج کر حالات دریافت کروں جمیل نے کہا بہتر تو میں محمودہ کے  
 والدین کی رضامندی حاصل کر لوں گا۔ آپ میرے دوستوں کے حالات دریافت  
 کرنے کے لیے قاصد روانہ کریں رام کشن اور ہرناتھ بہت خوش ہوئے  
 اور جمیل اور مدبرالدولہ کا شکریہ ادا کیا پھر مدبرالدولہ نے جمیل سے  
 کہا کہ تجھ کو اور میری پیاری بی بی عشرت بانو کو قصوں کے سننے کا بہت  
 شوق ہے آج کوئی اچھا قصہ کہنا اور محمودہ تو آئی نہیں اس کے بغیر تمہارے  
 خیالات تو منتشر رہیں گے جمیل نے کہا اکل وہ ضرور آج آؤں گی مدبرالدولہ  
 نے کہا معلوم ہوا کہ ہمیں علیحدہ آپ وہیں گئے تھے اور اس کو پیغام آنے کا

دے آئے ہیں جمیل نے کہا البتہ میں وہاں گیا تھا لیکن آپ عشرت بانو کے سامنے اس امر کا تذکرہ نہ کیجیے گا کیونکہ اگر انکو یہ معلوم ہوگا کہ میں محمودہ کی ملاقات کی غرض سے یہاں آیا ہوں تو انکو ناگوار ہوگا۔ غرض کہ کشتی کنارہ پر پہنچی اور سب لوگ مکان میں گئے اور اپنے اپنے کمرے میں آرام کیا بدرالدولہ نے اپنی لڑکیوں کو اطلاع کر دی کہ اب بغاوت فرو ہو گئی اور تمہارے عاشق بھی میرے ساتھ آئے ہیں پھر وہ اپنی بی بی عشرت بانو کے کمرہ میں گیا اور کل کیفیت اس سے بیان کی عشرت بانو نے بدرالدولہ سے پوچھا کہ محمودہ کہاں ہے بدرالدولہ نے کہا کہ جب سے وہ یہاں سے گئی ہے مجھ کو اسکا حال معلوم نہیں ہوا تب عشرت بانو اپنے دل میں سمجھی کہ بیشک جمیل کو میری محبت یہاں پہنچ لائی ہو ماہر دیکھم اور نازنین بیگم نے جب سنا کہ ہمارے عاشق بھی بدرالدولہ کے ساتھ بغاوت کے فرو کرنے میں شریک تھے اور پھر یہاں آئے ہیں اور ہمارے باپ نے انکے ساتھ ہمارا بیاہ کرنے کا وعدہ کیا ہے تو وہ بہت مسرور ہوئیں اس عرصہ میں محمودہ بھی حسب تحریر جمیل کے وہاں آگئی جب یہ تینوں عاشق اور مشوق جمع ہوئے تو رام کشن اور ہر ناتھ نے اپنے اپنے والدین کے نام خط لکھے اور قاصد کے ہاتھ روانہ کیے پھر بدرالدولہ نے جمیل اور سب لوگوں کو حسب معمول ایک کمرہ میں یکجا ہونے کا حکم دیا اور بعد ازاں جمیل سے کہا کہ اب کوئی قصہ بیان کر و چنانچہ اس نے اس طرح قصہ بیان کرنا شروع کیا۔

روم میں ایک بادشاہ تھا اسکے ڈوٹر کے نور الدین اور بدرالدین تھے بعد میں بادشاہ کے دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہوا اور جنگ چل گئی تو بہت پہنچی آخر شش نور الدین کو شکست ہوئی وہاں سے بھاگ کر وہ شہر بہ شہر پھرتا رہا لیکن چونکہ سب لوگ بدرالدین سے موافق تھے اور اسی کا بادشاہ



ہونا پسند کرتے تھے اس لیے نور الدین جس شہر میں جاتا وہاں کے لوگ بدر الدین سے نور الدین کی بابت تجزی کر دیتے تھے آخر کار ایک شہر میں وہ گرفتار ہو گیا اور بدر الدین نے قلعہ مصر میں قید کرنے کا حکم دیا نور الدین بہت حسین اور خوش مزاج اور جملہ اور سحر بیان آدمی تھا اور مصر کے قلعہ دار کی بی بی مرگئی تھی صرف ایک لڑکی اور دیگر خاندان تھے۔ چنانچہ ان کے ساتھ نور الدین سے اس قسم کا رابطہ اتحاد ہو گیا گویا وہ قلعہ دار کے اہل خاندان میں شامل تھا قلعہ دار کی لڑکی کی عمر اس زمانہ میں سولہ برس کی تھی اور اسکا نام زہرہ تھا اکثر امرا اس کے ساتھ شادی کرنے کی آرزو رکھتے تھے مگر اس کے باپ نے ایک تعلق دار کے ساتھ جبکا نام منصور تھا زہرہ کی منگنی کر دی تھی زہرہ نے جو ایک مرتبہ منصور کو اتفاقاً دیکھ لیا تو اسکی صورت اسکو بہت بُری معلوم ہوئی اور اس روز سے زہرہ کو اس سے نفرت سی ہو گئی چونکہ نور الدین اور زہرہ ہر وقت پاس ہتے تھے اس لیے ان دونوں میں محبت ہو گئی لیکن کسی قسم کا خیال فاسدان دونوں کے دلوں میں نہ تھا ایک روز زہرہ کے باپ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ تو اب جوان ہو گئی ہو میں چاہتا ہوں کہ کل تیری شادی کی رسمیاں سے فراغت کر دوں زہرہ نے کہا اے پدر مہربان مجھ کو اپنے پاس سے جدا کر داور یہ مکان جہین میں پیدا ہوئی ہوں مجھ سے نہ جھوڑا کو باپ نے کہا موقوف تو میرے پاس کب تک رہ سکتی ہو میں چراغ سحری ہو رہا ہوں اس لیے چاہتا ہوں کہ تیرا بیاہ اپنے سامنے کر دوں شادی سے قبل لڑکیوں کو مان باپ کی مفارقت ناگوار ہوتی تھی لیکن جب شوہر دن سے سابقہ پڑتا ہو تو چنداں ناگوار نہیں ہوتا پس میں تیرا بیاہ کر دینا لازمی جانتا ہوں اور منصور بہت بڑا آدمی ہو اور خوبصورت بھی ہو تو اس کے بیان آسائش سے ہر گز زہرہ نے کہا کہ مجھ کو منصور پسند نہیں ہے

اور میں اُسکے ساتھ بیاہ نہ کرونگی یہ سنکر باب لڑکی کے کمرہ سے باہر چلا آیا اور زہرہ مست اپنے کمرہ میں اس خیال میں بیٹھی تھی کہ کیا کر دن اتفاقاً اُسکی نظر نور الدین پر پڑی اور دیکھا کہ اُسی مقام پر چپل قدمی کر رہا ہے جہاں وہ اور زہرہ دو دن روز ٹہلا کرتے تھے زہرہ اپنی جگہ سے اٹھی اور نور الدین کے پاس گئی نور الدین نے کہا آج مجھ کو تم مست معلوم ہوتی ہو اسکا کیا سبب ہے اسنے مفصل حال بیان کیا کہ میرا باب مجھ کو منصور کے ساتھ بیاہ کرنے پر مجبور کرتا ہے نور الدین نے جو بیاہ کا نام سنا تو حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا کہ تیرا بیاہ منصور کے ساتھ ہرگز نہیں ہو سکتا میں اپنا دل تیری نذر کر چکا ہوں اور چونکہ دشمنوں نے تخت سلطنت سے مجھ کو محروم کر دیا ہے میں تیرا ہی ملنا سلطنت کا ملنا اور اپنی خوش طالعی سمجھو نگا زہرہ ۔ کہا میں تو منظور کرتی ہوں لیکن میرا باب تو کل میری شادی منصور کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہے نور الدین نے کہا ہرگز نہیں میں تو تیرا ہو چکا اور میری موجودگی میں غیر کے ساتھ کیسے بیاہ ہو سکتا ہے زہرہ نے کہا اگر تو میرا ہے تو میں بھی تیری ہوں اور یہ کہہ کر زہرہ نور الدین سے لپٹ گئی دوسرے روز جب بارات آئی تب زہرہ کے باب نے منصور سے مفصل حال زہرہ کے انکار کرنے کا بیان کیا اور چونکہ نور الدین بھی اس مجلس میں موجود تھا اس لیے زہرہ کے باب نے کہا کہ زہرہ اس شخص کے ساتھ بیاہ کرنا چاہتی ہے اور تو وہ پسند نہیں کرتی منصور سمجھا کہ اسی شخص نے زہرہ کو درغلانا ہوا سیلے وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ایک گھونٹہ نور الدین کے سینے پر مارا نور الدین نے جو اب اس گھونٹہ کے ایسی تلوار اُسکے لگائی کہ اُسکا سر قلم ہو گیا۔ اس واقعہ سے مجلس میں بڑا شور و غل ہوا اور یہ صلح ٹھہری کہ نور الدین سے منصور کے قتل کا قصاص لینا ضروری ہے زہرہ کے باب نے کہا کہ یہ شخص میری

حفاظت میں ہر مین اس سے سمجھ لو نگا چنانچہ مجلس تو برخواست ہوئی اور نہرہ کا باب نور الدین کو قلعہ میں واپس لایا اور سہا ہی اُسکی حفاظت کے لیے تین عین کیے اور اُسکے ہتھیار بھی چھین لیے جب نور الدین نے اپنے تئیں اس حالت میں دیکھا تو اپنے تئیں بہت لعنت و ملامت کی مگر اُسوقت ملامت کو ناعبت تھا ایک رات کو نور الدین بحرِ فکر میں غرق تھا کہ اُس نے دیکھا کہ ایک عورت ایک ہاتھ میں چراغ لیے اور دوسرے میں ایک گٹھری لیے میری طرف چلی آتی ہے جب وہ قریب آئی تو پہچانا کہ وہ نہرہ ہے اُسوقت نہرہ نے کہا کہ کل تم قتل کیے جاؤ گے میں تمکو اطلاع کرنے کے واسطے آئی ہوں اور تم میری دوائی کے گھر جو بیان سے قویب ہے بھاگ جاؤ نور الدین نے کہا تم بھی چلو گی یا نہیں نہرہ نے کہا کہ میں لٹھل نہیں جاسکتی لیکن تم خاطر جمع رکھو میں تمھارے ہی ساتھ بیاہ کر دوں گی لیکن جلدی کر دو میں دربانوں کو شراب پلا کر آئی ہوں ابھی وہ نشہ میں غافل ہیں اگر دیر ہوگی تو وہ ہوش میں آجاؤ نیگے اور پھر بیان سے نکلنا مشکل ہوگا غرض کہ نہرہ نے ایک جوڑا زنائے کپڑوں کا جو وہ اپنے ہمراہ لائی تھی نور الدین کو پہنایا چنانچہ نور الدین وہاں سے اُس کپڑے کو پہن کر نکلا اور نہرہ سے پھر چلتے وقت کہا کہ مجھکو بھول نہ جانا نور الدین دوائی کے گھر پہنچا اور وہاں کپڑے تبدیل کیے پھر وہاں سے چلا اور جب گلوں میں پہنچنا شروع کیا آخر کار اُسکو لوگوں نے پہچانا اور پھر گرفتار کر کے قلعہ سودانیہ میں قید کیا تھوڑے عرصہ کے بعد نہرہ کا باب مر گیا اور تب نہرہ نے خیال کرنا شروع کیا کہ اب میں کیا کروں آخر کار اُسکے دل نے یہ مشورہ دیا کہ جس طرح ممکن ہو نور الدین کے پاس چلنا چاہیے یہ خیال کر کے وہ قلعہ سودانیہ کو روانہ ہوئی اور وہاں پہنچ کر دربان سے کہا میں نور الدین سے ملنا چاہتی ہوں مجھکو ازراہ مہربانی قلعہ

کے اندر جانے دے دربان نے اجازت دی زہرہ نے نور الدین کے کمرہ کے دروازہ پر پہنچ کر نور الدین کے نوکر سے پوچھا کہ نور الدین کہاں ہیں اسکو میرے آنے کی اطلاع کرے ملازم نے جواب دیا کہ نور الدین بہت بیمار ہیں اور اسکو اسوقت ایسی دوا دی گئی ہے کہ جس سے اسکو نیند آجائے زہرہ نے کہا کہ اگر نور الدین بیمار ہیں تو میں عین وقت پر اسکی تیمارداری کے واسطے بیان آئی ہوں یہ کمرہ زہرہ اندر کمرہ کے گئی اور نور الدین کو غافل لٹیا ہوا پایا نور الدین کی یہ حالت دیکھ کر زہرہ نے اپنا منہ اسکے منہ پر رکھ دیا اور کہا پیارے تیرا کیا حال ہے تیرے چہرے پر تو مژدہ چھائی ہے افسوس کہ حسرت دل نکلنے نہ پائی اور تو آدھ سفر ملک بقا ہوا ان کلمات کو سن کر نور الدین نے آنکھ کھول دی اور کہا زہرہ تو خوب آئی کہ تجھ کو بھی اس آخری وقت میں میں نے دیکھ لیا حیف دشمنوں نے زہرہ ہلاہل سے میرا کام تمام کیا اور آرزوے دل نہ پائی یہ کمرہ نور الدین جان بحق تسلیم ہوا زہرہ بھی اسکے پاس لیٹ گئی اور دوسو وقت اشکی روح بھی قالب سے پردہ اڑ کر گئی جب تھوڑی دیر کمرہ میں خاموشی رہی تو ملازم نے جو کمرہ کے باہر موجود تھا خیال کیا کہ اس خاموشی کا باعث کیا ہے آخر کا وہ اندر گیا اور دونوں کو مردہ پایا تب کہنے لگا کہ واہ کیا عاشق صادق تھے کہ دونوں نے ایک ساتھ جان دی۔

یہ قصہ سُکر سب لوگوں کو افسوس ہوا تھوڑی دیر کے بعد مدبر الہی نے کہا کہ اب آرام کرنا چاہیے چنانچہ جلسہ برخواست ہوا جمیل نے اسوقت خیال کیا کہ میں اپنے کمرہ میں گیا اور چھین میرے بلانے کے واسطے پہنچی اس بہتر یہ ہے کہ کوئی تدبیر ایسی کر دے کہ عشرت بانو کے پاس جانا نہ پڑے یہ خیال کرتے کرتے اُس نے یہ سوچا کہ آج رات میں سے کمرہ تبدیل کرنا چاہیے یہ

سوچ کر اس نے رام کشن کے کان میں کہا کہ آج میں تمہارے کمرے میں رہونگا اور تم میرے کمرے میں رہنا اس لیے بجائے اپنے کمرے کے میرے کمرے میں چلے جانا اور مدبر الہ دولہ چونکہ اس وقت نیند کی وجہ سے جلدی میں ہو اسکو اس امر کی خبر بھی نہ تھی چنانچہ نازنین بیگم اور ماہر و بیگم اور عشرت بانو تو اپنے اپنے کمرے میں چلی گئیں اور یہ لوگ اپنے کمرے میں اپنے کچلے رام کشن جب وعدہ بجائے اپنے کمرے کے جمیل کے کمرے میں چلا گیا اور جمیل رام کشن کے کمرے میں مگر اس تبدیل کمرے کی خبر مدبر الہ دولہ کو مطلق نہ ہوئی اور قفل کمرے میں لگا کر چلا گیا جب بے لگ چلے گئے جمیل جو دروازہ کی راہ سے رام کشن کے کمرے میں پہونچا اسکو حیرت ہوئی کہ جمیل کدھر سے گیا جمیل نے کہا حیرت کی کوئی بات نہیں سب حال تمکو معلوم ہو جائیگا لیکن اب جو میں کہتا ہوں سنو رام کشن نے کہا وہ کیا ہو جمیل نے کہا ظن غالب ہو کہ گلچمن عمو بھائی کے واسطے آویگی سو تم اس سے عشرت بانو سے ملاقات کرنے کا بہت کچھ اشتیاق ظاہر کرنا اور اس کے ساتھ چلے جانا رام کشن نے کہا داہ میں ماہر و بیگم پر فریفتہ ہوں وہ سننے لگی تو خفا ہوئی جمیل نے کہا اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم ماہر و بیگم کا خیال چھوڑ دو یہ بایں سب ظاہر داری کی ہیں رام کشن نے کہا ابھا جو تم کہو گے سو کرونگا پھر جمیل نے کہا اگر وہاں جانے کے بعد کوئی امر خطرناک واقع ہو تو فوراً کمرے سے نکل کر بھاگ جانا اور اگر کسی حبشی غلام سے ملاقات ہو اور وہ تم سے کہے کہ چلو میں راستہ بتا دوں تو تم اس کے آگے مت چلنا بلکہ اسی حبشی سے کہنا کہ وہ آگے آگے چلے اور تم اس کے پیچھے چلنا بس جاؤ اور میرے کمرے میں بیٹھو گلچمن آتی ہوگی رام کشن کمرے میں ویسی ہی پہونچا تھا کہ گلچمن نے دروازہ کھولا لیکن جب روشنی میں اس نے

رام کشن کی صورت دیکھی تو اسکو حیرت ہوئی کہ بجاے جیل کے رام کشن  
 کس طرح یہاں آیا گلچسن نے کہا معاف کرو میں نے غلطی سے  
 تمہارے کمرے کا دروازہ کھولا رام کشن نے کہا کہ کچھ ہرج  
 نہیں مگر یہ بتاؤ کہ غلطی کیسی کیا کسی اور شخص کی تلاش میں تم  
 آئی تھیں گلچسن نے کہا میں اور ایک کام کو آئی تھی اور اب  
 جاتی ہوں رام کشن نے کہا اللہ میری بات سنٹی جاؤ گلچسن ٹھہر گئی  
 رام کشن نے کہا کہ دیکھو جب مجھے اور تم سے اول مرتبہ شرک پر شہر میں ملاقات  
 ہوئی تھی تو تم مجھکو عشرت بانو کے واسطے یہاں لانے والی تھیں مگر بیان آکر  
 عشرت بانو کو ایک طرف نگہیں ماسہر و بیگم کے عشق میں مین گرفتار ہو گیا مجھکو  
 عشرت بانو کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہو اگر انکے پاس لیچلو تو نہایت  
 ممنون ہوں گا گلچسن نے کہا انکے پاس کیسے لیچوں مدبر الہ دولہ آنے والا ہو  
 رام کشن نے کہا مجھکو اس سے کچھ خطرہ نہیں ہو بہر حال جس طرح ممکن ہو مجھکو لیچلو  
 تمہارا سب اختیار ہو اور یہ لو چند اشرفیان تمہاری نذر ہیں گلچسن نے اشرفیان  
 لے کر چند لمحہ تامل کیا اور کہا اچھا بہت آہستہ آہستہ چلے آؤ غرض کہ عشرت بانو  
 کے کمرہ تک رام کشن پہنچا اسوقت گلچسن نے رام کشن سے کہا کہ اب تم اندر  
 جاؤ اور جو کچھ کہنا ہو عشرت بانو سے کہو عشرت بانو اپنے پلنگ پر جیل کے  
 انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی رام کشن کو جو آتے ہوئے دیکھا متحیر ہو کر کہنے لگی کہ  
 تم کیسے آئے رام کشن نے کہا مجھکو آپ کی ملاقات کا کمال اشتیاق تھا آج  
 موقع ملا سو بیتاب ہو کر چلا آیا اول عشرت بانو برہم ہوئی مگر پھر خیال  
 کرنے لگی کہ یہی تو خود بصورت جوان ہو اسی سے حسرت دل نکالوں گی  
 تھوڑی دیر کے بعد عشرت بانو نے رام کشن سے پوچھا کہ واقعی کیا تم مجھکو

پیار کرتے ہو رام کشن نے کہا اگر ایسا نہوتا تو میں یہاں بقیاب ہو کر کیسے  
 آتا ہوا عشرت بانو نے تب رام کشن کو اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا پیارے  
 شاید جمیل نے تم سے میرا ذکر کیا ہو گا رام کشن نے کہا ہاں ایک مرتبہ جمیل نے  
 آپ کے حسن کی تعریف کی تھی اور آج میں نے آپ کی صورت بلانا تھا مجھے ابھی  
 تب سے خنجر عشق دل پر کاری لگا ہوا عشرت بانو نے کہا کہ ہرنا تھنے تو میرا  
 کچھ ذکر نہیں کیا رام کشن نے کہا ہاں اُسے بھی آپ کی تعریف کی تھی عشرت بانو  
 نے کہا کہ وہ دونوں بڑے فریبی ہیں اور میرے کسی کام کے نہیں ہیں تم جھگو  
 ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو رام کشن نے عشرت بانو کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور  
 کہا میں آپ کی عنایت کا از حد ممنون ہوں اور ہمیشہ تابع فرمان رہوں گا یہ  
 باتیں ہو رہی تھیں کہ گلچمن دوڑی ہوئی آئی اور کہنے لگی بی بی خبردار یہود برالدولہ  
 آتا ہوا عشرت بانو نے رام کشن سے کہا پیارے اسوقت اس چور دروازہ سے چلے جاؤ  
 اور ہم تم پہ پھینکے یا لہکر رام کشن کو چور دروازہ سے نکال دیا اور مدبر الدولہ  
 کرے میں آیا جیسے رام کشن دروازہ سے باہر نکلا تو اُسے ایک حبشی غلام کو غافل  
 سوتے ہوئے پایا چونکہ وہاں بوتلیں شراب کی رکھی ہوئی تھیں اسلئے رام کشن  
 نے خیال کیا کہ بیشک یہ حبشی نشہ شراب میں غافل ہو رام کشن نے حبشی سے کچھ  
 قرض نہ کیا بلکہ آگے چلا راستہ میں دیکھا کہ جمیل چلا آتا ہے تب رام کشن  
 نے جمیل سے کہا کہ حبشی غلام تو سوتا ہے جمیل نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ  
 یہ دونوں حبشی کے کمرہ میں آئے اور جمیل نے حبشی کا ہاتھ پکڑ کر بہت زور سے  
 کھینچا حبشی نے جو گھبرا کر آنکھ کھولی اور جمیل کو اپنے سرھانے کھڑا دیکھا تو  
 حواس باختہ ہو گئے جمیل نے کہا اب بچہ سب حال بتاؤ اب تو میرے اختیار  
 میں ہو اٹھ اور تم لو اسی جگہ رکھ دے اور جو میں کہوں وہ کر غلام ترسان اور نرزن

اٹھا اور جمیل کے ساتھ چلا تھوڑی دور جا کر ایک دروازہ ملا جمیل نے کہا کہ اس دروازہ کی کنجی دے جیسی نے کنجی دی اور کہا کہ اگر مدبر الہ دولہ کنجی مانگے گا تو کیا دونگا جمیل نے کہا اُس سے کہ دنیا کہ کنجی مگر ہو گئی آخر کار جمیل نے کہا کہ دروازہ کھول جیسی نے کہا کہ میں ہر امر میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں لیکن میرے آقا کو اگر خبر ہوگی تو وہ مجھ کو مار ہی ڈالے گا جمیل نے کہا میں تجھ کو بچاؤں گا آخرش دروازہ کھول کر سب اندر گئے اور وہاں ایک سرنگ اور چند دروازہ دیکھے اُس سرنگ سے جمیل کے کان میں آواز آئی کہ اسی عشرت بانو میرا خزانہ محفوظ نہیں معلوم ہوتا ہے جمیل نے اُس آواز کو بچاؤ نہ کیا کہ وہ مدبر الہ دولہ کی ہی ہے جمیل نے سنا کہ مدبر الہ دولہ کہتا ہے کہ میں جاتا ہوں دیکھو خزانہ کا کیا حال ہے عشرت بانو نے کہا کہ جیسی بہت ہوشیار ہے تم خاطر جمع رکھو اور آرام کرو مگر مدبر الہ دولہ نے نہ مانا اور اٹھ کر چلا جمیل اور آرام کشن وہیں ایک گوشہ میں پوشیدہ کھڑے رہے اور مدبر الہ دولہ مع عشرت بانو کے خزانہ کے دیکھنے کو آیا جیسی نے جواب دے آقا کو آتے ہوئے دیکھا تو اُس کے قدموں پر گر پڑا مدبر الہ دولہ نے کہا جعفر سر اٹھا میں تجھ سے بہت خوش ہوں لیکن یہ کیا بات ہے کہ تیری تلوار تیرے پاس نہیں ہے اُس کو کہاں بھڑا ہے جعفر نے قدموں پر سر رکھ کر کہا جہان میں سوتا تھا وہاں غلطی سے رہ گئی ہے مدبر الہ دولہ نے پر غضب ہو کر کہا کہ غلطی کیسی تو برابرے خبر معلوم ہوتا ہے غلام نے کہا یہ اول مرتبہ مجھے قصور ہوا ہے اُس کو معاف فرمائیے آئندہ ایسا نہو گا عشرت بانو نے کہا کہ مدبر الہ دولہ بہت رحم دل ہے میں اُنھوں نے تیرا قصور معاف کیا مدبر الہ دولہ نے کہا اچھا دیکھو تیری تلوار اُس کمرہ میں ہے یا نہیں جہان تو بتاتا ہے وہاں جا کر مدبر الہ دولہ نے بتلین شراب کی دیکھیں تو کہنے لگا



ای مردک معلوم ہوتا ہے تو نے آج شراب پیا کر پی ہو اب تجھ کو ضرور سزا دون گا  
 عشرت بانو نے اسکی سفارش کی مگر مدبرالدولہ نے کہا کہ اب اسکا اعتبار  
 جاتا رہا کل اسکو مین فروخت کر ڈالو نگا مردک کبھی لاجبشی غلام نے کچھ جواب  
 نہ دیا مدبرالدولہ نے کہا کبھی لاتا ہے یا نہیں عشرت بانو نے کہا ارے سخت  
 کبھی دے جعفر نے کہا کبھی تو میرے پاس سے کم ہو گئی مدبرالدولہ نے نہایت  
 غضبناک ہو کر کہا کبھی کم ہو گئی دیکھو عشرت بانو یہ کیا بات کہتا ہے بیشک  
 یہ فریب کی باتیں ہیں مدبرالدولہ نے کہا کہ قفل تو بند ہے کبھی کہاں کم ہو گئی ہے  
 اسی مکان میں ہو کر جعفر نے کہا میں اسکی تلاش کر رہا تھا کہ حضور آ گئے  
 مدبرالدولہ نے کہا کہ آئیں کچھ بھید ہے کبھی تلاش کر مدبرالدولہ نے جعفر  
 کو قتل کرنے کے لیے تلوار اٹھائی عشرت بانو مدبرالدولہ کے قدموں پر  
 گر پڑی اور کہا کہ اس وقت جعفر نشہ میں ہے کچھ مہلت اسکو دو جب ہوش  
 میں آویگا تب کبھی کے کم ہونے کا حال صحیح بتلایگا مدبرالدولہ نے کہا  
 اچھا عشرت بانو تمہارے کہنے سے میں اس مرد کو مہلت دیتا ہوں اگر  
 میری واپسی پر اسنے صحیح نہ بتایا تو سچ کہتا ہوں کہ بھانسی ہو اور جعفر کی  
 گردن اسکی لاش کو مین دریائے جمن میں پھینک دو نگا تاکہ مچھلیاں کھا جاویں  
 چونکہ جمیل اور ام کشن اسی مقام پر ایک گوشہ میں کھڑے تھے اسلئے جو کچھ وہاں  
 گذرا تھا وہ سب جمیل نے دیکھا عشرت بانو سے پھر مدبرالدولہ نے کہا کہ  
 قبل اسکے کہ مین آرام کروں مجھے ضرور ہو کہ خزانہ دیکھ لوں کہ محفوظ ہے یا نہیں چنانچہ  
 جمیل نے جہانک کر دیکھا کہ مدبرالدولہ ہر ایک دروازہ کو دیکھ رہا ہے کہ  
 قفل لگا ہے یا نہیں غرض وہ اپنا اطمینان کر کے اور طرف چلا اور عشرت بانو  
 سے کہا کہ آؤ چلو آرام کر مین خزانہ محفوظ ہے وہ دونوں تو اُدھر گئے اور یہاں

جمیل نے رام کشن سے پوچھا کہ کیا عشرت بانو سے کیا باتیں ہوئی تھیں  
 رام کشن نے مفصل حال بیان کیا اور کہا کہ تباہ کن تم نے مجھ کو کیوں عشرت بانو  
 کے کمرہ میں بھیجا تھا اور جیسی غلام سے اس طرح کیوں تم پیش آئے جمیل نے  
 کہا صبر کرو یہ بھی سب ایک وقت معلوم ہو جائیگا مگر تم اس حال کا تذکرہ  
 ہر ناتھ سے نہ کرنا رام کشن نے کہا استغفر اللہ میں کیوں کہنے لگا میں تو قسم  
 کھا چکا ہوں جو کچھ تم کہو گے میں وہی کروں گا پھر جمیل نے کہا کہ چلو اپنے کمرہ  
 میں سو رہیں چنانچہ جمیل رام کشن کو اس کے کمرہ میں پہنچا کر خود اپنے کمرہ میں  
 تو نہ گیا بلکہ وہ دروازہ کھولا جس میں ہو کر باغ میں جانے کا راستہ تھا باغ  
 میں جمیل گیا اور دو مین گیند پھینکے پھر دگیند پھینکنے کے وہاں تین جیسی آئے  
 انکو ساتھ لے کر جیس جعفر کے پاس آیا اور کوٹھری کھول کر کہا دیکھتے جیستہ  
 میں تیری مدد کو آیا ہوں اب تو میرے ان نوکر دن کے ساتھ جا اور وہاں تو  
 محفوظ رہے گا جعفر ڈر گیا جمیل نے کہا تو ڈر مت میرا قیدی ہو اگر تو مفصل  
 حال بتا دیگا تو تیری جان بخشی کی جائیگی جعفر ان تینوں جسیوں کے ساتھ گیا اور  
 جمیل اپنے کمرہ میں آرام کے واسطے چلا آیا مدبر والد جب سو گیا تو  
 عشرت بانو پلنگ پر سے اٹھی اور جس کوٹھری میں جعفر قید تھا وہاں گئی اور  
 کہا کہ جعفر تو نے میری بہت خدمت کی ہے یہ بیان سنے نکل اور میرے ساتھ آ  
 لیکن اسکو کچھ جواب نہ ملا تو وہ سمجھی کہ جعفر سو رہا ہے یہ خیال کر کے وہ کوٹھری  
 کے اندر گئی اور دیکھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے تو اسکو تعجب ہوا اور کہنے لگی کہ  
 جعفر کہاں اور کب سے گیا غرض طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں آتے  
 رہے لیکن جب اس کے ذہن میں کچھ نہ آیا تو حیرت زدہ اور خوف زدہ مدبر والد کو  
 کے پاس آ کر لیٹ رہی جب مدبر والد ولد بیدار ہوا اور جعفر کی کوٹھری

کی طرف جانے کا قصد کیا تو عشرت بانو گلچمن کے پاس گئی اور پوچھا کہ  
تو نے جعفر کو کہیں پوشیدہ کیا ہو وہ متحیر ہو کر کہنے لگی کہ مجھے نہیں معلوم جعفر  
کہاں ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگی کہ شاید عشرت بانو کو جنون ہو گیا ہو  
جو ایسی باتیں کرتی ہو جب اُسکو گلچمن نے بھی صاف جواب دیا تو وہ خیال  
کرنے لگی کہ شاید کوئی جن یا پری جعفر کو یہاں سے اُٹھا لیکن غرض کہ وہ انہیں  
خیالات میں بھی کہ مدبر الہ دولہ دو جہتیوں کے ساتھ آیا اور عشرت بانو  
سے کہا آؤ اور گلچمن کو بھی لیتی آؤ دیکھو جعفر کبھی کا کیا حال بتاتا ہو  
عشرت بانو نے کہا دیکھو تمکو میرے سر کی قسم اُسکو قتل نہ کرنا مدبر الہ دولہ  
نے کہا کہ نہیں میں بلا وجہ سزا نہیں دوں گا غرض کہ سب لوگ جعفر کی کوٹھری کی  
طرف گئے وہاں جا کر مدبر الہ دولہ نے ایک جہتی سے کہا کہ دروازہ کھول جب  
دروازہ کھولا گیا تو مدبر الہ دولہ نے کہا کہ جعفر کو ٹھری سے نکل اور میرے  
پاس آکر کبھی کا حال بیان کر جب اُس کو ٹھری سے کچھ آواز نہ آئی تو مدبر الہ دولہ  
نے کہا کہ جعفر کیا گستاخی ہو کیون ٹھری سے باہر نہیں آتا جب کوئی کوٹھری سے باہر  
نہ آیا تو مدبر الہ دولہ نے دونوں غلاموں کو حکم دیا کہ جعفر کو کوٹھری سے باہر  
کھینچ لا دین وہ اندر کوٹھری کے گئے اور کہا صاحب یہاں تو کوئی بھی نہیں یہ  
سُنکر مدبر الہ دولہ کو سخت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی جن اُسکو اُٹھالے گیا  
آخر کار وہ وہاں سے واپس چلا اور گلچمن سے اور دونوں جہتیوں سے کہا کہ  
دیکھو اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا پھر مدبر الہ دولہ نے عشرت بانو سے کہا  
کہ شاید یہ فعل اُن تینوں جو انون نے کیا ہو جو ہمارے یہاں مقیم ہیں مگر  
عشرت بانو نے اس خیال کو اُسکے دل سے دفع کر دیا اور کہا کہ وہ لوگ  
شریف آدمی ہیں اُنکو اس سے کیا غرض ہو آخر کار جب کچھ پتہ جعفر کا

نہ ملا تو مدبر الہ دولہ نے ایک اور شخص کو محافظ خزانہ مقرر کیا۔

## آٹھویں داستان

جب جعفر دفعتاً غائب ہو گیا تو مدبر الہ دولہ کو ایک قسم کی فکر پیدا ہوئی عشرت بانو نے کہا کہ اس خیال کو دور کرو اور چلو آج دریا کی سیر کریں اور دل بہلا دیں چنانچہ حسب خواہش عشرت بانو کے کشتی کے تیار ہونے کا حکم دیا گیا بعد تیاری کشتی اور درستی سامان کے مدبر الہ دولہ مع عشرت بانو اور تینوں لڑکیوں اور تینوں جوانوں کے کشتی پر سوار ہو کر چلا تھوڑی دور جا کر جمیل کسی جیلہ سے کشتی سے اتر پڑا اور ایک سمت کو چلا ایک مقام پر پہنچا جمیل نے دستک دی جس سے ایک حبشی وہان آیا مگر اس کے پہرہ سے آثارِ ظلال کے معلوم ہوتے تھے جمیل نے کہا اے دلاور آج تو پریشان ہو خیریت تو ہو اُنے کہا کہ حضور ہم تینوں حبشی جعفر کو لیے جاتے تھے اور اس کی مشکین بندھی تھیں لیکن اُس نے رسی توڑ ڈالی اور بھاگ گیا ہم نے اُسکو پکڑنا چاہا لیکن اُس نے ہم تینوں کو زخمی کیا اور بھاگ گیا جمیل نے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا اُس سے ایک اہم کام نکلتا خیر جا میں نے تیرا قصور معاف کیا یہ کہو جمیل وہان سے چلا آیا اور پھر کشتی پر سوار ہو لیا کشتی دریا کے دوسرے کنارہ پر پہنچی اُس کنارے پر ایک بڑا جنگل گنجان رختوں کا تھا جمیل یکبارگی کشتی پر سے کودا اور اُس جنگل میں بھاگا چلا گیا ادھر ادھر جمیل پھرتا تھا کہ اُس نے وہاں خیمے ایتادہ دیکھے جنہیں خوبصورت عورتیں جمیل نے دیکھیں جمیل ان خیموں کے پاس گیا تو یہ خیال کیا کہ شاید یہ خواتین یہاں واسطے تفریح کے آئی ہیں جمیل وہاں کھڑا ہو کر تماشا دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جمیل نے وہاں جعفر کو

دیکھا اور اُسکے پیچھے تلوار لیکر دوڑا مگر جعفر بھاگا اور دریا میں کود پڑا اور بہت دیر تک نہ نکلا جمیل نے خیال کیا کہ شاید وہ ڈوب گیا جمیل نے وہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آنے کا قصد کیا کہ دفعاً اُسے دیکھا کہ پندرہ سولہ سوار اُسکی طرف چلے آئے ہیں جب وہ قریب آئے تو اُنکے سردار نے جمیل سے کہا کہ تم ہمارے خیموں کے پاس کیوں گئے تھے جمیل نے کہا میں اپنے مجرم کو پکڑنے کے لیے گیا تھا اور اب چونکہ وہ دریا میں کود پڑا ہوا سیلے میں بھی اپنے ساتھیوں کے پاس جو یہاں سے تھوڑی دور پر کشتی میں موجود ہیں جاتا ہوں یہ کہہ کر جمیل نے اپنی وہی انگوٹھی دکھا دی جسکے ذریعہ سے ایک مرتبہ رام کشن کی جان بچی تھی اور دوسری مرتبہ قاضی القضاۃ کی وہ سردار انگوٹھی کو دیکھ کر متحیر ہوا اور خاموش چلا گیا اور جمیل اپنی کشتی پر آیا تو مدبر الدولہ نے پوچھا کہ جمیل تم کہاں گئے تھے اُسے کہا کہ میں نے ایک بڑا کالا سانپ دیکھا تھا اُسکے مارنے کے لیے کشتی پر سے کود پڑا تھا مدبر الدولہ نے کہا کہ یہاں تو کالے سانپ نہیں ہوتے ہیں بتئے یہ کالا سانپ کیسے دیکھا جمیل نے کہا کہ حضور اُس جنگل میں ہر قسم کے سانپ ہیں مدبر الدولہ نے پھر پوچھا کہ آخر تم نے اس سانپ کو مارا بھی یا نہیں جمیل نے کہا کہ میں تلوار لے کر پیچھے دوڑا لیکن وہ دریا میں بھاگ گیا عشرت بانو نے کہا اے ہوجیریت ہو گئی اگر وہ جمیل کا مقابلہ کرتا تو معلوم نہیں کیا ہوتا یہ مقام خطرناک ہے اور یہاں سے چلا جانا بہتر ہے مدبر الدولہ نے کہا ہاں کسی اور آرام کے مقام پر چلو وہاں جمیل کا قصہ شکر دل بہلا دینگے چنانچہ سب لوگ ایک پُر فضا مقام پر پہنچے وہاں کشتی بھرائی گئی تب مدبر الدولہ نے کہا کہ ہاں جمیل اپنا قصہ شروع کر دو چنانچہ جمیل نے اپنا قصہ اس طرح کہنا

شروع کیا کہ شہر سورت میں قدرت اللہ نامی ایک مٹون رہتا تھا اُسکی ایک  
 خوبصورت لڑکی آمنہ نام تھی بعد اقبال قدرت اللہ کے اُسکا بھائی  
 آمنہ کا محظوظ ہوا جس محلہ میں آمنہ رہتی تھی وہ سمندر کے قریب تھا اس لیے  
 وہاں جہازوں کے کپتان اور دیگر ملازم اکثر رہتے تھے چنانچہ ایک کپتان  
 سے جبکا نام یعقوب تھا آمنہ سے دوستی ہو گئی ایک عرصہ تک ان دونوں  
 میں پاک محبت رہی ایک روز یعقوب نے کہا آج میرا جہاز بیان سے کوچ  
 کرے گا اور میں اُسکے ساتھ جاؤنگا آمنہ نے کہا اول تو تمہاری مفارقت کا  
 صدمہ مجھکو رہے گا دوسرے سفر دریا میں بڑے خطرے ہیں تمہاری سلامتی  
 جان کی طرف سے ہر وقت مجھکو خوف رہیگا تم جہاز کی نوکری چھوڑ دو  
 اور کوئی دوسری جگہ نوکری کرو یعقوب نے کہا البتہ صدمہ جدائی تم کو  
 بچپن کرے گا لیکن تم پریشان خاطر نہ رہو میں اثناء اللہ تم سے ایک ماہ ہفتہ  
 میں واپس آکر ملونگا اور سفر دریا کی نسبت جو تکو خطرہ ہو اُسکا مجھکو کوئی  
 ڈر نہیں میری اس قدر عمر سفر دریا میں گزری ہو اور میں عادی ہو گیا  
 ہوں غرضکہ یہ دونوں عاشق مشوق ایک دوسرے سے رخصت ہونے  
 جب زمانہ معہودہ گزر گیا تو پھر یعقوب سفر سے واپس آیا اور اپنی مشورہ  
 سے ملا اور دونوں خوش ہوئے منجملہ اور باتوں کے آمنہ نے یعقوب سے  
 یہ بھی کہا کہ اگر تم میرے چچا سے ملاقات کر کے اُس سے خواستگاری میرے  
 ساتھ بیاہ کرنے کی کرو تو وہ ضرور تمہارے ساتھ بیاہ کر دیگا۔ اُس وقت  
 ہم تم آرام سے رہینگے یعقوب نے کہا میں اس تدبیر میں ہوں کہ کچھ  
 روپیہ ہاتھ آجائے تو میں یہ نوکری چھوڑ دوں اور اسی شہر میں رہ کر کوئی  
 پیشہ کروں اور تمہارے ساتھ بیاہ کر کے آرام سے رہوں اس اثنا میں

یعقوب چند مرتبہ سفر کو گیا اور پھر پام مہوہ کے اندر واپس آ گیا ایک مرتبہ جب  
 وہ سفر سے واپس آیا تو آمنہ نے بیاہ کے بارہ مین بہت اصرار کیا یعقوب نے  
 کہا کہ اول تو تمھارا چچا درود و مخالفت میں بہت مشغول رہتا ہوا اور لوگوں سے  
 ملاقات نہیں کرتا دوسرے اگر اس سے درخواست بیاہ کی کروں تو معلوم نہیں  
 کہ وہ منظور کرے گا یا نہیں آمنہ نے کہا کہ جمعہ کے روز میرا چچا اپنے بھائی کی  
 قبر پر جایا کرتا ہوا اور وہاں ہر شخص سے وہ ملاقات کرتا ہو پس اگر تم وہاں  
 اس سے ملاقات کر کے درخواست کرو گے تو وہ منظور کرے گا یعقوب نے ایسا ہی  
 کیا اور اس سے وقت ملاقات کے درخواست بیاہ کی کی مگر اس نے منظور نہ کیا  
 یعقوب کو اس بات سے نہایت بالال ہوا اور آمنہ سے یہ حال آ کر کہا آمنہ  
 یہ سنا کر خاموش ہو رہی مگر یعقوب اس فکر میں رہا کہ آمنہ کے چچا کو کسی طرح سے  
 اس امر میں راضی کرنا چاہیے اسی عرصہ میں آمنہ کے چچا اور چند باشندگان شہر  
 کے کسی منارہ نہایت سی کے بارہ مین عداوت ہو گئی اور ان لوگوں نے آمنہ کے چچا کو  
 گرفتار کرنا چاہنا چنچ وہ لوگ یعقوب کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر  
 تم آمنہ کے چچا کو گرفتار کر دو گے تو زکیر انعام ملے گا یعقوب نے اپنے دل  
 میں خیال کیا کہ ادھر انعام ملتا ہوا اور ادھر میری مطلب براری کی بھی امید ہو  
 پس یعقوب بہ یک کر شہہ دو کا ر سمجھ کر اس امر پر راضی ہوا ایک جمعہ کو آمنہ  
 کا چچا مع آمنہ کے اپنے بھائی کی قبر پر جانے والا تھا اور اس انتظار میں  
 تھا کہ کوئی کشتی کرایہ کی ملے تو اس پر سوار ہو کر جاؤں مگر حسب اتفاق کوئی  
 کشتی نہ ملی یعقوب کا جانا اسی جزیرہ کی طرف جانے والا تھا جہاں آمنہ  
 کے باپ کی قبر تھی چنانچہ آمنہ کے چچا نے یعقوب سے کہا کہ مجھ کو بھی فلاں  
 جزیرہ میں اتار دینا یعقوب تو یہ چاہتا ہی تھا فوراً منظور کر لیا اور اپنے

جہاز پر سوار کر کے روانہ ہوا جو لوگ آمنہ کے چچا کے دشمن تھے وہ بھی اُسی جہاز میں موجود تھے انھوں نے داروے بیہوشی آمنہ کے چچا کو بندریہ آمنہ کے پلاوی تاکہ وہ بیہوش رہے اور جہان وہ جہاز سے اترنا چاہتا ہو بان نہ اتر سکے چونکہ ہوا موافق تھی جہاز بہت جلد عدن میں پہنچا وہاں جب آمنہ کے چچا کو ہوش آیا تو اپنے تئیں ایک شہر غیر میں پایا یعقوب نے اُس وقت کہا کہ تمہارے دشمن تم کو یہاں لے آئے ہیں اور وہ تمہارے خون کے پیاسے ہیں یا تو قتل کر ڈالیں گے یا مثل غلاموں کے فروخت کر ڈالیں گے بہتر ہو کہ اس لڑکی کا بیاہ میرے ساتھ کرو تو میں تمہاری جان بچانے کی کوشش کروں چونکہ ہر شخص کو اپنی جان عزیز ہوتی جو اس لیے آمنہ کے چچا نے یعقوب کا نکاح آمنہ کے ساتھ کر دیا اور یعقوب نے اپنا انعام مقررہ لے کر آمنہ کے چچا کو اُسکے دشمنوں کے حوالہ کر دیا انھوں نے اسکو قتل تو نہ کیا مگر بازار میں بیجا کر فروخت کر دیا۔ آمنہ اور یعقوب نے ایک عرصہ تک بامام زندگی بسر کی آخر کار ایک لڑکا چھوڑ کر آمنہ فوت ہوئی اُسکے تھوڑے عرصہ کے بعد یعقوب بھی فوت ہو گیا۔ جب یہ قصہ ختم ہوا تو سب لوگوں نے کہا کہ یہ مقام بہت فضا کا جو بیان سیر کرنی چاہیے چنانچہ مدیر الدولہ نے کہا کہ تم میں سے جس کا دل چاہے سیر کر دے مابہر و سلیم اور نازنین سلیم مع اپنے اپنے عاشقوں کے سیر کے واسطے چہن محمودہ بھی اٹھنے والی تھی کہ جمیل نے اُسے بہن میں کہا کہ تم سیر کے واسطے مت چلو محمودہ بیٹھ گئی اور جمیل عشرت بانو نے ساتھ سیر کرنے لیا جمیل نے محمودہ کو اس غرض سے سیر کے جانے کو منع کیا تھا کہ اسکو عشرت بانو سے باتیں غلط ہوں کہ تا تئیں اگر محمودہ جاتی تو باتیں اچھی طرح سے نہ ہوتیں ارم نشن مابہر و سلیم



کا ہاتھ پکڑ کر اور ہر ناتھہ ناز نہیں سکھم کا ہاتھ پکڑ کر ٹٹلنے لگے جمیل اور عشرت بانو  
 تنہا رہ گئے تب عشرت بانو نے جمیل کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا پیارے  
 آج کئی دن کے بعد ہم تم کی گنجائش دینے میں اس قدر سے دل کو تسکین دے گا  
 دل بھی چاہتا ہے کہ ایسے گہرے تیر ہو کہ ہم دونوں ہمیشہ یکجا رہیں اور علیحدہ  
 نہ ہوں جمیل نے کہا: وہ غیر ممکن ہے عشرت بانو نے کہا: غیر ممکن کس طرح ہو  
 کیا تم خود مختار اور مالدار نہیں ہو جمیل نے کہا: یہ تو سب حق تعالیٰ نے مجھ میں نہیں  
 دیا ہم یزیدین ہیں عشرت بانو نے کہا: میں دینیہ رشتہ زریح کی پابند نہیں  
 ہوں جیسے تم مجھ کو خیال کرتے ہو جمیل نے کہا: اسکا مطلب میں نہیں سمجھا  
 عشرت بانو نے کہا: اگر عورت کسی کو پیار کرتی ہو تو اس کے نزدیک کچھ  
 غیر ممکن نہیں ہو جمیل نے کہا: میں پھر اسکا غم غصہ سمجھتا ہوں عشرت بانو نے  
 کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ میں جس کو چاہتی ہوں اس کے لئے ہر شے ممکن ہے  
 مشکل اور کیا ہے غرض کہ وہ وہاں آکر آسکتی ہوں جمیل نے کہا: پھر ہوتا رہا  
 شہر جو موجود ہے عشرت بانو نے کہا: وہ رہی تو ہمارے پکڑائی کا مانع ہو  
 خدا کی قسم جب میں تلو کو دیکھ کر اسکی طرف دیکھتی ہوں تو نہایت غصہ و معام  
 ہوتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسکی طرف لپکتی ہوں اس وقت کان  
 کھڑے ہوئے اور وہاں سے اس کی عورت سے پناہ میں لے کر ہر عشرت بانو  
 نے پوچھا کہ جمیل نے یہ کچھ بتا کر تم کو پتہ چلے گا کہ ہم دونوں ہمیشہ یکجا رہیں اور  
 جس طرح میں تیری ہوں اسی طرح تو میرا ہو کر رہے ہو تو یہ ایک لمحہ کا کام ہے  
 جمیل نے کہا: کس طرح عشرت بانو نے کہا: جہاں میں رہا کروں گا وہاں ہی  
 وہ مقام میں تلو کو بنا دوں گی اس طرح تو دولت ہاتھ آوے گی اور تیری حفاظت سے  
 میں اسکو ہر دو گلی تاکہ ہم دونوں ہمیشہ یکجا رہیں اور اس امر کی کسی کو خبر بھی

نہ ہوگی اگر تم کو منظور ہو تو ایسا کروں جمیل نے جب دیکھا کہ عشرت بانو کی  
 خواہش نفسانی مشتعل ہوتی جاتی ہو تو اسکی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ دیکھو بیان  
 آئے ہوئے ہو کہ بہت دیر ہو گئی اگر مدبر الدولہ بیان ہو کو تلاش کرنے کے لیے  
 آگیا اور اس طرح ہو کو بیٹھ ہوئے دیکھ لیا تو غضب کر ڈالے گا جمیل یہ  
 کہہ رہا تھا کہ ماسریم دیرم وغیرہ سب لوگ سامنے سے نظر آئے تب جمیل عشرت بانو  
 کے پہلو سے اٹھا اور سب کے ساتھ ہو کر کشتی کی طرف چلا وہاں سب لوگ  
 پہنچے تو دیکھا کہ مدبر الدولہ تو آرام میں تھا اور محمود وہاں نہیں ہو یہ واقعہ  
 دیکھ کر سب کو حیرت تھی کہ محمود کہاں گئی آخر کار ان سب نے مدبر الدولہ  
 کو بیدار کیا اور محمود کے قہم ہو جانے کا حال کہہ مدبر الدولہ نے کہا ہاے  
 محمود غائب ہوئی اور کیسے غائب ہو گئی جب تم سب لوگ سیر کو گئے میں نے  
 اس سے کہا کہ کوئی گھوڑا دیا پتہ وہ گائے لگی ہو اسی حالت میں ہو گیا  
 پھر مجھ کو معلوم نہیں کیا ہو جمیل اور اہم کشتی اور ہرنا تھ اسکی تلاش  
 کرنے کے واسطے نے عشرت بانو سے نظر دار ہی کو راہ سے تو کہہ دیا کہ تجب  
 ہو کہ محمود دگر رہ گئی لیکن اس میں سدا کی راہ سے خوش ہوئی اور کہنے لگی  
 کہ اچھا ہو محمود نے ہو گئی جمیل میرا ہو گیا خبر بیان تو یہ گذرا اب  
 محمود کا حال سنو کہ کشتی میں ہو گیا ہے نہ ہو ہی نہیں کہ اُسے بیرون کے  
 بیچ میں جہ کنا سے دیا کہ سب سے ایک شخص کو پرتے ہوئے دیکھا محمود  
 نے کشتی میں سے بھاگ کر دوڑ دینا تو یکدم جھٹی تھا وہ جھٹی محمود کو دیکھ کر کشتی  
 پر دوڑ کر آیا اور محمود کو کشتی میں سے اس طرح اٹھائے گیا جیسے کوئی دانی پچ  
 کو گو دین لیکر بھاگ جاتی ہو جب وہ محمود کو لیکر بھاگا تو محمود کو غش آگیا  
 تھا اب اس جھٹی نے اسکو لپکا کر گھاس پر لٹا دیا اور اسکی خوبصورتی کو دیکھنے لگا

محمودہ کو جب ہوش آیا تو کھڑی ہوئی اور خوشامد کرنے لگی کہ میرے ادب پر رحم کر اور مجھ کو کشتی پر جانے دے یہ حبشی دراصل جعفر تھا مگر چونکہ محمودہ نے پہلے اسکو نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ اسکو دیکھ کر ڈر گئی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ وہ کون شخص ہے محمودہ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا کہ میں جعفر ہوں اور تمہارے چچا کا پہلے مین غلام تھا اب بھاگ آیا ہوں پس اب بتاؤ کہ تم میری جو رو بنو گی یا نہیں محمودہ نے یہ سن کر چیخ ماری اور بھاگی مگر حبشی نے اسکو زبردستی پکڑ لیا اور نبھا گئے نہ دیا پھر کہنے لگا کہ تمہارا بھائی گناہ قبول ہے اسوقت تم میرے اختیار میں ہو اگر بھاگنے کا قصد کرو گی تو تمہاری ٹہنی سبلی سب جو چور کڈو انونگا محمودہ نے کہا ایو مردک تیری کیا خیال ہے اگر میرا ایک بال بھی بیکا ہوا تو مجھکو ایسی سزا دی جائیگی کہ جیل کو دن کو تیرے ادب پر رحم آوے گا یہ کہہ کر محمودہ نے اس حبشی کو ترچھی نگاہ سے دیکھا اسوقت اس نے کہا پیاری مین تو تیرا عاشق ہوں اور یہ شعر پڑھا ہے ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو نہ کیسے تیرا انداز ہو سیدھا تو کہو تیر کو نہ بعد اس کے جعفر ہنس کر کہنے لگا کہ تم مجھکو سزا دلوانا جو کتنی ہو سو اب میں کسی کو نہیں دیکھتا کہ اب مجھکو سزا دے مین صرف چند لہجوں کی مہلت نکلو دیتا ہوں اس عرصہ میں غور کرو کہ تم میری جو رو بنو گی یا نہیں بعد ازاں مین تمکو بیان سے لے کر بھاگ جاؤنگا اور لاؤ پہلے اپنے بہائے نازک کا ایک بے سے تو دے دو محمودہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف کو بھاگی تمام جنگل میں محمودہ بھاگتی پھرتی تھی اور اس کے پیچھے جعفر اس طرح دوڑتا تھا جیسے شکار کے پیچھے شکاری اسوقت قدرت خدا دیکھو کہ اتفاقاً جعفر نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا جب تک وہ اٹھ کر پھر دوڑے محمودہ دوڑ نکلی گئی اور بھاگتے بھاگتے ایک دور لے پر پہنچی محمودہ نے جو بھر کر دیکھا تو حبشی کا پتا نہ تھا تب وہ ایک راستہ پر

چلی اور تھوڑی دور جا کر ایک مختصر آبادی دیکھی وہاں اس خیال سے گئی کہ لوگ یہاں رہتے ہیں اگر بالفرض جعفر آگیا تو وہ لوگ مجھ کو تباہ دینے لگے جب سے دروازہ پر ایک مکان کے دستک ہی تو کچھ جواب نہ پایا اسوقت متحیر ہوئی کہ اب کیا کروں تھوڑی دیر بعد وہ اندر ہی زور دوسرے دروازہ پر دستک دی مگر پھر جواب نہ ملا ذرا تامل محمودہ نے کیا تھا کہ اسکے کان میں یہ آواز آئی اے یا زین تو فرستہ ہو اور تجھ کو خدانے بیان بھیجا ہے اور سی طرح اور کلمات و بیانات اُس نے نہ سمجھ سکی تھی اور ایک اور کمرہ میں جا کر دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہوا اور دودھ منگا کر اُس کے پاس بیٹھ کر پین اور جو شخص لیٹا ہوا وہ ایسے کلمات کہتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ مجنون ہو یا کوئی بیاری یا محتاج ہے محمودہ نے ایک غلام کی طرف اشارہ کر کے بلایا وہ آیا اور محمودہ سے بات کرنے لگا کہ میں آپ کے واسطے کیا کر سکتا ہوں محمودہ نے کہا کہ میں مدد بول کر آؤں گی مگر میں ہوں اور اُس کے ساتھ میرے واسطے آئی تھی مگر اتفاق سے سب سے میں غائب ہو گئی اب وہاں بغیر کسی ہمراہی کے میں نہیں جا سکتی ہوں غلام نے جواب دیا کہ ہم دونوں غلام میں سے ایک ساتھ جا کر آپ کو پہنچا آؤں گا لیکن ہمارا آقا بیدار ہوئے جب تک آپ بیان تشریف نہیں دے کر کچھ تبادل فرما دیں محمودہ نے پوچھا کہ تمہارا آقا کب بیدار ہوگا غلام نے کہا ایک یا دو گھنٹہ میں محمودہ نے کہا بہت دیر ہو جائے گی اور سب لوگ میرے منتظر ہوں گے پھر محمودہ نے پوچھا کہ تمہارے آقا کو کیا بیماری ہو غلام نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے وہ انیوں کا تباہی اور پینک میں آکر اپنا بکنا ہے محمودہ انہیں باتوں میں مشغول تھی کہ اُس نے ایک شخص کو دور سے آتے دیکھا محمودہ خوف زدہ ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ جعفر تو نہیں ہے بلکہ بخور اسکو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسکا پیارا جیل چلا آتا ہے تب اسکی جان میں جان آئی محمودہ نے ایک اشرفی اپنی

حبیب سے نکال کر اس غلام کو دی اور کہا یہ تمہارا انعام ہے میرا ایک ہمراہی آگیا اب  
 میں جاتی ہوں یہ کہہ کر وہ مکان کے اندر سے نکلی جمیل نے محمودہ کو دیکھا تو خوش  
 ہوا اور کہنے لگا کہ تم کس طرح یہاں آئیں محمودہ نے تب اپنا اور جعفر کا حال  
 بیان کیا جمیل محمودہ کو نے کروہان سے چلا رام کشن اور ہر ناتھ بھی محمودہ  
 کو تلاش کر کے واپس لائے تھے کہ ویسے ہی جمیل و محمودہ پہنچے سب لوگ  
 محمودہ کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ مگر عشرت مانو آتش حسد سے جل گئی  
 مدبر الہ دولہ کے رد و رواج یہ حکایت بیان کی گئی تو بہت برہم ہوا اور کہنے لگا  
 افسوس جعفر اس وقت میرے اختیار میں نہیں ہے ورنہ نہ بہتر اس منکر ام کو دیتا  
 یہ کہہ کر مدبر الہ دولہ نے کشتی کو گھر کی طرف چلانے کا حکم دیا تھوڑی دور جا کر  
 مدبر الہ دولہ نے جمیل سے کہا کہ تم نے اپنی انگوٹھی کا حال نہ بتایا جمیل نے کہا  
 میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس میں ایک رات ہو جبکہ میں ظاہر نہیں کر سکتا  
 غرض کہ اسی طرح مختلف باتیں سب لوگ کرتے ہوئے مجلس رے میں پہنچے تھوڑی  
 دیر نہ گزری تھی کہ بادشاہی قاصد پہنچا اور مدبر الہ دولہ سے کہا کہ بادشاہ مستان  
 نے یاد فرمایا ہو مدبر الہ دولہ فوراً روانہ ہوا جب دربار میں پہنچا تو بادشاہ  
 نے کہا کہ مدبر الہ دولہ تم نے بغاوت کے فرد کرنے میں بہت کوشش کی ہے میں  
 اس کے صلہ میں تم کو قائم جنگ کا خطاب عطا کرتا ہوں اور سوائے اسکے اپنی نرکی  
 تربیت بعلم کا بیاہ تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ مدبر الہ دولہ آداب خسروانہ کا لایا  
 اور اپنے گھر واپس آگئے جمیل سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ میں اس خوشی  
 کی وجہ سے دعوت کرنا چاہتا ہوں بعد فراغت طعام اور خمریت ہونے  
 احباب کے ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں کہ پھر بادشاہی قاصد پہنچا اور  
 کہا کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہو مدبر الہ دولہ مع تحفہ تحائف کے گیا اور بادشاہ

کی نذر گزراں کر وہ تحائف نر بہت بیگم کے پیشکش کیے بادشاہ نے کہا کہ  
 مہر برالدولہ بن نر بہت بیگم کو تجھے دیتا ہوں مہر برالدولہ اس وقت  
 نر بہت بیگم کے قدموں پر گر پڑا مگر نر بہت بیگم نے اسکا سر اٹھایا اور  
 خود مہر برالدولہ کے قدموں پر گر پڑی مہر برالدولہ نے کہا کہ میں آپ کا  
 خادم ہوں اور آپ میری اور سب لوگوں کی سرتاج ہیں نر بہت بیگم نے  
 کہا یہ تو سب سچ ہو لیکن تمھاری ایک بی بی موجود ہو اور تمھارا دل تمھارے  
 قابو میں نہیں ہو پس اسی حالت میں میں تمھارے ساتھ بیاہ نہیں کر سکتی ہوں  
 گو بادشاہ کا کچھ اسی حکم تا کیدی اس بارہ میں ہو مہر برالدولہ کہاں تو  
 خوشی خوشی بیاہ کی غرض سے گیا تھا اور کہاں مایوس واپس آیا جمیل نے یہ  
 کیفیت سن کر اسکی دلجوئی کی پھر مہر برالدولہ نے کہا جمیل دل پریشان ہو  
 آؤ کوئی قصہ بیان کرو چنانچہ جمیل نے اس طرح قصہ کہنا شروع کیا کہ  
 ایک مرتبہ ہارون رشید خلیفہ بغداد کشتی میں سوار دریا کی سیر کر رہا تھا کہ  
 سامنے سے ایک جہاز آتا ہوا معلوم ہوا اس جہاز کے پیچھے کی طرف ایک  
 تختہ پر ایک عورت صاحب جمال کھڑی ہوئی دریا کی سیر کو ہی تھی کہ اتفاقاً  
 اسکا پیر پھسلا اور سمندر میں گر پڑی اہل جہاز نے تو اسکو گرتے ہوئے نہیں  
 دیکھا مگر خلیفہ نے اسکو گرتے ہوئے دیکھ لیا تھا فوراً ملاحوں کو حکم دیا کہ  
 اس عورت کو نکالو ڈوبنے نہ پادے چنانچہ ملاح اسکو نکال لائے خلیفہ اسکو  
 ہمراہ اپنے محل میں لایا اور اسکا حال دریافت کیا اس عورت نے کہا حضور  
 چہ گویم از سرو سامان خود عمریت چون کا کل پد سیہ نجم پریشان روزگارم  
 خانہ برد و شرم پد میں نے متواتر ایسے رنج و محن اٹھائے ہیں کہ انکے صدمے سے  
 دل ٹکڑے اور کلیجہ پاش پاش ہو خلیفہ اسکا حال سننے کا زیادہ مشتاق ہوا۔

تب اُس نے کہا کہ حضور میرا نام خورشید بانو ہو میرا باپ شہر حلب میں ملک التجار تھا اوائل عمر میں وہ اُس شہر کے قاضی کی بیٹی پر عاشق ہوا اور ہزار خرچہ لپیٹا بیاہ اُسکے ساتھ ہوا پانچ برس کے عرصہ میں ایک مین اور دوسرا میرا بھائی مشتاق نامے اُس بی بی سے پیدا ہوئے تھوڑے عرصہ بعد میرے والدین نے انتقال کیا اور ہم دونوں بھائی بہن اپنے چچا کے پاس رہنے لگے جب میرا بھائی جوان ہوا تو حاکم حلب کے پاس مصاحبوں میں نوکر ہو گیا ایک روز شراب کے نشہ میں اُسے میری خوبصورتی کی تعریف حاکم کے روبرو کی وہ حاکم میرے اوپر غائبانہ عاشق ہو گیا اور دوسرے روز مجھ کو اپنے روبرو بلایا مین وہاں گئی تو اُس نے اپنی خواہش میرے ساتھ بیاہ کرنے کی ظاہر کی مین نے اُس کو صاف جواب دیا کہ تمھاری کئی جوڑو موجود ہیں مین تمھارے ساتھ بیاہ نہ کروں گی یہ کہہ کر مین اپنے گھر چلی آئی دوسرے روز شام کو میرے گھر کا محاصرہ اُس حاکم نے کر لیا اور مسلح سوار میرے گھر میں گھس آئے اور زبردستی مجھ کو حاکم کے پاس پکڑ لے گئے مین نے ہر چند شور کیا مگر کسی نے نہ سنا حاکم نے حکم دیا کہ اس عورت کو خلسرے میں لیجاؤ مین یہاں گئی لیکن افسردہ خاطر تھی اور اپنی زلیست کو بہتر از درگ جانتی تھی اُس زمانہ میں حلب میں ایک گروہ فراقون کا رہا کرتا تھا جسکے سردار کا نام جبار تھا اُس سے میرے بھائی نے امداد چاہی چنانچہ اُس نے اقرار مدد دینے کا کیا ایک روز مین مکان میں رات کو لیٹی ہوئی تھی کہ مین نے اُس مکان میں آگ لگی ہوئی دیکھی مین نے شور کیا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور مجھ کو اٹھا کر لے بھاگا مجھ کو بوجہ خوف کے غش آگیا تھا چند لمحہ بعد مین نے آنکھ کھولی تو مین نے اپنے بھائی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا اور اپنے تئیں ایک مکان میں پایا مین نے اپنے بھائی سے پوچھا مجھے یہاں کون لایا اُس نے سب حال بیان کیا اور کہا اب خاطر جمع رکھو

یہ مکان ایک امیر کا ہوا اور اس کا نام حبیب ہو اور جب بار نے مجھ کو اس معاملہ میں مدد دی تو مجھ بار نے تو مال و دولت پانے کی غرض سے اور اس امیر نے شہر حلب کی حکومت پانے کی غرض سے میرے بھائی کو مدد دی تھی چنانچہ ان دونوں کے آدمی گئے اور حاکم کا مال و اسباب لوٹ لیا اور حاکم کو گرفتار کیا مگر لوگوں نے میرے بھائی کو وہاں کا حاکم بنا دیا یہ امر حبیب کو ناگوار ہوا اور درپے اسکا ہوا کہ مجھ کو میرے بھائی سے حصے لے اور اپنی جو رو بناوے اس غرض سے وہ ایک روز میرے کمرہ میں آیا اور محبت کا اظہار کیا جب میں نے جواب صاف دیا تو وہ میری خوشامد کرنے لگا جب یوں بھی اسکا مطلب حاصل نہوا تو مجھ پر کمرنا شروع کیا تب میں نے اپنا خنجر اٹھایا اور قصد اپنے مارنے کا کیا جب یہ حالت اُسے دیکھی تو یہ کہتا ہوا چلا گیا اچھا میں آج جاتا ہوں کل پھر آؤنگا اس وقت شاید تم راستی پر آؤ اور راضی ہو اُسکے جانے کے بعد میں نے چاہا کہ میں ہاں سے بھاگ جاؤں لیکن یہ خیال کر کے ناسل کیا کہ میرا بھائی آ جائے اور اُس سے اس امر کا تذکرہ کروں میں اسی خیال میں تھی کہ چند غلام طعام نفیس اور چند عورتیں گانے والیاں اُن غلاموں نے کھانا میرے سامنے رکھا اور عورتوں نے ناچنا اور گانا شروع کیا مگر میں نے بوجہ ملاں کے نہ کچھ کھایا اور نہ گانا سنا یہ سب لوگ تھوڑے عرصہ بعد چلے گئے میں تمام دن اپنے بھائی کی منتظر رہی مگر وہ نہ آیا قریب شام کے میں نے دروازہ پر کچھ شور و غل سنا کہ گویا لڑائی ہو رہی ہو میں نے کہا کہ اب معلوم نہیں کیا آفت آئی تھوڑی دیر بعد میرا بھائی مع جبہار کے آیا اور مجھے کہا کہ یہ لڑائی حبیب کے آدمیوں سے ہوئی تھی کیونکہ وہ اس مکان میں مجھ کو نہیں آنے دیتے تھے جبہار کے آدمیوں نے حبیب کو قتل کیا اب اطمینان رکھو میں نے خدا کا شکر کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ محل میں



گئی اور حبیب کا مکان چھوڑ دیا ایک عرصہ تک وہاں میں رہی تھی کہ ہزاروں آدمیوں کی درخواست میرے ساتھ نکاح کی آئیں لیکن میں نے کسی کے ساتھ بیاہ نہ کیا تھوڑے عرصہ بعد ایک سردار محبوب نام میرے بھائی کے پاس آیا میں نے اتفاق سے اسکو دیکھا تو اسکا حسن و جمال اور سبکی خوش وضعی دیکھ کر میں ایسی از خود رفتہ ہو گئی کہ میں نے خود اپنے بھائی سے کہا کہ میری شادی اس جوان سے کرو میرا بھائی راضی ہوا اور سامان شادی کا تیار کر کے تاریخ عقد مقرر ہوئی ایک روز عقد کا باقی تھا کہ قرآن کے سردار یعنی جبار آیا اور میرے بھائی سے کہا کہ تم میری مدد سے یہاں کے حاکم ہوئے ہو اور اب بھی تم میرے اختیار میں ہو جب چاہوں تمھاری حکومت چھین لوں تمھاری فوج میری فوج سے زیادہ نہیں ہو پس بہتر ہو کہ اپنی بہن کا نکاح میرے ساتھ کرو میرا بھائی ہر ہم ہوا اور کہنے لگا کہ اچھ ملعون فراق پیشہ تیری ہتھکڑیاں ہوتی تھیں جو رشید بانو کی خواستگاری کرنے آیا ہے وہ اس قابل نہیں ہو کہ ایک فراق کی جو رو بنے جبار نے کہا کہ میں ضرور اس کے ساتھ بیاہ کر دوں گا مشتاق نے کہا کہ مجھ سے اور کچھ انعام لے لے لیکن میں تیرا بیاہ اس کے ساتھ نہیں کر سکتا جبار نے کہا کہ میں نہ مانوں گا مشتاق نے جب دیکھا کہ جبار نہیں راضی ہوتا تو برہم ہو کر کہا کوئی ہے اس ملعون کو پکڑو چنانچہ غلاموں نے جبار کو گرفتار کر لیا جبار نے کہا کہ یہ فعل تمھارا عیث ہے اگر اس وقت میں تین مرتبہ بگل بجائوں تو سب فوج یہاں جمع ہو جائے اور تم کچھ نہ کر سکو میرے بھائی نے کہا تو شوق سے بگل بجا چنانچہ اس نے ایک مرتبہ بگل بجا یا تو تمام فوج میں خوشی ہو گئی دوسری مرتبہ بجانے سے سب نے اپنے اپنے ہتھیار اٹھائے تب میرے بھائی سے جبار نے کہا دیکھو ابھی خبر ہو میرے ساتھ اپنی بہن کا بیاہ کرو میرے

بھائی نے جب دیکھا کہ واقعی فوج تیار ہو تو اپنے غلاموں سے کہا کہ جبار کا سر کاٹ لو اس حکم کی تعمیل نہ ہونے پائی تھی کہ جبار نے تیسری مرتبہ بگل بجایا اور ساری فوج جمع ہو گئی اس وقت جبار کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے مشتاق اب یا تو حکومت اور جان سے ہاتھ دھو یا اپنی بہن مجھ کو دے میرا بھائی عجب پریشانی میں تھا نہ حکومت اور نہ اپنی جان سے دست بردار ہو سکتا تھا نہ مجھ کو اسکے حوالہ کر سکتا تھا آخر کار میرے بھائی نے کہا کہ میں دو روز کے بعد کے بعد اس کا جواب قطعی دوں گا جبار نے منظور کیا اور کہا اگر تیسرے روز مجھ کو جواب نہ ملا تو تم جانتے ہو کہ جو نتیجہ ہوگا یہ کہہ دو تو چلا گیا اور ہم دونوں بھائی بہن حالت اضطراب میں تھے کہ کیا کریں نہ تو مجھ کو یہ گوارا تھا کہ میرے بھائی کی حکومت جاتی رہے اور نہ یہ منظور تھا کہ اس فراق کے ساتھ بیاہ کریں کیونکہ میرا دل تو محبوب پر مائل تھا غرض کہ اسی انتشار میں تیسرا روز آیا اور جبار مع فوج کے آموجد ہوا تب میرے بھائی نے اپنی جان بچانے کی غرض سے بھجوری اس فراق کے ساتھ میرا بیاہ کر دینا منظور کیا جب جبار نے دیکھا کہ میرا بھائی راضی ہوا تو اپنی فوج کو واپس کر دیا صرف چند آدمی اسکے پاس رہے اب بیاہ کی تیاری ہوئی اور تاریخ عقد مقرر کی گئی جب اس روز مقرر پر کل رسمیات نکاح ادا ہو چکیں جبار نے لونڈیوں سے کہا کہ دو گھنٹوں کو خلوت میں بجاؤ لونڈیوں نے حکم کی تعمیل کی مشتاق میرے بھائی نے ایک غلام سے کہہ دیا تھا کہ جو وقت جبار خوب نشہ میں ہو تو اس وقت شراب میں زہر ہلاہل ملا کر جبار اور اسکے ہمراہیوں کو بلا دینا چنانچہ جبار خلوت میں جانے پر آمادہ تھا کہ غلام نے زہر آمیز شراب کا گلاس جبار کے پیش کش کیا اس نے اس کو پی لیا چند قدم چلا تھا کہ زہر کے اثر سے وہ بیہوش ہو کر گر ا اور فوراً ہی

ملک عدم ہوا یہ حالت دیکھ کر اُسکے ہمراہی شور کرنے لگے کہ مشتاق نے فریب کیا اور آما وہ فساد ہو کہ نہ ہر کے اثر سے وہ بھی مہوش ہو کر گر پڑے اور ہر ایک کا کام تمام ہوا پس میرا بیاہ بھی ہوا اور بیوہ بھی ہوئی اور پھر باگمہ رہی بجز اس واقعہ کے میرا بھائی مجھ کو اغلاع کرنے کے واسطے میرے کمرہ میں آیا اور کہا کہ کل میں بقیہ فراقون کا کام تمام کر دوں گا اور چونکہ محبوب بوجہ خوف فراقون کے بھاگ گیا ہو میں اُسکی تلاش کر کے تیرا بیاہ اُسکے ساتھ کر دوں گا میں خوش ہوئی اور شکر خدا بجالائی کہ اس شخصہ سے نجات ملی دوسرے روز میرے بھائی نے فراقون پر حملہ کیا اور جو کچھ ملے اُنکو قتل اور گرفتار کیا اور جو نہیں ملے اُنکی تلاش کی مگر چند روز بعد میرا بھائی جنگل سے واپس آیا اور اپنا نائب بقیہ فراقون کے گرفتار کرنے کو چھوڑ آیا گو مجھ کو اس شخصہ سے نجات ملی تھی مگر میں بوجہ نہ ملنے محبوب کے افسردہ رہتی تھی میرے بھائی نے ہر چار طرف اُسکی تلاش کی اور قاصد بھیجے اور اشتہار بھی دیا مگر کہیں اُسکا پتہ نہ ملا جبکہ کو قتل ہوئے چند ماہ گزرے تھے کہ یہ خبر آئی کہ میرے بھائی نے جو نائب فراقون کے استیصال کے لیے جنگل میں چھوڑا تھا وہ خود فراقون کے شامل ہو گیا ہو اور اُسے حاکم سابق کو قید سے رہا کر دیا اور فوج لے کر شہر کی طرف آتا ہو اسوقت میرے بھائی کو بہت اضطراب ہوا اور اپنی فوج کی تیاری کا حکم دیا رعیت دوڑی آئی اور میرے بھائی سے کہا کہ ہمارا مال و اسباب قراق لوٹ لیجا وینگے ہم آپ کی پناہ مانگتے ہیں میرے بھائی نے کہا کہ میری فوج بہت تھوڑی ہو تم سب لوگ بھی ہتھیار بند ہو کر اپنے اپنے مال کی حفاظت کر دو چنانچہ ایک طرف میرے بھائی کی فوج اور دوسری طرف رعیت ہتھیار بند ہو کر متعدد جنگ پیکار ہوئی جب یہ نوبت پہنچی تو میں اپنی حالت پر رونی اور دل میں

کہنے لگی کہ اگر خدا نخواستے میرا بھائی جنگ میں گرفتار ہو یا مارا گیا تو میں بے یار و  
 یار ہو جاؤں گی اور پھر مجھے کون پناہ دے گا بہتر ہو کہ میں بھی اپنے بھائی کے ساتھ  
 جان دوں انہیں خیالات میں تھی کہ میرا غلام ضعیف صادق نام میرے پاس  
 آیا اور کہا کہ بی بی یہ وقت بہت نازک ہے یہاں سے بھاگنے کی تدبیر کرو میں  
 تمہارے ساتھ رہوں گا اور کچھ جواہرات لے کر ہم دونوں فقیروں کا بھینس نکال کر  
 یہاں سے بھاگیں اور ایک مقام پر اس مکان کو چھوڑ کر قیام کریں اور ایک  
 غلام سے کہہ دیں کہ جو کچھ لڑائی کا بیجہ ہو اس سے ہمو آگاہ کر دے اگر تمہارا  
 بھائی فحشیاب ہو تو خیر ورنہ دو حال سے خالی نہیں یا تو مارا جائیگا یا قید ہوگا  
 اگر مارا گیا تو مجبور سی ہو اگر قید ہو تو پھر ملنے کی اُمید باقی نہ رہے گی میں اس پر  
 راضی ہوئی اور ایسا ہی کیا دوسرے روز جو غلام متعین ہوا تھا وہ آیا اور کہا  
 کہ بی بی تمہارا بھائی قید ہو گیا تب میں اور صادق دونوں وہاں سے  
 بھاگے اور شہر سے نکل کر ایک گاؤں میں رات کو آرام کیا صبح کو روانہ شہر چل  
 کو ہوئے وہاں ایک ضعیفہ کے مکان میں قیام کیا ایک روز میں نے اس ضعیفہ  
 سے پوچھا کہ یہاں کوئی شخص محبوب نامے سردار ہو اُسے کہا ہاں وہ یہاں کے  
 حاکم کی فوج کا سردار ہے میں نے اس ضعیفہ کے ہاتھ ایک خط محبوب کے پاس  
 بھیجا چنانچہ دوسرے روز میرے پاس آیا میں اُس کو دیکھ کر از حد خوش ہوئی لیکن  
 جیسا وہ محبت سے مجھے حلب میں پیش آیا تھا اُس طرح پیش نہ آیا اور میں جیسے  
 جیسے محبت اور المہا سے مفارقت کا اظہار کرتی تھی ویسے ہی وہ سردھری  
 اور بے پروائی سے جواب دیتا تھا غرض ہر امر میں میں نے بہت بُرا تجربہ کیا  
 پایا تاہم میرا دل اُس پر اُٹل رہا تھوڑی دیر ٹھہر کر وہ چلا گیا اور دوسرے روز  
 پھر آئیکا وعدہ کر گیا جب اُسکے آنے کا وقت گزر گیا تو مجھ کو طرح طرح کے

خدا شے گذرے لیکن قریب شام کے ایک شخص اجنبی آیا اور کہا کہ محبوب کو ایک شخص نے زخمی کیا ہے وہ تو نہیں آسکتا لیکن اپنی انگوٹھی میرے ہاتھ پہنچا ہے یہ خبر سنا کر میرے شیشہ دل پر ایک پتھر سا گرا اور اپنی قیمتی پروردگار کے شہر پہ ہمارے سوا کوئی پایا نہ تو نے بظلمت کیا ہمیں تھے ستانے کے قابل یہ وہ شخص تھا تو انگوٹھی دیکر چلا گیا اور میں اپنے محبوب کی سلامتی کے لیے سرسجدہ ہوئی کئی ہفتہ کے بعد جب پھر میرے پاس آیا لیکن وہ بہت ناتوان تھا اسی طرح وہ میرے پاس دوسرے دوسرے روز آیا کرتا تھا مگر جب کبھی بیاہ کا تذکرہ درمیان میں آتا اُسے وہ ڈال دیتا تھا اور کچھ جواب بہت یا نسبت کا نہ دیتا تھا باوجود اُسکے کشیدہ ہونے کے میں اُسکو دل سے چاہتی رہی ایک روز حسب معمول میرے پاس وہ آیا اور مجھے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں مجھکو لڑائی پر جانے کا حکم ہوا ہے اسوقت میں محبوب سے لپٹ گئی اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگی کہ اس ظلمت ناہنجار کی عجب چال ہے ابھی تو میں صدمہ مفارقت اٹھا چکی ہوں اور تکالیف سفر برداشت کر کے بیان پہنچتی ہوں ہنوز وہ زخم اچھا نہیں ہوا ہے اور وصال یا رکا مرنہ نہیں چکھا ہے کہ یہ دوسرا وار کیا اور پیارے محبوب کے چھوڑانے پر آمادہ ہوا نسبت تاکے زمانہ داغ غم پر جگر بند بیک داغ نیک ناشدہ داغ و گوند یہ سب کچھ کہہ کر میں نے محبوب سے کہا اچھا جاؤ لیکن صبح کو مجھے ملکر جانا اُسے کہا کہ صبح کو فوج کا کوچ ہو جائیگا فرصت نہو گی مگر آدھی رات کو میں تم سے فلان باغ میں ملونگا میں آدھی رات کو اُس باغ میں گئی اور نظر اُسکی آمد کی ہوئی محبوب آیا ادھر ادھر کی باتیں میں کرنے لگی اسلئے شنا میں محبوب نے کہا کیوں خورشید بانو میں تو جاتا ہوں کبھی میرا خیال بھی

تکوا آدے گامین نے ایک آہ سرد کی اور کہا اگر خیال نہ ہوتا تو میں تمھاری تلاش میں بیان تک کس لیے آتی محبوب نے یہ سنکر مجھکو اپنے گلے لگالیا اور میرے متواتر بوسہ لیکر کہا تم گھبراؤ نہیں میں تمھارے اختیار میں ہوں اور ہم دونوں کبھی جدا نہ ہونگے اور پھر کہا کہ تم میرے ساتھ جلوگی میں نے کہا جہاں تم کہو گے میں اور میرا غلام دونوں چلیں گے مگر رسمیات شادی کہاں داہوگی اُسے کہا جہاں کہیں موقع ہوگا وہاں ادا ہو جائیگی تم فی الحال سیر ساتھ توجلو غرضکہ اسوقت میں چلی آئی اور صبح کو وقت رخصت مجھکو محبوب بلانے آیا میں اور میرا غلام دونوں اُسکے ہمراہ ہوئے جب مقام جنگ پر پہنچے تو چند ایام تک بوجہ ہو جانے صلح کے لڑائی موقوف رہی اسی اثنا میں میرے غلام نے انتقال کیا اُسکے مرنے سے مجھکو سخت رنج ہوا آخر صبر کیا ایک روز محبوب نے مجھے کہا کہ جلو تکو سیر کر لاؤں میں راضی ہو کر اُسکے ساتھ چلی جانے جاتے ایک دیران قلعہ میں ہم دونوں پہنچے اُس قلعہ میں جا کر ایک مکان دیکھا میں محبوب کے ساتھ اُس مکان میں گئی اور ایک نہایت آراستہ کمرہ میں جا کر میں بوجہ ماندگی کے ایک پلنگ پر لیٹ گئی محبوب نے مجھے کہا کہ تم یہاں ٹھرو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں غرضکہ وہ مجھکو چھوڑ کر چلا گیا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک بڑھا شخص مگر نہایت طاقت ور دوڑا ہوا آیا اور میرے پاس بیٹھ کر کہا میں تم پر مدت سے فائبانہ عاشق تھا آج میری مراد برائی اب نکلو اپنی جو رد بناؤ نکلاؤ ایک بوسہ تو دے دو میں برہم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ دیکھو محبوب نے مجھے فریب کیا تب میں نے اُس شخص سے کہا کہ میرے اوپر رحم کرو اور میرے ساتھ اس طرح کیون پیش آتے ہو کیا محبوب نے مجھکو تمھارے ہاتھ سے بچ کر دیا ہو اُس نے کہا ہاں بھو میں نے اُس سے خوشامد کی اور کہا

لشکر میرے اوپر ظلم نہ کرو اور رحم کرو یہ سنکر اُسے کہا کہ میرے دل میں رحم کی گنجائش نہیں بلکہ وہ عشق سے پُر ہوا اور یہ کہ کبھی مثل عفریت کے مجھے لپٹ گیا اور اپنی گود میں مجھ کو لیکر میرے متواتر بوسے لینا شروع کیے میں شور و غل کرتی اور اسکو حتی المقدور اس حرکت سے باز رکھتی تھی کہ ایک جوان مسلح کچھ لوگوں کو ہمراہ لیے ہوئے اس مکان میں دکھائی دیا میں نے اسکو مدد کے لیے پکارا جب وہ قریب آیا تو میں نے اسکو پہچانا کہ یہ وہ شخص ہے جو محبوب کے پاس جب وہ موصل میں جبری ہوا تھا انکو بھی میرے پاس لایا تھا اُسے مجھ کو بچایا اور اپنے آدمیوں کے ہمراہ مجھ کو محبوب کے خیمہ میں بھیجا دیا جب میں اس خیمہ میں آئی تو اسکو خالی پایا میں تھوڑی دیر بٹھری تھی کہ کچھ غلام محبوب کو وہاں لائے اور اسکو چھوڑ کر چلے گئے میں نے محبوب کو جو دیکھا تو اسکو زخمی پایا گو محبوب نے مجھے سنگینی کی تھی مگر میری محبت کو دیکھنا چاہیے کہ تب بھی میں نے اس کے زخم صاف کر کے پٹی باندھی اور اُسکی خدمت کرنے میں مصروف ہوئی کسی روز تک اُسے آنکھ نہ کھولی ایک روز آنکھ کھول کر مجھے کہنے لگا کہ اے خورشید باؤ تجھ کو مجھے بہت صدمہ پہنچا میں اُسکی معافی چاہتا ہوں اگر تو میرے حال کو سنے گی تو میرے اوپر رحم کرے گی نہ لعنت ملے گی سن اے خورشید باؤ میں نے ایک روز اپنی شامت اعمال سے تیرا ذکر اپنے حاکم سے کیا وہ تیری خوبصورتی پر غائبانہ عاشق ہو گیا اور چونکہ میں اسکا تاج تھا مجھ کو اُسے اس امر پر مجبور کیا کہ میں تجھ کو اُسے دے دوں اسی غرض سے میں اس قلعہ میں تجھ کو لے گیا تھا لیکن اب تاکہ تو یہاں کیونکر آئی اور اُس کے ہاتھ سے تو نے کیونکر نجات پائی اور کس نے تجھ کو اُس کے ہاتھ سے بچایا میں نے اپنا حال اُس سے بیان کیا اُسے سنکر ایک آہ سرد کی اور کہا جس

شخص نے جھکو پناہ دی ہو اسی نے تو مجھے زخمی کیا ہو غرض کہ تھوڑے عرصہ بعد  
 محبوب کو صحت ہو گئی اور پھر مجھے جسمی طرح پیش آتا رہا اس اثنا میں دنوں  
 فوجوں میں صلح ہو گئی اور محبوب دیر غلظ ہو کر موصل میں آیا اور میں بھی  
 اس کے ساتھ آئی بیان آ کر میں نے پھر محبوب سے کہا کہ اب بیاہ کب کرو گے  
 مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا تھوڑے دنوں بعد میں نے سنا کہ محبوب کا بیاہ ایک  
 امیر زادی سے ہوتا ہے چنانچہ اُسکا بیاہ ہو گیا اور میں نخل لاونڈیوں کے  
 رہنے لگی ایک روز میں نے موقع پا کر محبوب سے کہا کہ جیسا میں نے تمہارے  
 ساتھ کیا ویسا پہل پایا اب تم وزیر ہو گئے ہو اور میری تلو خواستگاری بھی  
 نہیں ہو میرے بھائی کا پتہ لگا دو تاکہ میں اُسی کے پاس ملی جاؤں اُس نے  
 حلب کو خط لکھا تو وہاں سے جواب آیا کہ مشتاق کا کہیں پتہ نہیں ہو چند روز  
 پریشانی میں میں نے گزارے تھے کہ ایک روز خط میرے پاس آیا اُسکو میں نے  
 پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ میرے بھائی کا خط ہے اُسین لکھا تھا کہ جب قزاقوں  
 نے مجھکو گرفتار کیا اور قید خانہ میں رکھا تو ایک روز حاکم شہر میرے پاس  
 آیا اور کہا کہ تمہارے باپ کے مکان میں خزانہ ہو وہ مجھکو بتا دو تو میں قتل  
 جھوڑوں اگرچہ مجھکو خزانہ نہیں معلوم تھا مگر میں نے اقرار کیا اور مکان میں  
 جا کر ہر جگہ کھودنا شروع کیا ایک مقام پر جو میں نے کھودا تو ایک دروازہ  
 نظر آیا میں اُس میں گیا اور اُس میں میں نے ایک سرنگ دیکھی اُسی سرنگ  
 کی راہ سے میں دولت لیکر بھاگا اور اب موصل میں آیا ہوں یہاں آ کر تمہاری  
 تلاش کی اور یہ سنا ہو کہ محبوب نے تم سے بے اعتنائی کی میں اپنے بھائی کا خط  
 پا کر خوش ہوئی اور اُسکو لکھا کہ میرے مکان کے متصل جو باغ ہے اُس میں  
 آدھی رات کو میں تم سے ملوں چنانچہ میں رات کو پوشیدہ باغ میں گئی اور میرا



بھائی بھی آیا میں اور وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ کچھ لوگ مع روشنی کے آتے ہوئے معلوم ہوئے میرا بھائی تو ان لوگوں کو دیکھ کر بھاگا مگر میں وہیں کھڑی رہی ان لوگوں نے جا کر میرا حال محبوب سے کہا صبح کو مجھے محبوب نے بلایا اور پوچھا کہ رات کو تو کس شخص کے ساتھ باغ میں ٹہل رہی تھی میں نے اپنے بھائی کے آنے کا حال بیان کیا مگر اس نے بار نہ کیا اور کہا کہ کل تو پچاس سو روپے کی بیک بٹیک تو غیر کے ساتھ ٹہل رہی تھی یہ حکم قضا تو ام سنگھ میں گھبرائی اور اپنی جان بچانے کی غرض سے پچاس سو روپے باغ میں اس غرض سے آئی کہ اگر میرا بھائی آتا ہو تو اس کے ہمراہ بھاگ جاؤں اتفاق سے وہ وہاں میرا حال دریافت کرنے آیا تھا میں نے اس کو محبوب کے حکم سے آگاہ کیا اور رات ہی کو اس کے ساتھ وہاں سے بھاگی اور آج دوسرا روز تھا کہ اس جہاز سے سمندر میں گر پڑی اور حضور نے جان بچائی یہ میرا قصہ ہے اب آئندہ معلوم نہیں کہ مقدسین کیا لکھا ہے۔ خلیفہ نے اس داستان کو سن کر افسوس کیا اور کہا کہ اب تم میرے ساتھ نکاح کرو اور بہ آرام ہو چنانچہ خوشی رہا نوراضی ہوئی اور نکاح کر کے عیش سے رہنے لگی خلیفہ نے اس کے بھائی کو بھی بلالیا اور وہ بھی گھر آ رہے لگا

### نوبین داستان

کہ اس داستان کو گردن میں تمام گردن مختصر داستان دراز ہو آراستہ بزم عیش و طرب نئی طرح سے بزم کارنگ ہو

پلا ساقی مجھ کو تواب ایسا جام مفصل لکھوں رفر راز و نیاز بیان ہودے احوال شادی کا اب ہر ایک سو صدائے دف چنگ ہو

ناظرین کو یاد ہو گا کہ فرزا سلیم شاہ نے قتل خلیفہ کا واقعہ سن کر

قاضی القضاۃ کہ بلایا اور اُسکو حکم دیا تھا کہ اگر آٹھ روز میں اُسکا سراغ نہ لگا دینگا تو تیرا سر کاٹ ڈالا جائیگا چنانچہ سات روز تک تو مدبرالدولہ نے جمیل کے قصبے میں اُدرا ٹھوین روز کی رات کو جب جمیل کا آخری قصبہ ختم ہوا تو مدبرالدولہ نے کہا کہ اب رات زیادہ گئی ہو آرام کرنا چاہیئے چنانچہ سب لوگ ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور خوشی خوشی آرام کرنے چلے لیکن محمودہ کو نہایت اضطراب اور بے قراری تھی کہ سات روز گزر گئے ہیں اور اب تک قتل کا سراغ نہیں لگا اب قاضی القضاۃ ضرور قتل کیا جائیگا جمیل نے محمودہ کے چہرہ پر جو آثارِ طلال کے دیکھے تو اُسکے کان میں کہا کہ پیاری کچھ مت ڈرو اللہ مشکل کا آسان کرنے والا ہے جمیل کی تسکین وہی سے اُسکا اطمینان ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے کمرے کے دروازہ پر پہنچے مدبرالدولہ ہر ایک سے رخصت ہوتا اور اُسکے کمرے کے دروازہ پر قفل لگاتا ہو جمیل کے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ اُس سے بھی رخصت ہو کہ جمیل نے کہا حضور میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مدبرالدولہ نے کہا بسر و چشم کہو چونکہ میں تمہارے کاموں سے بہت خوش ہوا ہوں اس لیے میں اسی انتظار میں تھا کہ تم مجھے کچھ مانگو تو میں تمکو درجن جمیل نے کہا کہ میری کوئی اور غرض سوائے اسکے نہیں ہو کہ صبح کو آپ کا بھائی قاضی القضاۃ قتل ہو گا اس لیے بہتر ہو کہ آپ تھوڑی دیر خباب باری میں مناجات کو میں شاید آپ ہی کی دعا اللہ قبول کرے اور اُسکی جان بچ جائے بعد اسکے آپ میرے پاس آدین تو میں ایک امرا ہم آپ سے کونگا مدبرالدولہ نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ کوئی امر دشوار تم کو گئے میں تمہاری اس بات کو منظور کرتا ہوں لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ امرا ہم کیا ہے جمیل نے کہا ابھی اسکے

کہنے کا وقت نہیں آیا ہو جب آپ آونیکے تب کہو ننگا غرض کہ مدبرالدولہ  
 تو اور مرخصت ہوا اور اُدھر جمیل جو دروازہ سے نکل کر خانہ میں گیا  
 اور ایک دروازہ کھول کر باغ میں گیا وہاں اُس نے دستک دی تو اُس کا غلام  
 مع اور حبشیوں کے آیا جمیل نے پوچھا کہو جعفر کا کہیں پتہ لگا اُس غلام نے  
 کہا حضور ابھی گرفتار کیا ہوا اور اب وہ قید میں ہے جو جمیل بہت خوش ہوا اور  
 کہا اب تم میرے ساتھ آؤ یہ سب لوگ اُس مقام پر پہنچے جہاں مدبرالدولہ  
 کا وہ غلام محافظ خانہ رہتا تھا جو بچائے جعفر کے مقرر ہوا تھا اُس کو سوتا پائے  
 جمیل نے گرفتار کیا مگر اپنے غلاموں سے کہا کہ اسکو کچھ آزار نہ پہونچانا  
 بعد ازاں اس غلام کو بیدار کر کے اس سے کہا کہ تم کچھ خوف نہ کرو اور جو کچھ  
 ہم کہیں وہ تم کرو ہم تمھارے آقا کا خزانہ نہیں لیتے آئے ہیں بلکہ اور غرض سے  
 آئے ہیں جمیل اُس غلام کو لیکر ایک دروازہ کے پاس آیا اور اُس سے کہا  
 کہ اس دروازہ کو کھول تو یہاں کا محافظ ہے اور بہ نسبت میرے زیادہ وقعت  
 رکھتا ہے اس غلام نے خیال کیا کہ جمیل کو اس مقام کے راز سے کچھ آگاہی  
 ہے اس لیے اُس دروازہ کے کھولنے میں کچھ غدر نہ کیا اور دروازہ بے تامل  
 کھول دیا اس دروازہ کے اندر ایک خاں جمیل نے دیکھا جو قریب چھ بیاسات  
 ہاتھ کے عمیق ستا اُس غار کے ایک طرف ایک طاق تھا اور اُس پر ایک  
 صندوق رکھا تھا جمیل نے اُس سے کہا کہ ہم خزانہ نہیں لینے صاف بیان کر  
 کہ یہ غار بیان کیوں کہو دا ہے اُس غلام نے کہا کہ اس صندوق میں جو دستہ ہے  
 اُسکے چھونے سے آدمی کا ہاتھ اُسی دستہ میں پٹ جاتا ہے اور اس غار میں  
 گر پڑتا ہے اور اگر دوسرا دستہ جو دیوار میں لگا ہے کوئی آدمی دبا دے اور پھر  
 اُس دستہ کو چھوے تو وہ اس غار میں نہ گرے گا جمیل نے کہا اچھا معلوم ہوا

اس دروازہ کو بند کر دے پھر جمیل ایک دروازہ کے پاس آیا اور وہاں بھی ایک غار دیکھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا جمیل نے پوچھا کہ اس غار میں پانی کہاں سے آتا ہے تب اُس غلام نے کہا کہ باغ سے پانی آتا ہے اور دریا کے جھٹا میں جاتا ہے جمیل نے اپنے غلاموں سے کہا اس غلام کو گرفتار رکھو مگر کچھ سکیون نہ پوچھنا یہ کہہ کر وہ اپنے کمرہ میں چلا آیا تھوڑی دیر بعد مدبرالدولہ بھی آیا اور جمیل سے کہا کہ میں دعا مانگتے مانگتے سو گیا تھا اس لیے تمہارے پاس جلد نہ آ سکا اب بتاؤ وہ کیا بات ہے جو تم مجھے کہنے والے تھے جمیل نے کہا عشرت بانو آپ کی بی بی وفادار اور پاکدامن نہیں ہے مدبرالدولہ نے متحیر ہو کر کہا کہ جمیل کیا تم مجھے مذاق کرتے ہو اور اگر وہ بقول تمہارے پاکدامن نہیں ہے تو دامتہ مجھے اسکو قتل کرنے اور جہنا میں اسکی لاش بھکوا دینے میں مطلقاً کس نہیں جمیل نے کہا میری مجال ہے جو آپ سے مذاق کر دوں ویسے جلدی نہ کیجیے ابھی سب کچھ معلوم ہو جائیگا جو میں آپ سے کہوں وہ کیجیے مدبرالدولہ نے اقرار کیا کہ اچھا جس طرح کہو گے ویسا ہی کرونگا جمیل نے کہا اب میں عشرت بانو کے کمرہ میں جانے والا ہوں آپ پوشیدہ ہو کر میری اور اسکی گفتگو سنیں مدبرالدولہ نے کہا ہاں عشرت بانو تو نے تو تنگ و ناموس ہیں دھبہ لگا یا جمیل نے کہا بس آپ خاموش رہیں اور پوشیدہ ہو جاؤ میں کلچن آنے والی ہے جب وہ مجھ کو عشرت بانو کے کمرہ میں پہنچا کر چلی آوے تو اسکو آپ گرفتار کر لیجیے گا لیکن قتل نہ کیجیے گا اور جب تک میں آپ کو کمرہ میں نہ بلاؤں آپ اندر نہ آئیے گا چنانچہ مدبرالدولہ پوشیدہ ہو گیا اور کلچن تھوڑے عرصہ کے بعد آئی اور کہنے لگی میری بی بی آپ کی منتظر ہے چلیے جمیل اسکے ساتھ گیا تو دیکھا کہ

عشرت بانو بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہو جمیل کو دیکھتے ہی پلنگ پر سے اٹھی اور پروانہ وار بلا گردان ہوئی اور کہا دیکھو۔ دروازے سے کچھ باتیں نہیں ہوئی تھیں اس لیے میرے دل کو عجب طرح کی بیکراہی تھی اب کب تک وصال کی منتظر رہوں آج موقع اچھا ہو میرے ارمان دل کے نکالو جمیل نے کہا جلدی کیا ہو پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم نے مدبر الہ دولہ کو زہر انک کیون نہیں دیا عشرت بانو نے کہا اب تک موقع نہیں ملا آج نہیں توکل ضرور دونگی ایسی پیارے تیرے لیے تو میں اس سے زیادہ مشکل کام کرنے پر موجود ہوں اور ہاتھ پھیلا کر کہا آج تو شد ذرا سینہ سے لگ جاؤ اور اپنے گورے گورے گالوں کے بوسے جھکولنے دو تاکہ میرے دل بیکراہ کو تسکین ہو عشرت بانو نے ہاتھ پھیلا کر جمیل کو لپٹانا چاہا تھا کہ جمیل کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہا آؤ فاحشہ بس الگ ہٹ خبردار میرے پاس نہ آنا یہ کہہ کر جمیل نے آواز دی کہ حضور اندر آئیے یہ آواز سننے ہی مدبر الہ دولہ شمشیر برہنہ لیے ہوئے اندر کمرے کے آیا اور کہا آؤ عشرت بانو تو میرے آستین کی سانپ ہو اور جھکوتل کرنا ضرور چرتلوار مارنے کو اٹھائی مگر جمیل نے باز رکھا عشرت بانو اپنے پلنگ پر گر پڑی اور رونے لگی جمیل نے کہا اب رونے سے کیا فائدہ ہو پھر مدبر الہ دولہ کی طرف مخاطب ہو کر جمیل نے کہا کہ یہ جو خفیہ قتل کا واقعہ مشہور ہو رہا ہو وہ سب اسی عشرت بانو کی وجہ سے ہو مدبر الہ دولہ یہ سن کر اور بھی برہم ہوا اور کہا اچو جمیل اگر تو اس درمیان میں نہوتا تو واللہ میں اسی وقت اس فاحشہ کا سر کاٹ کر دریا میں بھکوا دیتا لیکن اب بتاؤ کہ کیا کروں جمیل نے کلچمن اور عشرت بانو کے واسطے حکم قید کرنے کا دیا اور اپنے غلام کو

بلا کر کہا کہ محافظ خزانہ کو چھوڑ دو پھر جمیل مدبر الدولہ کو کرہ میں ساتھ لیکر آیا اور کہنے لگا کہ جب میں نے خفیہ قتل کا حال سنا تو شہر میں آیا اور رام کشن اور ہرنا تھ سے قہوہ خانہ میں ملاقات ہوئی رام کشن نے مجھے آپ کی مجلس پرے کی عورت کا حال بیان کیا اس وقت میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ قتل تعجب نہیں جو وہاں ہوتے ہوں چنانچہ اسی خیال سے میں رام کشن کے ساتھ آپ کے مجلس پرے میں آیا اور آپ کی لڑکیوں سے ملاقات ہوئی پھر جب آپ آئے اور ماہر و سلیم اور رام کشن کو قتل کی غرض سے آپ نے گئے اس وقت عشرت بانو نے تجھ کو گلچمن کی معرفت بلوایا میں گیا اور اس سے بچ کر واپس آیا میں نے رام کشن اور ہرنا تھ کو بھی باری باری سے بھیجا تھا وہ بھی گواہ ہیں عشرت بانو گلچمن کی معرفت لوگوں کو بلاتی ہو اور اس دروازہ کی طرف سے نکالتی ہو جہاں جعفر رہتا ہو جعفر اس شخص سے کہتا ہو کہ آگے چلو میں پیچھے جاؤنگا جب وہ آدمی آگے آگے چلتا ہو تو پیچھے سے وہ اس آدمی کو مار ڈالتا ہو تاکہ راز فاش نہ ہو پھر جمیل نے وہ مقام مدبر الدولہ کو دکھایا جہاں جعفر لوگوں کو قتل کرتا تھا اور کہا کہ جعفر کو میں نے قید کیا تھا کہ وہ آپ کے سامنے سب حال بیان کرے گا مگر وہ بھاگ گیا تھا اب وہ پھر گرفتار ہو گیا ہو اور سب حال ظاہر کرے گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وزیر اعظم کے پاس سے قاصد آیا اور مدبر الدولہ سے کہا کہ چونکہ قتل کا پتہ نہیں چلتا اس لیے رعیت پھر باغی ہو گئی اور بادشاہ کو زہر دلو کر اٹھکے بیٹے شہریار کو تخت پر بٹھا دیا ہو مگر کچھ رعیت چاہتی ہو کہ خرم تخت پر بٹھا یا جائے پس آپ چلیں اور اسکا بندوبست کریں مدبر الدولہ تو روانگی کی تیاری میں مصروف ہوا

او جمیل وہاں سے چل دیا اور اپنے مکان میں آیا چنانچہ جو رعیت اسکے موافق  
 تھی اُسے شہر یار کو قتل کر ڈالا اور خرم کو تخت پر بٹھادیا جسے اپنا لقب شاہ جہان  
 اختیار کیا تھوڑے عرصہ بعد مدبرالدولہ مع رام کشن اور ہرناتھ کے آیا  
 اور بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف ہوا جب اسنے اس سے فراغت پائی  
 تو شاہ جہان نے مدبرالدولہ کو بلایا اور کہا کہ میں جمیل ہوں مدبرالدولہ  
 اسکے قدموں پر گر پڑا لیکن شاہ جہان نے اُسکا سر اٹھا کر کہا کہ بیٹھو پھر مجھ  
 اور جعفر کو بلایا انھوں نے عشرت بانو کے فاحشہ ہونے کا حال مفصل  
 بیان کیا شاہ جہان نے کہا اے مدبرالدولہ اب چونکہ ہمہ وجہ ثابت  
 ہو کہ عشرت بانو فاحشہ ہو لہذا وہ اور گلچمن دونوں قید میں رہیں  
 اور جعفر تو تابع فرمان تھا اسکا کوئی قصور نہیں اس لیے وہ چھوڑ دیا جا  
 بعد ازاں شاہ جہان نے مدبرالدولہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور رام کشن  
 اور ہرناتھ کو عمدہ ہارسے جلیل القدر پر ممتاز فرمایا چونکہ رام کشن  
 اور ہرناتھ اس اثنا میں مسلمان ہو گئے تھے اس لیے رام کشن کا نام  
 محمد خان اور ہرناتھ کا نام احمد خان رکھا گیا تھا محمد خان اور  
 احمد خان نے اپنے اپنے والدین کو اپنے حالات سے اطلاع دی وہ  
 اکبر آباد میں آئے اور بڑی دھوم دھام سے محمد خان کی شادی  
 ماہر و بیگم کے ساتھ اور احمد خان کی شادی نازنین بیگم کے ساتھ کی  
 پھر شاہ جہان نے مدبرالدولہ سے کہا کہ ابھی انکو نفی کا حال مجھکو  
 تم سے بیان کرنا ہے جسکی نسبت تلو بہت حیرت تھی سو آگاہ ہو کہ میری قاضی القضاۃ  
 کا شاگرد ہوں اور اس لیے اسکا احسان میری گردن پر ہے جب اسکے  
 نسل کا حکم بادشاہ نے دیا اور آٹھ روز کی ہمت قتل کے چالگانے کو دی تو

قاضی القضاۃ نے محمودہ کو میرے پاس بھیجتا اور مجھے امداد چاہی تھی اسوقت سے میں محمودہ کا عاشق ہوں اور اسی کے چل کرنے کے لیے میں نے یہ تکالیف اٹھائیں اور بمشکل تمام بادشاہ سے اس قتل کے پتہ لگانے کی اجازت لی اور جب محل سے نکل کر چلا تو اس وقت بادشاہ نے مجھ کو یہ ٹھہرائی دی تھی اور کہا تھا کہ حکومتیہ انگلوٹھی ہر آفت سے محفوظ رکھے گی اور طلبات کا اثر دکھائیگی چنانچہ یہ وہ انگلوٹھی ہو جس کے اثر کو تھے بچشم خود دیکھا ہوں یہ لکھنؤ شاہجہان نے قاضی القضاۃ کو بلایا اور ان حالات سے اسکو آگاہ کیا قاضی القضاۃ بہت خوش ہوا اور اپنی لڑکی محمودہ کا نکاح بادشاہ کے ساتھ کر دیا محمودہ ملکہ بنی اور شاہجہان بادشاہ ہوا اور سب لوگ عیش و عشرت سے بسر کرنے لگے فقط۔

قطعہ تاریخ طبع سابق از مولوی ابوالحسن صاحب  
مترجم ہائی کورٹ آلہ آباد در سنہ علیسوی

بذہن رسامنتی حامد حسن بخواند مضمون دلچسپ او ہمہ ناول و قصہ ہائے سلف چو در فائز سال مسیحی شدم	چونوشت افسانہ دلپذیر بصد شوق دل جلد برنا و پر نمائند پیش متاع حقیر بگفتا خرد نشخوے بے نظیر
---	---

قطعہ تاریخ از جناب مولوی عظیم الدین صاحب مترجم  
ہائی کورٹ آلہ آباد در سنہ ہجری

شیخ حامد حسن فسانہ نوشت	بزبانے سلیم خوش اسلوب
-------------------------	-----------------------



چہ عجب گر عبارت سادہ اگر بیا چشم سحر کار کر دے نیت جز سحر کاری خامہ بہر اعجاب و خوبی قصہ حسب اتفاق ملہم غیبی	عالمے راشد و بجان مطلوب گشت بے سرمہ و جہان محبوب چیزے ایجا بہ جادوسی منسوب مد و دیو و جن نشد مطلوب سال تاریخ شربجان مرغوب
--	---

### خاتمہ الطبع

یہ دہی دلکش ناول ہو جو نو کشور پریس مین واقع ۸۸ء طبع ہو کر  
ذوق و شوق شائقین کے ہاتھوں کا دستنبو ہو چکا ہو چونکہ اپنی عبارت  
کی سلاست خصوصاً دلچسپی مضمون کی وجہ سے طبع ہوتے ہی ہر دلوں پر ہو چکا  
تھا ہر ایک ایڈیشن اسکا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا اور ذوق خریداری  
شائقین مین کمی نہیں پائی گئی لہذا بحسب ایسے شائق اشاعت نو اور  
ہر فن منشی بشن ٹرانس صاحب مالک نو کشور پریس ماہ اگست ۱۹۲۳ء  
مطابق محرم الحرام ۱۳۴۳ ہجری مین بار سوم زیور طبع سے آرا ہو کر  
مرآت نظر فردز شائقین ہوا۔

### اعلان

حق تصنیف اس ناول کا از جانب مصنف بحق نو کشور پریس محفوظ ہے۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
گنجینہ سرفرازی حصہ سوم	۴	روز الیمبرٹ حصہ اول	۴	ناول پر نیانہ	۴
دھارم -	۴	ایضاً حصہ دوم -	۴	راز عشق در حال خفیہ پولیس	۴
آلوکی دم فاختہ -	۸	آفت لیلہ جلد اول اردو ترجمہ	۸	گناہ بے لذت -	۸
جفا و وفا	۱۲	بطر ناول مصنفہ بیٹن ترنات	۱۲	نئے بگڑے -	۸
خدا کی فوجدار - ترجمہ کتاب	۱۰	ایضاً جلد دوم	۱۰	روہنی ناول -	۱۰
ڈاکٹر کو گسٹ ڈی لائن	۱۲	مجموعہ افسانہ و لہزیر ترجمہ	۱۲	بنگالی دولہن -	۱۲
درد و جلد -	۱۰	کتاب ٹیلیس فرام شکسپیئر	۱۰	مار آستین -	۱۰
جواہر انتخاب -	۸	ترجمہ اردو ناول ارنسٹ	۸	الشمس -	۴
فسانہ آزاد کاس ہر چار جلد	۱۰	مالٹریورس والائس کامل	۱۰	مرثانی -	۱۰
مسترق جلدین بھی فروخت ہوتی ہیں	۶	جدید عشق -	۸	فسانہ حسرت وصل -	۶
۱- جلد اول -	۱۰	ہنگامہ عشق	۱۲	خادزا جلد اول	۱۰
۲- جلد دوم -	۱۰	لبت فرنگ	۱۰	دھوکا یا طلسمی فانوس	۱۰
۳- جلد سوم	۱۰	قصہ حاجی بابا اصفہانی	۱۰	دعوت جلد اول	۸
۴- جلد چارم	۱۰	مقصد خاص دعام -	۱۲	شام جوانی حصہ اول	۱۰
سیر کوہ مبارک کامل - درد و جلد	۱۰	بنارہ فیضی	۱۲	ایضاً حصہ دوم	۱۲
حاکم سر شام با تصویر -	۱۰	گلاب کور عین طلسم شر -	۱۰	عشق مجسم -	۱۰
فریب حسن -	۱۰	ناول اسرار نہکر بیسکر ترجمہ	۱۰	تنبلیخ -	۸
طلسم خیالات -	۱۲	فسانہ مفقود الخیر -	۱۲	پوانوس -	۱۰
فسانہ سوز عشق -	۱۰	حجاب محبت -	۱۰	ناول مانا -	۱۰
فسانہ الہ دین ویلی - ترجمہ	۱۰	شاہ طراز -	۱۰	گرشہ تقدیر -	۱۰
ناول اشارات منکر نیلا -	۱۰	شاہ مقصود -	۱۰	حجاب محبت -	۱۰
دیگر ونیڈا ترجمہ ناول دی	۱۰	ناول غریب الوطن	۱۰	پر تاب -	۱۲
دہر و دلت -	۱۰	ناول شہید جفا	۱۰	پلاس کماری	۱۰
اسرار آسیہ	۱۰	ناول سیتا - درد و جلد	۱۰	تسخیر -	۱۰

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
سوانح غری گوتم بودھا انگریزی	۵۰	نمبر نام دفتر تعداد جلد	۵۰	طلم ہوش ربا حصہ دوم	۵۰
دقائق نادری -	۱۲	۱- نوشیروان	۲	جلد پنجم کامل	۵۰
عیار و ن کا عیار	۵۰	۲- کوچک باختر	۱	جلد ششم	۵۰
مفتودہ فرنگ	۸	۳- بالا باختر	۱	جلد ہفتم	۵۰
مکالمہ -	۵۰	۴- ایرج نامہ -	۲	بقیہ طلم ہوش ربا حصہ اول	۵۰
حرمان خانم -	۶	۵- طلم ہوش ربا	۵	حصہ دوم	۵۰
مارگیرٹ -	۲	۶- صندلی نامہ -	۱	صندلی نامہ - دفتر ششم	۵۰
خوش نصیب -	۵۰	۷- تورج نامہ -	۲	تورج نامہ - جلد اول دفتر ششم	۵۰
جوش فون	۵۰	۸- لعل نامہ	۲	جلد دوم	۵۰
ہیم خرمادہم خواب -	۱۲	نوشیروان نامہ جلد اول	۵۰	لعل نامہ جلد اول دفتر ششم	۵۰
نئی نوی -	۶	ایضاً - جلد دوم	۶	جلد دوم	۵۰
جام نہر -	۱۲	ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ	۱۲	دفتر آفتاب شجاعت جلد اول	۵۰
لال کپتان -	۱۲	جلد دوم	۱۲	جلد دوم	۵۰
ناشاہ -	۴۰	جوان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ	۴۰	جلد سوم	۵۰
فلو پلا کی بنا بندہ کے مسر -	۶	جلد دوم	۶	جلد چارم	۵۰
خواب کلکتہ - جلد اول -	۱۲	کوچک باختر	۱۲	جلد پنجم حصہ اول	۵۰
ایضاً جلد دوم -	۱۲	بالا باختر -	۱۲	جلد دوم	۵۰
قصہ جات نشر		ایرج نامہ - جلد اول	۵۰	گلستان باختر متعلق داستان	۵۰
		ایضاً - جلد دوم	۵۰	جلد اول	۵۰
داستان امیر حمزہ صاحب قرآن جس کی ترکیب و تزیین آٹھ دفتر تین ہیں ہے اور اس کے ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل -		طلم ہوش ربا - جلد اول	۵۰	ایضاً دوم	۵۰
		جلد دوم	۵۰	ایضاً سوم	۵۰
		جلد سوم	۵۰	طلم نقشہ نورافشان جلد اول	۵۰
		جلد چارم	۵۰	جلد دوم	۵۰
		جلد پنجم کاغذ حصہ اول	۵۰	جلد سوم	۵۰

